Regd. No P. GDP-23

Phone No 35

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

▲ منارۃ المسیح قادیان

قائم مقام ایڈیٹر:۔
محمد کریم الدین شاہد

نائبین:۔
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

قیمت خاص نمبر:۔ دس روپے

۱۲، ۱۹ جمادی الثانی ۱۴۱۲ ہجری ۱۹، ۲۶ فتح ۱۳۷۰ ہش ۱۹، ۲۶ دسمبر ۱۹۹۱ء

وہ خُدا میرا جو ہے جوہر شناس اِک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس (دُرِّ ثمین)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"مَیں نے دیکھا کہ زارِ روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آگیا ہے اور وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں۔ گویا بظاہر سونٹا معلوم ہوتا ہے اور وہ بندوق بھی ہے۔ اور پھر دیکھا کہ خوارزم بادشاہ جو بوعلی سینا کے وقت میں تھا اس کی تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے۔ بوعلی سینا بھی پاس ہی کھڑا ہے اور اس تیر کمان سے مَیں نے ایک شیر کو بھی شکار کیا۔" (تذکرہ صفحہ ۴۲۹ طبع اوّل بحوالہ الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء)

ایک اَور رؤیا کے ذکر میں آپؑ نے فرمایا:۔

"مَیں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں۔" (تذکرہ صفحہ ۸۱۳)

رُوس کے ایک مُسلمان راہنما (بخارا سِٹی کونسل کے صدر) نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو از راہِ محبّت و احترام اپنے علاقے کا روایتی گاؤن اور ٹوپی پیش کی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی جواباً انہیں پاکستان کا روایتی جُبّہ پہنایا۔ تحائف کے تبادلہ کے بعد پُرتپاک مصافحہ۔ دِلی جذباتِ محبّت پُرمسرّت چہروں سے خوب عیاں ہیں۔ (تصویر بر موقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ جولائی ۱۹۹۱ء)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے پرنٹ ویل پرنٹنگ پریس ماڈل ٹاؤن جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:۔ نگران بورڈ بدر قادیان

رُوسی زُعما کا وہ وفد جس نے جلسہ سالانہ برطانیہ ۹۱ء میں شمولیت کر کے جلسہ کی رونق کو دوبالا کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدّہُ اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ ایک گروپ فوٹو ؀

فلسطین کے احمدی احباب نے اجتماعی رنگ میں ایک نعتیہ قصیدہ اپنی پُرشوکت آواز میں سُنا کر سامعین پر ایک وجد کی کیفیت طاری کر دی۔ ان کے ساتھ ان کے بزرگ احمدی السیّد طٰہٗ قزق اور فلسطین کے مبشّرِ اسلام مکرم محمد حمید کوثر صاحب بھی ہیں۔ (جلسہ سالانہ برطانیہ ۹۱ء)

جلسہ سالانہ برطانیہ ۹۱ء میں صُلحاء العرَب۔ اَبدال الشّام کی نمائندگی میں مخلص عرب احمدیوں نے بھی شرکت کی۔ چند نمائندگان اِس تصویر میں نمایاں نظر آ رہے ہیں ؀

شبیہ مبارک سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرّابع ایدّہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ارشادِ باری تعالےٰ

لَاخَيْرَ فِىْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(سُورۃ النِّسآء : آیۃ ۱۱۵)

ترجمہ :- ان لوگوں (کے مشوروں) کو مستثنیٰ کرکے جو صدقہ یا نیک بات یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا حکم دیتے ہیں، ان کے بہت سے مشوروں میں کوئی بھلائی نہیں (ہوتی)، اور جو شخص اللہ کی رضاجوئی کے لئے ایسا کرے (یعنی نیک مشورے کرے) ہم اُسے (جلد ہی بہت) بڑا اجر دیں گے ؞

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سُورۃ آلِ عِمران : آیۃ ۱۰۵)

ترجمہ :- اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ (لوگوں کو) نیکی کی طرف بُلائے اور نیک باتوں کی تعلیم دے اور بدی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ؞

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِىْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ ۔

(ترمذی)

ترجمہ :- حضرت انسؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے نکلتا ہے، جب تک واپس (گھر لوٹ کر) نہ آجائے وہ راہِ خدا میں ہوتا ہے ؞

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِىْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ ۔

(مُسلم بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کسی راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنّت کا راستہ آسان کر دے گا ۔ اور (جب بھی قوم کے) لوگ اللہ تعالیٰ کے کسی گھر میں کتاب اللہ کی تلاوت اور اُس کی درس و تدریس کے لئے جمع ہوتے ہیں (تو) اُن پر (ضرور) سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اُن (فرشتوں) میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں ؞

اِداریہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۹-۲۶ر فتح ۱۳۷۰ ہش

صد سالہ جلسہ سالانہ

اِمسال جماعتِ احمدیہ قادیان کا جلسہ سالانہ دوہری برکات اپنے ساتھ لے کر آرہا ہے۔ ایک تو بڑی اہم بات یہی ہے کہ یہ سَو سالہ جلسہ سالانہ ہے۔ پُوری ایک صدی کا سفر اِس جلسے نے طے کیا۔ اور زمانے کے نشیب و فراز سے گزرتے ہوئے اس نے افرادِ جماعت کی دینی معلومات کو وسیع کرتے ہوئے انہیں یقینِ کامل کی دولت سے مالامال کیا۔ اُن میں وہ پاک تبدیلی پیدا کرتا رہا جس سے اللہ اور اُس کے رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت اُن کے دِلوں پر غالب آتی رہی۔ ان مبارک ایّام میں ذکرِ الٰہی اور درود شریف کے ورد سے ان کی دعائیں عرشِ تک پہنچتی رہیں اور پہنچتی رہیں گی۔ غلبۂ اِسلام کی خاطر تدابیرِ حسنہ پر غور کرتے اور انہیں بروئے کار لانے کے مواقع بھی اِس مہتم بالشان جلسے نے عطا کئے۔ اور اکنافِ عالم کے مختلف رنگ و نسل اور مزاج کے افراد میں محبت و اخوت کے حقیقی اسلامی جذبات اُبھارنے کا یہ موجب بنا۔ پس بہت ہی خوش نصیب ہیں وہ افراد اور احبابِ جماعت جن کو اللہ تعالیٰ نے اس بابرکت جلسے میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی۔ کیونکہ ایسے ایّام بار بار نہیں آیا کرتے، اس کے لئے تو پھر آئندہ پوری ایک صدی کا انتظار کرنا ہوگا ـــ!!

اور دُوسرا اہم اور تاریخ ساز امر یہ ہے کہ تقسیمِ ملک کے چوالیس [۴۴] سال بعد پہلا موقعہ ہے جب حضرت امام جماعتِ احمدیہ خلیفۃ المسیح بنفسِ نفیس اِس عظیم الشان اور بابرکت جلسے کی رونق دوبالا کر رہے ہیں۔ اِس لحاظ سے ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورِ خلافت کی منجملہ دیگر بے شمار برکات کے ایک بڑی برکت اور امتیازی خصوصیّت یہ ہے کہ احمدیّت کے دائمی مرکز قادیان میں صد سالہ جلسۂ تشکّر میں آپ شمولیت فرما رہے ہیں۔ اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ اِس سے تاریخِ احمدیّت کے ایک سُنہرے باب کا آغاز ہوتا ہے۔ جس طرح ۱۸۹۱ء میں شروع ہونے والا پہلا جلسہ سالانہ ایک یادگار اور تاریخ ساز جلسہ ہے اِسی طرح اِنشاءاللہ یہ صد سالہ جلسہ سالانہ بھی احمدیت یعنی حقیقی اِسلام کی ترقی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ایک اہم سنگِ میل ثابت ہوگا۔ اِس بابرکت موقعہ پر ہم سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور جملہ احبابِ جماعتِ احمدیہ کی خدمت میں پُرخلوص ہدیۂ تہنیت پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے یہ جلسہ سالانہ ہر لحاظ سے باعثِ صد برکات بنائے۔ آمین۔

سَو سال کا عرصہ کسی بھی قوم کی قومی زندگی کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے اور خصوصاً اِسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے اِس دَور میں اس کی اہمیّت اِس طرح بھی بڑھ جاتی ہے کہ اُمّتِ محمّدیہ کو اُمّتِ موسویہ سے کئی باتوں میں مماثلت حاصِل ہے۔ جس طرح یروشلم کی ویرانی کے بعد اس کی آبادی سے متعلق حضرت حزقیل نبی کو اللہ تعالیٰ نے سَو سال کے عرصہ کی ترقیات کا نظارہ دکھایا تھا اُس میں بطورِ خاص اِس امر کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ (سُورۃ البقرہ: ۲۶۰) اللہ نے اُسے سَو سال تک (خواب میں) مارے رکھا پھر اُسے اُٹھایا۔ اگرچہ گزشتہ مفسّرین نے اس کو حقیقی فردی مَوت و حیات قرار دیا ہے لیکن سیّدنا حضرت مُصلح موعودؓ نے قرآن سے اس کو ردّ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس میں دراصل حیاتِ قومی یا جنسی کا ذکر ہے نہ کہ حیاتِ فردی کا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے کشف کے ذریعے اُن پر ظاہر کیا کہ ایک سَو سال تک یہ شہر دوبارہ آباد ہو جائے گا۔ اِسی طرح قادیان کی ترقی اور احمدیّت کی ابتدائی فتح کی طلوعِ سحر کے لئے یہ سو سالہ دَور رُوحانی انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔

یہ بھی ایک عجیب خدائی تقدیر ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے قیام پر جب سو سال کا عرصہ پُورا ہونے کا وقت قریب آنے لگا تو جماعت ایک نئی آب و تاب سے ترقی کے منازل طے کرنے لگی۔ جتنی تیز رفتاری سے جماعت کا قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہُوا اتنی ہی تیزی کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کے خلاف مخالفت کا طوفان اُٹھنا شروع ہُوا۔ اور عالمگیر اور حکومتی سطح پر اسلام دُشمن عناصر نے اِسلام کی اِس اُبھرتی ہوئی طاقت و شوکت سے مرعوب ہوکر اِس الٰہی جماعت کے خلاف سازش کرکے پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں اس کے خلاف شدید ردِّ عمل پیدا کیا تاکہ اِس جماعت کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ لیکن مخالفت کا یہی طوفانِ بے تمیزی جماعتِ احمدیہ کے لئے مہمیز کا کام کر گیا اور دنیا کے کونے کونے میں اس کی آواز پہنچی۔ اقوامِ عالم میں تجسّس پیدا ہُوا کہ یہ کونسی تحریک ہے جس کے خلاف ایک عالمگیر شورش برپا کی جارہی ہے، اور کیوں کی جارہی ہے ـــ!؟ نتیجہ یہ ہُوا کہ نئے نئے ممالک میں نئی نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آنے لگا۔ اور آج بفضلہٖ تعالیٰ دُنیا کے ۱۲۶ ممالک میں جماعت احمدیہ کا پرچم لہرا رہا ہے۔ اور اس پر سُورج غروب نہیں ہوتا۔ اور جماعتِ احمدیہ کی قومی زندگی نے ایک نیا اور اہم موڑ اختیار کر لیا ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ہم اِس جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے اللہ تعالیٰ نے خود اُن کے ٹکڑے فضا میں بکھیر دیئے۔ جو لوگ نظامِ خلافت کو درہم برہم کرنے کے منصُوبے بنا رہے تھے خدا تعالیٰ نے اُن کے سر کُچل کر رکھ دیئے۔ اور اب بڑے بڑے سربراہان و وزرائے مملکت کی توجّہ کا مرکز یہ جماعت بن گئی ہے۔ کیا یہ خدائی تقدیر اور فیصلہ اِس بات کا ثبوت نہیں کہ یہ سلسلہ خُدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے۔ اور جو لوگ اس کی مخالفت پر تُلے بیٹھے ہیں وہ راستی اور حق سے دُور ہیں ـــ!؟ اور اب ۱۹۹۱ء کا سال قادیان میں صد سالہ جلسہ سالانہ کا سال ہے۔ جس میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ کی شمولیت ایک نیک فال اور خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر ہے جو یقیناً فتح و ظفر کی کلید ہے۔ اِنشاءاللہ تعالیٰ۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ جلسہ سالانہ بذاتِ خود ایک روشن اور درخشندہ نشانِ صداقت ہے کہ ایک صدی قبل خدا کے پاک مسیحؑ نے جب اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کی بُنیاد رکھی تو غیر اقوام کی تو بات ہی کیا خود مسلمان عُلماء نے اِس شدت سے مخالفت کی کہ الامان والحفیظ۔ لیکن حضرت مسیحِ پاک کی شبانہ روز پُرسوز دُعائیں عرشِ الٰہی تک پہنچیں۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ کے مطابق فرشتوں کے نزول سے سعید روحوں کے قلوب میں الٰہی تحریک پیدا کی اور وہ مردِ خُدا جو یکّا و تنہا تھا اس کے گرد ہزاروں کی جماعت اکٹھا ہوگئی۔ اور پھر دیکھتے دیکھتے قریہ قریہ، شہر شہر، صوبہ صوبہ اور ملک ملک میں اس کی شاخیں قائم ہوگئیں۔ اور لاکھوں پروانے شمعِ احمدیّت کے گرد جمع ہوگئے اور اب یہ تعداد ایک کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔

ایسے ہی مخالفانہ ماحول میں بانئ جماعت احمدیہ علیہ السّلام نے ۱۸۹۱ء میں جب جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی تاکہ گلزارِ احمدیّت کے ابراہیمی طیور اپنے مرکز میں جمع ہوکر غلبۂ اسلام کے لئے تجدیدِ عہد کریں۔ اللہ اور اُس کے مقدس رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی باتیں سُنیں اور سُنائیں، اس کے فضلوں اور انعامات کا تذکرہ کریں اُس کی حمد کے ترانے گائیں اور آئندہ سال کے لئے باہمی مشورہ سے پروگرام مرتّب کریں تو بھلا مولویوں کو یہ دینداری کی باتیں کہاں پسند تھیں، مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور اُن جیسے کئی اور مولویوں نے اِس جلسہ کو روکنے اور ناکام بنانے کے لئے اپنی جُوتیاں گھس ڈالیں اور ناخنوں تک اپنا زور لگایا۔ کبھی اِس جلسے کو بدعت بلکہ معصیت قرار دیا۔ کبھی اس کو "قادیانیوں کا حج" قرار دے کر بدنام کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور اکثر و بیشتر اوچھے ہتھکنڈے اختیار کرکے قادیان جانے والوں کو روکنے کی کوشش کی گئی۔ نتیجہ کیا ہُوا کہ اگر پہلے جلسہ سالانہ پر صرف ۷۵ افراد شامِل ہوئے تھے تو اگلے سال ۱۸۹۲ء میں ۳۲۷ نے شمولیت کی اور پھر تدریجاً یہ تعداد بڑھتی گئی۔ حضور علیہ السّلام کی زندگی میں جو آخری جلسہ ہُوا اُس میں جاں نثارانِ احمدیت قریباً تین ہزار کی تعداد میں حاضر ہوئے۔ اور پھر خلافتِ رابعہ کے بابرکت دور میں ۱۹۸۳ء میں جو جلسہ سالانہ ربوہ میں ہُوا تھا اس میں اڑھائی لاکھ سے زیادہ افراد نے شرکت کی۔ کیا یہ ایک عظیم الشان نشانِ صداقت نہیں کہ جس بستی میں دنیوی نقطۂ نگاہ سے کوئی دِلچسپی کی چیز نہیں وہاں محض رضائے الٰہی کی خاطر اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں کے مطابق دُنیا کی اقوام اس میں شمولیت کرتی ہیں۔ وہاں صرف اور صرف ایک ہی چیز باعثِ کشش ہوتی ہے اور وہ ہے خلافتِ احمدیہ۔

یہ بھی ایک ایمان افروز بات ہے کہ تقسیمِ ملک کے بعد بھارت کے پنجاب میں جمعیتوں کے نام و نشان مٹ گئے۔ پیروں کی گدّیاں نابود ہوگئیں اور احمدیّت کی مخالفت کے جتنے بھی مراکز تھے وہ سب کے سب ویران ہوگئے لیکن مسیحِ محمّدی کا مرکز قادیان اب تک بفضلہٖ تعالیٰ اُسی طرح آباد اور فعّال ہے۔ اور اس کی ضیا پاشیاں نہ صرف گرد و نواح میں بلکہ پُورے ہندوستان حتّٰی کہ بھارت کے پڑوسی ممالک میں بھی ہو رہی ہیں۔ جلسہ سالانہ میں رُکاوٹیں ڈالنے والے تو مر مٹ گئے لیکن جلسہ سالانہ ہر سال اُسی آن بان اور شان سے منعقد ہوتا چلا آرہا ہے۔ اور ہر سال اس کی رونق بڑھتی ہی جارہی ہے اور یہ سب انوارِ خلافت کی برکات ہیں۔ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

ہوتی نہ اگر روشن یہ شمعِ رُخِ انور !!
کیوں جمع یہاں ہوتے سب دُنیا کے پروانے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے جلسہ سالانہ کے بارے میں فرمایا ہے:-

"اِس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالِص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اِس کی بُنیادی اینٹ خُدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

(محمد کریم الدین شاہد)

تاریخِ مقررہ پر جلسہ سالانہ میں آنا بدعت نہیں ہے

جلسہ سالانہ کی غرض طلبِ علم، حلِّ مشکلاتِ دین، ہمدردئ اسلام اور برادرانہ ملاقات ہے۔!!

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام !

"سالِ گذشتہ میں بمشورہ اکثر احباب یہ بات قرار پائی تھی کہ ہماری جماعت کے لوگ کم سے کم ایک مرتبہ سال میں بہ نیتِ استفادہ ضروریاتِ دین و مشورہ اعلاءِ کلمہ اسلام و شرعِ متین اس عاجز سے ملاقات کریں۔ اور اُس مشورہ کے وقت یہ بھی قرینِ مصلحت سمجھ کر مقرر کیا گیا تھا کہ ۲۷ر دسمبر کو اِس غرض سے قادیان میں آنا انسب اور اَولیٰ ہے کیونکہ یہ تعطیل کے دن ہیں اور ملازمت پیشہ لوگ ان دنوں میں فرصت اور فراغت رکھتے ہیں۔ اور بباعث ایامِ سرما، یہ دن سفر کے مناسبِ حال بھی ہیں۔ چنانچہ احباب اور مخلصین نے اِس مشورہ پر اتفاق کر کے خوشی ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ یہ بہتر ہے۔ اب ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء کو اِسی بناء پر اِس عاجز نے ایک خط بطور اشتہار کے تمام مخلصوں کی خدمت میں بھیجا جو ریاضِ ہند پریس قادیان میں چھپا تھا۔ جس کے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ اِس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض یہ بھی ہے کہ تا ہر یک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے۔ اور ان کے معلوماتِ دینی وسیع ہوں۔ اور معرفت ترقی پذیر ہو۔ اب سُنا گیا ہے کہ اِس کارروائی کو بدعت بلکہ معصیت ثابت کرنے کے لئے ایک بزرگ نے ہمت کر کے ایک مولوی صاحب کی خدمت میں جو رحیم بخش نام رکھتے ہیں اور لاہور میں چینیاں والی مسجد کے امام ہیں ایک اِستفتاء پیش کیا جس کا یہ مطلب تھا کہ ایسے جلسہ پر روزِ معیّن پر دُور سے سفر کر کے جانے میں کیا حکم ہے اور ایسے جلسہ کے لئے اگر کوئی مکان بطور خانقاہ تعمیر کیا جائے تو ایسے مدد دینے والے کی نسبت کیا حکم ہے؟ استفتاء میں یہ آخری خبر اس لئے بڑھائی گئی جو مستفتی صاحب نے کسی سے سُنا ہوگا جو حِبّی فی اللہ اخویم **مولوی حکیم نور الدین** صاحب نے اس مجمع مسلمانوں کے لئے اپنے صَرف سے جو غالباً سات سو روپے یا کچھ اس سے زیادہ ہوگا قادیان میں ایک مکان بنوایا جس کی امداد خرچ میں اخویم حکیم فضل دین صاحب بھیروی نے بھی تین چار سو روپیہ دیا ہے۔ اِس استفتاء کے جواب میں میاں رحیم بخش صاحب نے ایک طول طویل عبارت ایک غیر متعلق حدیث شدِّ رحال کے حوالہ سے لکھی ہے جس کے مختصر الفاظ یہ ہیں کہ ایسے جلسہ پر جانا بدعت بلکہ معصیت ہے۔ اور ایسے جلسوں کا تجویز کرنا محدثات میں سے ہے۔ جس کے لئے کتاب اور سُنّت میں کوئی شہادت نہیں۔ اور جو شخص اسلام میں ایسا امر پیدا کرے وہ مردُود ہے۔

اب منصف مزاج لوگ ایماناً کہیں کہ ایسے مولویوں اور مفتیوں کا اسلام میں موجود ہونا قیامت کی نشانی ہے یا نہیں؟ اَے بھلے مانس! کیا تجھے خبر نہیں کہ علمِ دین کے لئے سفر کرنے کے بارے میں صرف اجازت ہی نہیں بلکہ قرآن اور شارع علیہ السلام نے اس کو فرض ٹھہرا دیا ہے۔ جس کا عمداً تارک مرتکب کبیرہ اور عمداً انکار پر اصرار بعض صُورتوں میں کفر۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ نہایت تاکید سے فرمایا گیا ہے کہ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ اور فرمایا گیا ہے کہ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ فِی الصِّیْنِ یعنے علم طلب کرنا ہر یک مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اور علم کو طلب کرو اگرچہ چین میں جانا پڑے۔ اب سوچو کہ جس حالت میں یہ عاجز اپنے صریح صریح اور ظاہر ظاہر الفاظ سے اشتہار میں لکھ چکا کہ یہ سفر ہر یک مخلص کا طلبِ علم کی نیّت سے ہوگا پھر یہ فتویٰ دینا کہ جو شخص اسلام میں ایسا امر پیدا کرے وہ مردُود ہے کس قدر دیانت اور امانت اور انصاف اور تقویٰ اور طہارت سے دُور ہے۔ رہی یہ بات کہ ایک تاریخِ مقرّرہ پر تمام بھائیوں کا جمع ہونا تو یہ صرف انتظام ہے اور انتظام سے کوئی کام کرنا اسلام میں کوئی مذمُوم امر اور بدعت نہیں۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ بدظنی کے مادہ فاسدہ کو ذرا دُور کر کے دیکھو کہ ایک تاریخ پر آنے میں کونسی بدعت ہے؟ جبکہ ۲۷ دسمبر کو ہر یک مخلص بآسانی ہمیں مل سکتا ہے اور اس کے ضمن میں اُن کی باہم ملاقات بھی ہو جاتی ہے۔ تو اِس سہل طریق سے فائدہ اُٹھانا کیوں حرام ہے؟ تعجب ہے کہ مولوی صاحب نے اِس عاجز کا نام مردُود تو رکھ دیا مگر آپ کو وہ حدیثیں یاد نہ رہیں جن میں طلبِ علم کے لئے پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی نسبت ترغیب دی ہے۔ اور جن میں ایک بھائی مُسلمان کی ملاقات کے لئے جانا موجبِ خوشنودئ خُدائے عزّ وجلّ قرار دیا ہے۔ اور جن میں سفر کر کے زیارتِ صالحین کرنا موجبِ مغفرت اور کفّارہ گناہاں لکھا ہے۔ اور یاد رہے کہ یہ سراسر جہالت ہے کہ شدِّ رحال کی حدیث کا یہ مطلب سمجھا جائے کہ بجُز قصد خانہ کعبہ یا مسجدِ نبوی یا بیت المقدس اور تمام سفر حرام ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ تمام مسلمانوں کو مختلف اغراض کے لئے سفر کرنے پڑتے ہیں۔ کبھی سفر طلبِ علم ہی کے لئے ہوتا ہے اور کبھی سفر ایک رشتہ دار یا بھائی یا بہن یا بیوی کی ملاقات کے لئے یا مثلاً عورتوں کا سفر اپنے والدین کے ملنے کے لئے یا والدین کا اپنی لڑکیوں کی ملاقات کے لئے اور کبھی مرد اپنی شادی کے لئے اور کبھی تلاشِ معاش کے لئے اور کبھی پیغام رسانی کے طور پر اور کبھی زیارتِ صالحین کے لئے سفر کرتے ہیں جیسا کہ حضرت **عمرؓ** رضی اللہ عنہ نے حضرت **اویس** قرنی کے ملنے کے لئے سفر کیا تھا۔ اور کبھی سفر جہاد کے لئے بھی ہوتا ہے خواہ وہ جہاد تلوار سے ہو اور خواہ بطور مباحثہ کے اور کبھی سفر بہ نیتِ مباہلہ ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اور کبھی سفر اپنے مُرشد کے ملنے کے لئے جیسا کہ ہمیشہ اولیاء کبار جن میں سے حضرت **شیخ عبد القادر** رضی اللہ عنہ اور حضرت **بایزید بسطامی** اور حضرت **معین الدین** چشتی اور حضرت **مجدّد الف ثانی** بھی ہیں۔ اکثر اِس غرض سے بھی سفر کرتے رہے جن کے سفر نامے اکثر ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے اب تک پائے جاتے ہیں۔ اور کبھی سفر فتویٰ پوچھنے کے لئے بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ احادیثِ صحیحہ سے اس کا جواز بلکہ بعض صُورتوں میں وجوب ثابت ہوتا ہے۔ اور امام بخاری کے سفر طلب علم حدیث کے لئے مشہور ہیں۔ شاید میاں رحیم بخش کو خبر نہیں ہوگی۔ اور کبھی سفر عجائباتِ دُنیا کے دیکھنے کے لئے بھی ہوتا ہے جس کی طرف آیتِ کریمہ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ اشارت فرما رہی ہے۔ اور کبھی سفر صادقین کی صحبت میں رہنے کی غرض سے جس کی طرف آیتِ کریمہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ہدایت فرماتی ہے ...... اور مردُود ٹھہرانے کی اپنے فتویٰ میں وجہ یہ ٹھہرائی کہ ایسا اشتہار کیوں شائع کیا اور لوگوں کو جلسہ پر بُلانے کے لئے کیوں دعوت کی۔ اَے ناخدا ترس! ذرہ آنکھ کھول اور پڑھ کہ اُس اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کا کیا مضمون ہے کیا اپنی جماعت کو طلبِ علم اور حلِّ مشکلاتِ دین اور ہمدردئ اسلام اور برادرانہ ملاقات کیلئے بُلایا ہے یا اُس میں کسی اَور میلہ تماشا اور راگ اور سرود کا ذکر ہے۔!؟...... اگر کسی کے دِل میں یہ دھوکہ ہو کہ اِس دینی جلسہ کے لئے ایک خاص تاریخ کیوں مقرر کی۔ ایسا فعل رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے کب ثابت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کو دیکھو کہ اہلِ بادیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسائل کے دریافت کرنے کے لئے اپنی فرصت کے وقتوں میں آیا کرتے تھے اور بعض خاص خاص مہینوں میں اُن کے گروہ فرصت پا کر حاضرِ خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہُوا کرتے تھے۔ ...... اور یہی صُورت ۲۷ دسمبر کی تاریخ میں ملحوظ ہے۔ کیونکہ وہ دن تعطیلوں کے ہوتے ہیں اور ملازمت پیشہ لوگ بہ سہولت اُن دِنوں میں آسکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اس دین میں کوئی حرج کی بات نہیں رکھی گئی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر مثلاً کسی تدبیر یا انتظام سے ایک کام جو دراصل جائز اور رَوا ہے، سہل اور آسان ہو سکتا ہے تو وہی تدبیر اختیار کر لو۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ ان باتوں کا نام بدعت رکھنا اُن اندھوں کا کام ہے جن کو نہ دین کی عقل دی گئی نہ دُنیا کی۔......"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۶۰۵ تا ۶۱۴ ایڈیشن سوم)

ملفوظات سیدنا حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

ہم میں وحدت، اتفاق، اجتماع اور پرجوش روح کی ضرورت ہے

عقدِ ہمت اور استقلال سے کام لو۔ قرآنِ کریم سے محبت رکھو۔ اللہ کو راضی کرنے کی کوشش میں لگے رہو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منصبِ خلافت پر فائز ہونے کے بعد اپنے دورِ خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۸ء کو جو پُر معارف خطاب فرمایا تھا اُس کا ایک اقتباس ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے ——— (ادارہ)

"حقیقی بات یہی ہے کہ ضرورت ہے اجتماع کی اور شیرازۂ اجتماع قائم رہ سکتا ہے ایک امام کے ذریعے۔ اور پھر یہ اجتماع کسی ایک خاص وقت میں کافی نہیں۔ مثلاً صبح کو امام کے پیچھے اکٹھے ہوئے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اب ظہر کو کیا ضرورت ہے، عصر کو کیا، پھر شام کو کیا پھر عشاء کو کیا۔ پھر ہر جمعہ کو اکٹھے ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر عید کے دن کیا ضرورت ہے پھر حج میں کیا ضرورت ہے؟ اسی طرح ایک وقت کی روٹی کھالی تو پھر دوپہر کے وقت کیا ضرورت ہے۔ جب ان باتوں میں تکرار کی ضرورت ہے تو اس اجتماع میں بھی یہی تکرار ضروری ہے۔ یہ مَیں اس لئے بیان کرتا ہوں تا تم سمجھو کہ ہمارے امام چلے گئے تو پھر بھی ہم میں اسی وحدت، اتفاق، اجتماع اور پُرجوش رُوح کی ضرورت ہے۔

اب مَیں پوچھتا ہوں کہ یہ اجتماع کیوں ہُوا؟ ہر ایک آدمی نے خود ہی سوچ لیا ہوگا کہ وہاں کیوں جانا ہے۔ سردی کا موسم ہے، گھروں میں بیماریاں ہیں، تھوڑی سی سرد ہوا لگے پھر کھانسی ہو جاتی ہے۔ وہاں گھر میں پلنگوں پر سوتے تھے تو یہاں کسیر موجود ہے۔ باوجود ان مشکلات کے اپنے اپنے آنے کے اغراض کو تم ہی خوب سمجھتے ہوگے۔ کیا تم اس لئے جمع ہوئے کہ میری نمبرداری کو دیکھو؟ اس میں تو شک نہیں کہ اجتماع کی ضرورت کو تم تسلیم کرتے ہو۔ اب اجتماع کے اغراض جو ہیں وہ ہر ایک شخص اپنی نسبت خوب سمجھتا ہے۔ باہر سے آنے والے اپنی نسبت خوب جانتے ہیں۔ قادیان کے رہنے والے اپنی نسبت۔ مَیں اپنی نسبت سُناتا ہُوں کہ مَیں ایسا کسب جانتا ہوں جس میں بخوبی مَیں اپنا گذارہ کر سکتا ہوں۔ پھر بھی مَیں سب کچھ چھوڑ کر یہاں آگیا۔ صرف قرآن شریف سمجھنے کے لئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تڑپ مجھے یہاں لائی۔ قرآن میری غذا ہے۔ یہ غذا اگر مَیں آٹھ پہر میں استعمال نہ کروں تو مَیں مرجاؤں۔ صرف یہی غرض تھی ورنہ جہاں اتنے برس خدا نے مجھے بہتر سے بہتر سامان دیا اور جس نے ستر سال تک مجھے سب کچھ دیا، کیا چند سال اور نہ دے سکتا تھا؟ یہاں تک جو مَیں نے تمہیں سُنایا اس میں نصیحت یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر پکے رہو۔ دُعا کیا کرو، عقدِ ہمت اور استقلال سے کام لو، قرآن کریم سے محبت رکھو، اللہ کو راضی کرنے کی کوشش میں لگے رہو۔ اگر اللہ راضی ہو تو سب کام ہو جائیں۔ صوفیاء کرام میں ایک بزرگ گذرے ہیں وہ لکھتے ہیں، سالک پر کئی حالات آتے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے، وہ فرماتا ہے کہ کچھ نہ مانگو۔ ایک وقت سوال کا حکم دیتا ہے اور ہر فرشتہ اُس شخص (جس سے مانگتا ہے) کے دل میں ڈالتا ہے کہ اسے نہ دے۔ اس میں یہ سمجھایا جاتا ہے کہ اُمید کے قابل اللہ ہی کی ذات ہے........ پہلے مَیں دردمند دل سے تمہارے لئے دُعا کرتا ہُوں کہ تم رُوح القدس سے مؤیّد رہو۔ امراضِ جسمانیہ و رُوحانیہ سے بچ جاؤ۔ تم دُنیا میں مظفّر و منصور رہو۔ یہ درد ہے جو اُس نے پیدا کیا۔ جس نے مجھے یہ مقام دیا۔ اپنے لئے رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ دُعا کرتا ہوں اور یہ بھی کہ میرے بھی وزراء ہوں جو میرے بازو کو قوی کریں۔ مگر ایسے کہ اللہ کو راضی کرنا اُن کا منشاء ہو۔ تم میں واعظ ہوں اور مَیں اس کے لئے تڑپتا ہوں۔ مگر وہ کہ جن میں اخلاص کامل ہو، حقیقی راہ کو جانتے ہوں اور کام میں کاہل الوجود نہ ہوں"۔

(بدر، ۷ جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۴-۵)

جلسہ سالانہ ۱۹۴۸ء کے موقعہ پر

حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا پیغام درویشانِ قادیان کے نام

"مجھے آپ کی طرف سے درخواست پہنچی ہے کہ مَیں قادیان کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ کو کوئی پیغام بھیجوں۔ سو میرا پیغام یہی ہے کہ مَیں آپ سب کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھتی ہوں اور یقین رکھتی ہُوں کہ آپ بھی مجھے اپنی دُعاؤں میں یاد رکھتے ہوں گے کہ ایک دوسرے کے متعلق مومنوں کا سب سے مقدم فرض مقرر کیا گیا ہے۔ آپ لوگ بہت خوش قسمت ہیں کہ گزشتہ فسادات اور غیر معمولی حالات کے باوجود آپ کو خدا تعالےٰ نے قادیان میں ٹھہرنے اور وہاں کے مقدس مقامات کو آباد رکھنے اور خدمت بجالانے کی توفیق دے رکھی ہے۔ مَیں یقین رکھتی ہوں کہ آپ لوگوں کی یہ خدمت خدا کے حضور مقبول ہوگی اور احمدیت کی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے خاص یادگار رہے گی۔

مَیں ۱۸۸۴ء میں بیاہی جاکر قادیان میں آئی۔ اور پھر خدا کی مشیت کے ماتحت مجھے ۱۹۴۷ء میں قادیان سے باہر آنا پڑا۔ اب میری عمر اسّی ۸۰ سال سے اُوپر ہے۔ اور مَیں نہیں کہہ سکتی کہ خدائی تقدیر میں آئندہ کیا مقدر ہے۔ مگر بہرحال مَیں اپنے خدا کی ہر تقدیر پر راضی ہوں۔ اور یقین رکھتی ہوں کہ خواہ درمیانی امتحان کوئی صورت اختیار کرے قادیان انشاءاللہ جماعت کو ضرور واپس ملے گا۔ مگر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو موجودہ امتحان کو صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ برداشت کرکے اعلیٰ نمونہ قائم کریں گے۔

چند دِن سے قادیان مجھے خاص طور پر زیادہ یاد آرہا ہے۔ شاید اس میں جلسہ سالانہ کی آمد آمد کی یاد کا پرتو ہو۔ آپ لوگوں کی اِس دلی خواہش کا اثر ہو کہ مَیں آپ کے لئے اِس موقعہ پر کوئی پیغام لکھ کر بھجواؤں۔

میری سب سے بڑی تمنا یہی ہے کہ جماعت ایمان اور اخلاص اور قربانی اور عملِ صالح میں ترقی کرے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی خواہش اور دُعا کے مطابق میری جسمانی اور رُوحانی اَولاد کا بھی اِس ترقی میں وافر حصّہ ہو۔

آپ لوگ اِس وقت ایسے ماحول میں زندگی گزار رہے ہیں جو خالصتاً رُوحانی ماحول کا رنگ رکھتا ہے۔ آپ کو یہ ایّام خصوصیت کے ساتھ دُعاؤں اور نوافل میں گزارنے چاہئیں اور عملِ صالح اور باہم اخوّت و اتحاد اور سلسلہ کے لئے قربانی کا وہ نمونہ قائم کرنا چاہیئے جو صحابہؓ کی یاد کو زندہ کرنے والا ہو۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین"۔

زمانۂ درویشی کے پہلے جلسہ سالانہ پر

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا رُوح پرور پیغام

برادرانِ جماعتِ احمدیہ مقیم قادیان!   اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

۱۹۱۲ء میں جب مَیں حج کے لئے گیا تھا تو حج سے واپسی ایامِ دسمبر میں ہوئی تھی۔ جہاز دو ۲ دن لیٹ ہوگیا اور مَیں جلسہ میں شمولیت سے محروم رہا۔ اِس کو پُورے پینتیس ۳۵ سال ہوگئے۔ آج پورے ۳۵ سال کے بعد پھر اس سال کے جلسہ میں شامل ہونے سے محروم ہوں۔ ہم قادیان کے جلسہ کی یادگار میں باہر بھی جلسہ کر رہے ہیں لیکن اصل جلسہ وہی ہے جو کہ قادیان میں ہو رہا ہے۔ اور پورے چالیس سال کے بعد پھر یہ جلسہ مسجد اقصےٰ میں ہو رہا ہے۔ مسجد اقصےٰ میں ہونے والا آخری جلسہ وہی تھا جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے آخری سال میں ہُوا۔ آپؑ کی وفات کے بعد پہلا جلسہ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں ہُوا اور ۱۹۱۱ء سے جلسے مسجد نُور میں ہونے شروع ہوئے۔ اور گزشتہ سال تک دار العلوم کے علاقہ میں ہی جلسے ہوتے چلے آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی کسی حکمت کے ماتحت آج پھر مسجد اقصےٰ میں ہمارا سالانہ جلسہ ہو رہا ہے۔ اِس لئے نہیں کہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے مشتاقوں کی تعداد کم ہوگئی ہے بلکہ شمعِ احمدیّت کے پروانے سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے قادیان نہیں آسکتے۔ یہ حالات عارضی ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں پُورا یقین ہے کہ قادیان احمدیہ جماعت کا مقدس مقام اور خدائے وحدہٗ لاشریک کا قائم کردہ مرکز ہے۔ وہ ضرور پھر احمدیوں کے قبضہ میں آئے گا اور پھر اس کی گلیوں میں دُنیا بھر کے احمدی خدا کی حمد کے ترانے گاتے پھریں گے۔ پس خدا کے حکم کے ماتحت اُس حکومت کے فرمانبردار ہوں جس حکومت میں تم بستے ہو۔ یہی احمدیّت کی تعلیم ہے جس پر گزشتہ ستاون ۵۷ سال سے ہم زور دیتے چلے آئے ہیں۔ یہ تعلیم آجکل کے حالات سے بدل نہیں سکتی۔ اور نہ آئندہ کے حالات کبھی بھی اسے بدل سکتے ہیں۔ دُنیا میں کبھی بھی امن قائم نہیں ہوسکتا جب تک کہ اِس تعلیم پر عمل نہ کیا جائے کہ ہر ملک میں بسنے والے اپنی حکومت کے فرمانبردار رہیں اور اس کے قانون کی پابندی کریں۔ کوئی اِس تعلیم کو مانے یا نہ مانے، احمدی جماعت کا فرض ہے کہ ہمیشہ اس تعلیم پر قائم رہے۔ ملک کے قانون کے ماتحت اپنے حق مانگنے منع نہیں لیکن قانون توڑنا اسلام میں جائز نہیں۔

جیسا کہ مَیں اُوپر بتا چکا ہوں احمدیت کی یہ تعلیم ہے کہ جس حکومت میں کوئی رہے اُس کی اطاعت کرے۔ پاکستان کے احمدی پاکستان کے مفاد کا خیال رکھیں گے اور ہندوستان کے احمدی ہندوستان کے مفاد کا خیال رکھیں گے۔ اُسی طرح جس طرح پاکستان کے رہنے والے ہندو پاکستان کا خیال رکھیں گے اور ہندوستان میں رہنے والے عام مسلمان ہندوستان کے مفاد کا خیال رکھیں گے۔ یہی وہ بات ہے جس کی پاکستان کے لیڈر ہندوستان کے مسلمانوں کو تلقین کر رہے ہیں اور یہی وہ بات ہے جس کو ہندوستان کے لیڈر پاکستان کے ہندوؤں کو سمجھا رہے ہیں۔ پس احمدیّت کی اِس نصیحت پر ہمیشہ کاربند رہو کہ جس حکومت میں رہو

اُن کے فرمانبردار رہو۔ "میں آسمان پر خدا تعالےٰ کی اُنگلی کو احمدیت کی فتح کی خوشخبری لکھتے ہوئے دیکھتا ہوں"۔ جو فیصلہ آسمان پر ہو زمین اُسے ردّ نہیں کر سکتی۔ اور خدا کے حکم کو انسان بدل نہیں سکتا۔ سو تسلّی پاؤ اور خوش ہو جاؤ اور دُعاؤں اور روزوں اور انکساری پر زور دو اور بنی نوعِ انسان کی ہمدردی اپنے دِلوں میں پیدا کرو کہ کوئی مالک اپنا گھوڑا بھی کسی ظالم سائیس کے سپرد نہیں کرتا۔ اِسی طرح خدا بھی اپنے بندوں کی باگ اُنہیں کے ہاتھ میں دیتا ہے جو بخشتے ہیں اور چشم پوشی کرتے ہیں۔ اور خود تکلیف اُٹھاتے ہیں تا خُدا کے بندوں کو آرام پہنچے۔ ہر ایک مغرور، خود پسند اور ظالم عارضی خوشی دیکھ سکتا ہے مگر مستقل خوشی نہیں دیکھ سکتا۔ پس تم نرمی کرو اور عفو سے کام لو اور خُدا کے بندوں کی بھلائی کی فکر میں لگے رہو تو اللہ تعالےٰ جس کے ہاتھ میں حاکموں کے دِل بھی ہیں وہ اُن کے دِل کو بدل دے گا۔ اور حقیقتِ حال اُن پر کھول دے گا۔ یا ایسے حاکم بھیج دے گا جو انصاف اور رحم کرنا جانتے ہوں۔ تم لوگ جن کو اِس موقعہ پر قادیان میں رہنے کا موقعہ ملا ہے اگر نیکی اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تاریخ احمدیت میں عزت کے ساتھ یاد کئے جاؤ گے۔ اور آنے والی نسلیں تمہارا نام ادب و احترام سے لیں گی۔ اور تمہارے لئے دُعائیں کریں گی۔ اور تم وہ کچھ پاؤ گے جو دُوسروں نے نہیں پایا۔ اپنی آنکھیں نیچی رکھو لیکن اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند کرو۔ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا "۔

(ماہنامہ "الفرقان" ربوہ درویشانِ قادیان نمبر)

جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء کے موقعہ پر

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللہ تعالیٰ کا برقی پیغام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللہ تعالیٰ نے سریر آرائے خلافت ہونے کے بعد جلسہ سالانہ قادیان کے لئے اپنے دورِ خلافت کا پہلا بصیرت افروز پیغام احمدیہ مسلم مشن رنگون کے واسطہ سے بذریعہ تار ارسال فرمایا تھا کیونکہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے باعث ہند و پاک کے مابین سلسلۂ رسل و رسائل منقطع ہو چکا تھا۔ اس پیغام کا مکمل انگریزی متن اور اُردو ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے۔ ——— (ادارہ)

MESSAGE

Dwellers on sacred and Holy Soil and Ardent Pilgrims Flocking there.

Assalam-O-Alaikum-O-Rahmatullah-O-Barakatohu;

God grant that you always live under angel's protection. May Allah's mercy and blessings remain over you like cool shielding shadow and turn you all into noble and worthy models for others to follow. May your hearts be properly moulded for Divine Light to shine therefrom. May you be invested with attraction and charm to draw whole world into you. May you live always in perfect peace and unity well always occupied with sympathy, loving service and desire for welfare of mankind so that world around you be in deep gratitude to you. May you never feel need knocking other doors than of the Beneficent Lord. Always remember us in your prayers. Allah be with you all. Amen.

(Hazrat) Mirza Nasir Ahmad (Sahib)
Khalifatul Masih III, ImamJamat Ahmadiyya.

(ترجمہ)

اَے ارضِ پاک کے رہنے والو اور اَے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے مشتاق زائرین! اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

خُدا کرے کہ آپ ہمیشہ فرشتوں کی حفاظت میں رہیں اور خدا تعالیٰ کا رحم اور اُس کا فضل ہمیشہ آپ پر ایک ٹھنڈے اور محافظ سایہ کی طرح قائم رہے۔ خدا تعالیٰ آپ تمام کو نیک اور دُوسروں کے لئے قابلِ تقلید اعلیٰ نمونہ بنائے۔ خُدا کرے کہ آپ کے دِل ایسے بن جائیں کہ اُن سے ہمیشہ رُوحانی شعاعیں پھوٹتی رہیں اور خدا تعالیٰ آپ کو ایسی دلکشی اور حُسن عطا کرے کہ ساری دُنیا آپ کی طرف کھنچتی چلی آئے۔ خُدا کرے آپ ہمیشہ مکمّل امن اور اتّحاد کے ساتھ رہیں اور آپ کے دِلوں میں انسانیت کیلئے ہمدردی، بہبُود اور پُرخلوص خدمت کا جذبہ موجزن رہے تاکہ دُنیا ہمیشہ آپ کی ممنون اور شُکر گذار رہے۔ اللہ کرے آپ کو رحیم و کریم خُدا کے دروازے کے سوا کسی اَور کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

آپ ہمیشہ ہمیں اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ خدا تعالیٰ آپ تمام کے ساتھ ہو۔ اٰمین۔

(حضرت) **مرزا ناصر احمد** (صاحب)
خلیفۃ المسیح الثالث۔ امام جماعتِ احمدیہ
مورخہ ۹ر دسمبر ۱۹۶۵ء۔ براستہ رنگون احمدیہ مشن

(بدر ۲۳ر دسمبر ۱۹۶۵ء صے)

جلسہ سالانہ ۱۹۸۲ء کے موقعہ پر

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایّدہُ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایّدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۲ء کے موقعہ پر اپنا جو پہلا بصیرت افروز اور رُوح پرور پیغام از راہِ شفقت ارسال فرمایا اس کا مکمل متن ہدیۂ قارئین ہے ——— (ادارہ)

عزیز بھائیو اور بہنو ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت اپنا سالانہ جلسہ مورخہ ۱۸- ۱۹- ۲۰ دسمبر ۱۹۸۲ء کو قادیان دارالامان میں منعقد کر رہی ہیں. خدا تعالیٰ اِس جلسہ کو بہت بابرکت کرے اور اس میں شامل ہونے اور اس کے انتظامات کرنے والوں کو اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے - آمین۔

آپ لوگ خوش نصیب ہیں کہ آپ کو خدا تعالےٰ نے ایک بار پھر یہ سعادت عطا فرمائی ہے کہ آپ خدا کے پاک مسیح اور مہدی علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قادیان کی اُس مقدس بستی میں اکٹھے ہوئے ہیں جو امام الزمان حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تخت گاہ ہے. جس کے گلی کوچوں میں آپؑ نے اپنی زندگی بسر کی - اور جس کی راہوں پر آپ کے قدموں کے نشانات ثبت ہیں۔ مَیں دُعا کرتا ہوں خدائے رحمٰن آپ سب کو اُن انعاموں کا وارث بنائے جو اس مقدس مقام کی سعید روحوں کے لئے مقدر رہیں۔

جلسہ سالانہ کے اِس مبارک موقعہ پر ایک تو مَیں اِس طرف آپ سب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ان مقدس ایام کی قدر کریں اور اس بابرکت مقام کی برکتوں سے بھارت میں بسنے والے کروڑہا بندگانِ خدا کو بھی روشناس کرائیں ۔ بھارت کو احمدیت یعنی حقیقی اِسلام سے روشناس کروانا اولین طور پر آج کل آپ کی ذمہ داری ہے ۔ کیا اتنے بڑے کام کے لئے آپ فی الحقیقت فکرمندی کے ساتھ کوشاں ہیں ؟ کیا دن رات آپ اِس سوچ میں غلطاں رہتے ہیں کہ آپ کب اور کس طرح ایسا کر سکیں گے ۔ اور "قلعۂ ہند" کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رُوحانی لحاظ سے فتح کریں گے ۔ اگر آپ کی فکریں اور آپ کی سوچ کا سفر دن رات اِس راستہ پر گامزن ہے تو مبارک ہو کہ آپ کو خدا کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ جو اپنے تفکرات پر اللہ کے دین کے تفکرات کو ترجیح دیتا ہے اس کے ذاتی تفکرات کا خود خدا ضامن ہو جاتا ہے ۔ اور اس کے سارے کام خدا اپنے فضل سے خود بنا دیتا ہے ۔ یہی مفہوم ہے اِس الہام کا کہ :-

"جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو"

اس پاکیزہ زندگی کے حصول کے لئے اپنے خدا کے حضور جھکیں اور اس سے مدد مانگیں کہ وہ آپ پر اور آپ کے بیوی بچوں پر رحمت کی نظر فرمائے ، جماعت کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو یہ توفیق عطا فرما دے کہ آپ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے کوشش کرنے والے ہوں جس مقصد کے لئے خدا نے اپنے مسیح کو بھیجا تھا ۔

دوسری بات جو مَیں آپ سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضورؑ نے سلسلہ احمدیہ کی بنیاد رکھتے ہوئے جن دس شرائط کا پورا کرنا بیعت کنندہ کے لئے ضروری قرار فرمایا ہے انہیں ہمیشہ ملحوظ رکھیں ۔ ان میں چوتھے نمبر پر حضور فرماتے ہیں :-

"چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اَور طرح سے ۔"

پھر ساتویں نمبر پر فرماتے ہیں :-

"ہفتم یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خُلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا ۔"

نویں شرط حضورؑ نے یوں بیان فرمائی ہے :-

"نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا . اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا ۔"

پس اِس موقعہ پر مَیں آپ کی توجہ ان تینوں بنیادی شرائط کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس کا حقوق العباد سے تعلق ہے اور چاہتا ہوں کہ آپ ان شرائط کی پابندی کریں. کیا آپ نفسانی جوشوں کے وقت اپنے نفس سے مغلوب تو نہیں ہو جاتے ؟ کیا آپ خدا کے بندوں پر رحم کرنے والے اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبان کو ان پر ظلم سے روکنے والے اور مخلوقِ خدا کی بھلائی کے لئے ہمہ وقت کوشش کرنے والے ہیں ؟ کیا آپ خدا کے دُوسرے بندوں سے متکبّرانہ سلوک تو نہیں کرتے ؟ یہ باتیں آپ کے سوچنے کی ہیں۔ خدا کرے کہ ہر اقرارِ بیعت کرنے والا آسمان پر بھی مسیحِ پاک کی جماعت میں شمار ہو اور زمین پر بھی ۔

خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صلح کا شہزادہ قرار دیا ہے ۔ اور صلح کے شہزادہ کی جماعت میں شمولیت کے لئے ضروری ہے کہ ہم ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کریں اور نفسانیت کے جوشوں سے اپنا آپ بچا دیں . اور باہمی ناراضگیوں اور نفرتوں کو دُور کر کے آپس میں صلح کر لیں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ ایک تعلق محبت اور پیار اور رحم اور ہمدردی کا قائم کریں اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلّل اختیار کریں۔ اور باہم ایسے ہو جائیں جیسے ایک ماں کے پیٹ سے دو بھائی بلکہ اس سے بھی قریب تر۔

پس اپنی ذمہ داری کو سمجھیں ، اپنے نفسوں اور اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہیں۔ اور اپنے صحنِ سینہ کو نفسانی جوشوں اور متکبّرانہ جذبات سے پاک کر کے خدا کے بندوں کے حقوق ادا کرنے والے بنیں ۔ کیونکہ کوئی متکبّر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا ۔ اور کوئی ظالم اس کی بارگاہ میں باریاب نہیں ہو سکتا۔

خدا کرے آپ ان باتوں کو دل سے قبول کریں اور ان پر استقامت کے ساتھ عمل کریں ۔ خدا کرے کہ میرا رحمان اور رحیم خدا آپ پر اپنی رحمت اور پیار اور محبت کی نظر ڈالے اور رحم کا سلوک آپ سے کرے ۔ آپ کو ہر دُکھ اور ہر مُصیبت سے بچائے اور ہر خوشی اور ہر سُکھ اور ہر آرام اور ہر راحت عطا فرمائے ۔ (آمین)

والسّلام

خاکسار

(دستخط) مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرّابع

(بدر ۳۰ دسمبر ۱۹۸۲ء صـ۲)

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

آسماں میرے لئے تُونے بنایا اک گواہ
چاند اور سُورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

میرے جیسے کو جہاں میں تُونے روشن کر دیا
کون جانے اے مرے مالک ترے بھیدوں کی سار

صاف دِل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سُلطاں کامیاب و کامگار

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رُوبۂ زار و نزار

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خُود مسیحائی کا دَم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آرہا ہے اِس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْح جَاءَ الْمَسِیْح
نیز بِشنو از زمیں آمد اِمامِ کامگار

آسماں بارد نشاں الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دِن اور یہ بہار

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں!
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار

کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

(منتخب اشعار از دُرِّثمین بحوالہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷ ۔ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

مَیں تھا غریب و بےکس و گمنام و بےہُنر ؛ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہُوا ؛ اِک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہُوا (دُرّثمین)

از قلم محترم مولانا دوست محمّد صاحب شاہد۔ مؤرّخِ احمدیت۔ ربوہ

آج سے ٹھیک سَو سال قبل شمالی ہند کے صوبہ پنجاب میں ایک ایسا تاریخ ساز واقعہ رُونما ہُوا جس کو ملکی پریس نے تو بالکل نظر انداز کر دیا مگر وہ مستقبل میں اقوامِ عالم میں ایک حیرت انگیز انقلاب کا سنگِ میل ثابت ہُوا۔ میری مراد جماعتِ احمدیہ کے اوّلین جلسہ سالانہ سے ہے جو قادیان کی گمنام بستی میں ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء کو بعد نمازِ ظہر مسجد اقصٰی میں منعقد ہُوا۔ یہ وہ ایام تھے جبکہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعوٰی کے باعث پُورے برِّصغیر میں اِک شورِ قیامت برپا تھا۔ اور ایڈووکیٹ اہلحدیث ابوسعید مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اعلانِ عام کر رکھا تھا کہ انہوں نے ہی مرزا صاحب کو آسمان پر چڑھایا تھا اور اب وہی اس کو زمین پر گرادیں گے۔

(رسالہ "اشاعت السُّنہ" لاہور جلد ۱۳ نمبر ۱-۳ صفحہ ۴)

اس تاریخی جلسہ کے وقت ساری دُنیائے احمدیت صرف ۲۸۵ نفوس پر مشتمل تھی — (رجسٹر بیعتِ اُولیٰ) اور قادیان کی ناگفتہ بہ کیفیت مندرجہ ذیل چشمدید شہادتوں سے عیاں ہے:-

حضرت میاں امام دین سیکھوانی رضؓ:

"نہایت بے رونق بستی تھی۔ بازار خراب ہوتے تھے۔ اور کثرت سے قمار بازی ہوتی تھی۔ گویا یہ ایک پیشہ سمجھا جاتا تھا۔ ہنسی اور ٹھٹھا سے بات ہوتی تھی۔ میاں جان محمد صاحب مرحوم امام .. تھے وہ اکیلے ہی نمازی تھے۔"

(الحکم ۷ر اکتوبر ۱۹۳۵ء)

حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق جمالی نعمانی سرسادی رضؓ:

"یہ مقام قادیان ایسا بے رونق تھا کہ جس کے بازار خالی پڑے تھے۔ اور بہت کم آدمی چلتے پھرتے نظر آتے تھے۔ بعض دکانیں ٹوٹی پھوٹی اور بعض غیر آباد خالی پڑی تھیں۔ اور دو تین یا کم و بیش دُکانیں نون مرچ کی تھیں وہ ایسی کہ اگر چار پانچ آنے کا مصالحہ خریدنے کا اِتّفاق ہو تو ان دکانوں سے بجز دو چار پیسے کے نہیں مل سکتا تھا۔ اور تھوڑی تھوڑی ضرورتوں کے لئے بٹالہ جانا پڑتا تھا۔"

("مرکزِ احمدیت - قادیان" صفحہ ۵۹-۶۰ مؤلفہ شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان اشاعت ۱۹۴۲ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ:

اس کی آبادی دو ہزار کے قریب تھی۔ سوائے چند ایک پختہ مکانات کے باقی سب مکانات کچّے تھے۔ مکانوں کا کرایہ اتنا گرا ہُوا تھا کہ چار پانچ آنے ماہوار پر مکان کرایہ پر مل جاتا تھا۔ زمین اس قدر ارزاں تھی کہ دس بارہ روپے کو قابلِ سکونت مکان بنانے کے لئے زمین مل جاتی تھی۔ بازار کا یہ حال تھا کہ دو تین روپے کا آٹا ایک وقت میں نہیں مل سکتا تھا .... تعلیم کے لئے ایک مدرسہ سرکاری تھا جو پرائمری تک تھا۔ اور اُسی کا مدرّس کچھ الاؤنس لے کر ڈاکخانہ کا کام بھی کر دیا کرتا تھا۔ ڈاک ہفتے میں دو دفعہ آتی تھی۔ تمام عمارتیں فصیلِ قصبہ کے اندر تھیں۔"

(ترجمہ "دعوۃ الی الحق" صفحہ ۲۷۶ و صفحہ ۲۷۷ یکے از مطبوعات وکالتِ تبشیر طبع اوّل ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء)

اب اُس "مسجد اقصٰی" کا حال سُنیئے جس میں یہ پہلا جلسہ سالانہ ہُوا تھا۔ اس پہلے روحانی اجتماع سے سولہ سترہ سال قبل یہاں سکھوں کی حویلی تھی۔ جو کسی زمانہ میں قید خانہ کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ جسے حضرت مرزا غلام مرتضٰے صاحبؒ (والد ماجد حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ) نے سات سو روپے میں خریدا۔ اور اُس پر خدا کا یہ گھر تعمیر کیا۔ جو ۱۸۷۵ء سے لے کر جون ۱۸۷۶ء تک پایۂ تکمیل کو پہنچا اور اس کے پہلے امام میاں جان محمد صاحب مقرر ہُوئے۔ یہ ایک مختصر سا بیت الذِکر تھا جس کا چھوٹا سا صحن تھا۔ اور پختہ پُرانی قسم کی چھوٹی اینٹوں کا بنا ہُوا تھا مُسقّف عمارت پر خوبصورت گنبد تھا۔ شمالی دروازہ کے اندر صحن کے فرش کے برابر کنوئیں کا مُنہ تھا۔ اور صحن کے مشرقی کنارہ پر اینٹوں کی ایک منڈیر تھی جس پر نمازی وضو کیا کرتے تھے۔

(روایات غیر مطبوعہ جلد ۷ صفحہ ۲۷۳)

اِس اوّلین جلسہ کی کارروائی بھی بہت مختصر تھی۔ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء کو بعد نماز ظہر مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضؓ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی رقم فرمودہ تحریر "آسمانی فیصلہ" پڑھ کر سُنائی۔ اس موقعہ پر حاضرین کی تعداد ۷۵ تھی۔ جن کے اسماء گرامی درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ (اِس فہرست سے معلوم ہوگا کہ اس تقریب پر پنجاب، ریاست کپورتھلہ، ریاست مالیر کوٹلہ، اور ریاست جموّں سے مخلصین تشریف لائے تھے)

فہرست حاضرین

۱۔ منشی اروڑا صاحب نقشہ نویس محکمہ مجسٹریٹ کپورتھلہ
۲۔ منشی محمد عبدالرحمٰن صاحب محرر محکمہ جرنیلی ایضاً
۳۔ منشی محمد حبیب الرحمٰن صاحب رئیس کپورتھلہ ایضاً
۴۔ منشی ظفر احمد صاحب اپیلنویس ״
۵۔ منشی محمد خان صاحب اہلمد فوجداری ״
۶۔ منشی سردار خان صاحب کورٹ دفعدار ״
۷۔ منشی امداد علی صاحب محرر سررشتہ تعلیم ״
۸۔ مولوی محمد حسین صاحب کپورتھلہ ״
۹۔ حافظ محمد علی صاحب کپورتھلہ ״
۱۰۔ مرزا خدابخش صاحب اتالیق نواب مالیر کوٹلہ
۱۱۔ منشی رستم علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریلوے لاہور
۱۲۔ ڈپٹی حاجی سید فتح علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر انہار
۱۳۔ حاجی خواجہ محمد الدین صاحب رئیس لاہور
۱۴۔ میاں محمد چٹو صاحب رئیس لاہور
۱۵۔ خلیفہ رجب الدین صاحب رئیس لاہور
۱۶۔ منشی شمس الدین صاحب کلرک دفتر اگزیمنر لاہور
۱۷۔ منشی تاج دین صاحب اکونٹنٹ دفتر اگزیمنر لاہور
۱۸۔ منشی نبی بخش صاحب کلارک ״ ״ ״
۱۹۔ حافظ فضل احمد صاحب ״ ״ ״
۲۰۔ مولوی رحیم اللہ صاحب لاہور
۲۱۔ مولوی غلام حسین صاحب امام مسجد گمٹی لاہور
۲۲۔ منشی عبدالرحمٰن صاحب کلارک لوکو آفس لاہور
۲۳۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مسجد چینیاں لاہور
۲۴۔ منشی کرم الٰہی صاحب لاہور
۲۵۔ سید ناصر شاہ صاحب سب اوورسیر
۲۶۔ حافظ محمد اکبر صاحب لاہور
۲۷۔ مولوی غلام قادر صاحب فصیح ملک دہتمم پنجاب پریس و میونسپل کمشنر سیالکوٹ
۲۸۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹ
۲۹۔ میر حامد شاہ صاحب اہلمد معافیات سیالکوٹ
۳۰۔ میر محمود شاہ صاحب نقلنویس سیالکوٹ
۳۱۔ منشی محمد دین صاحب سابق گرداور سیالکوٹ
۳۲۔ حکیم فضل الدین صاحب رئیس بھیرہ
۳۳۔ میاں نجم الدین صاحب رئیس بھیرہ
۳۴۔ منشی احمد اللہ صاحب محالدار محکمہ پرمٹ جموں
۳۵۔ سیّد محمد شاہ صاحب رئیس جموں
۳۶۔ مستری عمر الدین صاحب جموں
۳۷۔ مولوی نور الدین صاحب حکیم خاص ریاست جموں
۳۸۔ خلیفہ نور الدین صاحب صحاف جموں
۳۹۔ قاضی محمد اکبر صاحب سابق تحصیلدار جموں
۴۰۔ شیخ محمد جان صاحب ملازم راجہ امر سنگھ صاحب وزیرآباد
۴۱۔ مولوی عبدالقادر صاحب مدرس جمال پور
۴۲۔ شیخ رحمت اللہ صاحب میونسپل کمشنر گجرات
۴۳۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب بی اے گجرات
۴۴۔ منشی غلام اکبر صاحب یتیم کلرک اگزیمنر آفس لاہور
۴۵۔ منشی دوست محمد صاحب سارجنٹ پولیس جموں
۴۶۔ مفتی فضل الرحمٰن صاحب رئیس جموں۔
۴۷۔ منشی غلام محمد صاحب خلف مولوی دین محمد لاہور
۴۸۔ سائیں شیر شاہ صاحب مجذوب جموں
۴۹۔ صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھیانہ
۵۰۔ قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکیدار شکرم لدھیانہ
۵۱۔ حافظ نور احمد صاحب کارخانہ دار پشمینہ لدھیانہ
۵۲۔ شہزادہ حاجی عبدالمجید صاحب لدھیانہ
۵۳۔ حاجی عبدالرحمٰن صاحب لدھیانہ
۵۴۔ شیخ شہاب الدین صاحب لدھیانہ
۵۵۔ حاجی نظام الدین صاحب لدھیانہ
۵۶۔ شیخ عبدالحق صاحب لدھیانہ
۵۷۔ مولوی محکم الدین صاحب مختار امرتسر
۵۸۔ شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرتسر
۵۹۔ منشی غلام محمد صاحب کاتب امرتسر
۶۰۔ میاں جمال الدین صاحب ساکن موضع سیکھواں
۶۱۔ میاں امام الدین صاحب سیکھواں
۶۲۔ میاں خیر الدین صاحب ״
۶۳۔ میاں محمد عیسٰی صاحب مدرّس نوشہرہ
۶۴۔ میاں چراغ علی صاحب ساکن تھہ غلام نبی
۶۵۔ شیخ شہاب الدین صاحب ساکن تھہ غلام نبی
۶۶۔ میاں عبداللہ صاحب ساکن سوہل
۶۷۔ حافظ عبدالرحمٰن صاحب ساکن سوہیاں
۶۸۔ داروغہ نعمت علی صاحب ہاشمی عباسی بٹالوی
۶۹۔ حافظ حامد علی صاحب ملازم مرزا صاحب
۷۰۔ حکیم جان محمد صاحب امام مسجد قادیانی

۷۱ - بابو علی محمد صاحب رئیس بٹالہ
۷۲ - میرزا اسمٰعیل بیگ صاحب قادیانی ۔
۷۳ - میاں بڈھے خاں نمبردار بیری
۷۴ - میرزا محمد علی صاحب رئیس پٹی
۷۵ - شیخ محمد عمر صاحب خلف حاجی غلام محمد صاحب بٹالہ
(" آسمانی فیصلہ " صفحہ ۲۶-۲۷ تالیف ۱۸۹۱ء)

اِس یادگار جلسہ میں شمولیت کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنے قلم مبارک سے خود بعض مخلص مریدوں کو تحریک خاص فرمائی ۔ مثلاً حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کو لکھا :-

" مَیں پہلے خط میں لکھ چکا ہوں کہ ایک آسمانی فیصلہ کے لئے مَیں مامور ہوں اور اس کے ظاہری انتظام کے درست کرنے کے لئے مَیں نے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو ایک جلسہ تجویز کیا ہے متفرق مقامات سے اکثر مخلص جمع ہوں گے ۔ مگر مَیں افسوس کرتا ہوں کہ آں محب بوجہ ضعف و نقاہت ایسے متبرک جلسہ میں شریک نہیں ہو سکتے ۔ اِس حالت میں مناسب ہے کہ آں محب اگر حرج کار نہ ہو تو مرزا خدا بخش صاحب کو روانہ کر دیں ۔ زیادہ خیریت ہے ۔
والسلام خاکسار غلام احمد قادیان ۲۲ دسمبر ۱۸۹۱ء "

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ ۹ مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مطبع آفتاب برقی پریس امرتسر فروری ۱۹۲۳ء)

حضرت اقدس کی خواہش کی تعمیل میں حضرت نواب صاحب نے مرزا خدا بخش صاحب کو قادیان بھجوا دیا اور وہ شاملِ جلسہ ہوئے اور اُن کا نام فہرست کے نمبر ۱۰ کے تحت مندرج ہے ۔

اِس سلسلہ میں حضور نے حضرت منشی رستم علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس لاہور ریلوے کو حسب ذیل خط تحریر فرمایا :-

" مشفقی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔
چونکہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو قادیان میں علماء مکذبین کے فیصلہ کے لئے ایک جلسہ ہوگا انشاء اللہ القدیر ۔ کثیر احباب اس جلسہ میں حاضر ہوں گے ۔ لہٰذا مکلّف ہوں کہ آپ بھی براہِ عنایت ضرور تشریف لاویں ۔ آتے ہوئے ۴ ہر کے پان ضرور لیتے آویں ۔ زیادہ خیریت ہے
والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان "

خط پر کوئی تاریخ درج نہ تھی ۔ مُہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۲ دسمبر ۱۸۹۱ء کو ڈاک میں ڈالا گیا ۔ لاہور کی مہر ۲۳ دسمبر ۱۸۹۱ء کی ہے ۔

ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے ابتدائی دَور ہی سے حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نہایت درجہ معمور الاوقات تھے اور آپ ہی سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۳ صفحہ ۱۱۲ - ۱۱۳ مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ۔ مطبع الیکٹرک پریس امرتسر طبع اوّل فروری ۱۹۲۹ء)

فہرست حاضرین پر گہری اور باریک نظر ڈالنے سے یہ دلچسپ مگر نہایت عجیب حقیقت سامنے آتی ہے کہ شاملین جلسہ میں سے بعض غیر احمدی تھے ۔ مثلاً محمد چٹو صاحب لاہور (۱۴ء) بعض چند سال بعد جماعت سے علیحدہ ہو گئے ۔ اور مولوی غلام قادر فصیح مالک و مہتمم پنجاب پریس و میونسپل کمشنر سیالکوٹ (۲۷ء) اسی زمرہ میں آتے ہیں ۔ علاوہ ازیں درج ذیل اصحاب نے اِس اوّلین جلسہ کے کچھ عرصہ بعد بیعت کی :-

مرزا محمد اسمٰعیل بیگ صاحب قادیانی ۷۲ء (بیعت ۱۶ - فروری ۱۸۹۲ء) ۔ شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرتسر ۵۸ء بیعت یکم فروری ۱۸۹۲ء) ۔ منشی تاج دین صاحب اکونٹنٹ دفتر اگزیمنر لاہور ۱۷ء (بیعت ۷ فروری ۱۸۹۲ء) شہزادہ حاجی عبد المجید صاحب لدھیانہ ۵۲ء (بیعت ۸ مارچ ۱۸۹۲ء)

" رجسٹر بیعتِ اُولیٰ " سے یہ بھی انکشاف ہوتا ہے کہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو یعنی عین جلسہ کے موقعہ پر بارہ[۱۲] خوش نصیب بزرگوں کو مامورِ زمانہ کی بیعت کا شرف حاصل ہُوا ۔ جن کے نام یہ ہیں :-

حافظ فضل احمد صاحب لاہور (۱۹ء) منشی نبی بخش صاحب لاہور (۱۸ء) ۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب گجرات (۴۳ء) ۔ حافظ محمد اکبر صاحب لاہور (۲۶ء) ۔ منشی غلام محمد صاحب لاہور (۴۷ء) خلیفہ نور الدین صاحب جمونی (۳۸ء) ۔ مستری عمر الدین صاحب جموں (۳۶ء) ۔ شیخ محمد جان صاحب وزیر آباد (۴۰ء) ۔ قاضی محمد اکبر صاحب جموں (۳۹ء) ۔ مفتی فضل الرحمٰن صاحب بھیروی جموں (۴۶ء) ۔ منشی احمد اللہ صاحب جموں (۴۴ء) منشی دوست محمد صاحب آف میانی مقیم جموں (۴۵ء)

اِس مقدس اور متبرک تقریب کی برکات سے فیضیاب ہونے والے رفقائے خاص میں سے مولوی رحیم اللہ صاحب لاہوری ، میاں جان محمد صاحب قادیانی ، منشی محمد خان صاحب کپور تھلوی ، مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی اور مولانا غلام حسین صاحب گمٹی لاہور حضرت اقدس کی زندگی میں انتقال فرما گئے ۔ اور چوہدری رستم علی صاحب حکیم فضل الدین صاحب بھیروی اور قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانوی نے حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کے عہد میں وفات پائی ۔ اور باقی بزرگ حضرت فضل عمر رضؓ کے زمانۂ خلافت کے دوران واصل بحق ہوئے ۔ اِس روحانی قافلہ کے آخری درخشندہ گوہر اور ممتاز رکن حضرت صاحبزادہ حاجی پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی (ابن حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی) تھے جو ۸ - جنوری ۱۹۵۱ء کو خالقِ حقیقی سے جا ملے

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

جماعتِ احمدیہ کے پہلے مبارک جلسہ سالانہ کے معزز ناظرین کا تذکرہ کرنے کے بعد ہم پیچھے پلٹتے ہیں ۔ اور دوبارہ جلسہ کی کارروائی پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے بتاتے ہیں کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی مضمون سُنا چکے تو جلسہ میں موجود تمام اصحاب نے بالاتفاق یہ قرار دیا کہ اِس پُر معارف مضمون کو شائع کیا جائے ۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنا یہ معرکہ آراء مضمون " آسمانی فیصلہ " کے نام سے شائع فرما دیا ۔ نیز ربّانی تحریک کے مطابق اعلان فرمایا کہ آئندہ ہر سال جلسہ سالانہ ۲۷ سے ۲۹ دسمبر[۱] تک منعقد کیا جائے گا ۔ جس کے " کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے " (صفحہ ۴۲)

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کے پُر جلال اور حقیقت افروز مضمون میں یہ دُعائیہ اشعار درج فرمائے ؎

اِک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا!
تجھ کو سب قدرت ہے اَے ربّ الوریٰ
حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام
اِک نشاں دِکھلا کہ ہو حُجت تمام

اس مضمون میں آپ نے اللہ جلشانہٗ عزّ اسمہٗ کی درگاہِ عالی میں یہ بھی عرض کیا کہ :-

" اَے میرے مولیٰ اے میرے پیارے آقا ..... مجھے اِس سے بڑھ کر کچھ نہیں چاہیئے کہ تو راضی ہو .... اگر تیری نگاہ میں مجھ میں کچھ بدی ہے تو میں تیرے ہی مُنہ کی اس سے پناہ مانگتا ہوں ۔ اَے میرے ہادی !! اگر مَیں نے ہلاکت کی راہ اختیار کی ہے تو مجھے اس سے بچا اور وہ کام کرا کہ جس میں تیری رضامندی ہو ۔ میری رُوح بول رہی ہے کہ تو میرے لئے ہے اور ہوگا ۔ جب سے کہ تُونے کہا کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں ۔ ...... تو اسی دم سے میرے قالب میں جان آگئی ۔ تیری دلآرام باتیں میرے زخموں کی مرہم ہیں ۔ تیرے محبت آمیز کلمات میرے غم رسیدہ دِل کے مفرح ہیں ۔ مَیں غموں میں ڈوبا ہُوا تھا تو نے مجھے بشارتیں دیں ۔ مَیں مُصیبت زدہ تھا تو نے مجھے پوچھا ۔ پیارے ! میرے لئے یہ خوشی کافی ہے کہ تو میرے لئے اور مَیں تیرے لئے ہوں ۔ تیرے حملے دُشمنوں کی صف توڑ دیں گے اور تیرے تمام وعدے پُورے ہوں گے ۔ تو اپنے بندے کا آمرزگار ہوگا "

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۹ مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر ۔ جنوری ۱۸۹۲ء)

[۱] ۱۹۱۳ء سے جلسہ سالانہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر کی تاریخوں میں ہونے لگا ۔

ربّ ذوالجلال نے اپنے محبوب بندے کی دُعاؤں کو کس کس رنگ میں شرفِ قبولیت بخشا ؟ اور کس شان سے اپنے تمام وعدے پُورے کئے اور کر رہا ہے ؟

آج ـــ ایک صدی بعد ـــ جبکہ دُنیا کے ۱۲۶ ممالک میں احمدیت کا پرچم لہرا رہا ہے اور ایک کروڑ سے زائد قلوب پر اس کا سِکّہ جاری ہے ، اس بارے میں کچھ کہنا سُورج کو چراغ دِکھلانے کے مترادف ہے ۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

یہ فتوحاتِ نمایاں ، یہ تواتر سے نشاں
کیا یہ ممکن ہیں بشر سے کیا یہ مکاروں کا کار

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

قادِیان کی یاد!

منظوم کلام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ نظم حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۲۴ء میں اپنے پہلے سفرِ یورپ پر فرمائی تھی۔ اس کے منتخب اشعار ھدیۂ قارئین ہیں ——— (ادارہ)

ہے رضائے ذاتِ باری اب رضائے قادیاں
مدّعائے حق تعالیٰ مُدّعائے قادیاں

وہ ہے خوش اموال پر۔ یہ طالبِ دیدار ہے
بادشاہوں سے بھی افضل ہے گدائے قادیاں

گر نہیں عرشِ معلّٰی سے یہ ٹکراتی تو پھر
سب جہاں میں گونجتی ہے کیوں صدائے قادیاں

دعوئ طاعت بھی ہوگا ادّعائے پیار بھی
تم نہ دیکھو گے کہیں لیکن وفائے قادیاں

میرے پیارے دوستو تم دم نہ لینا جب تلک
ساری دُنیا میں نہ لہرائے لوائے قادیاں

بن کے سُورج ہے چمکتا آسماں پر روز و شب
کیا عجب مُعجز نُما ہے رہنمائے قادیاں

یا تو ہم پھرتے تھے اُن میں یا ہُوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کُوچہ ہائے قادیاں

آہ کیسی خوش گھڑی ہوگی کہ بانیلِ مَرام
باندھیں گے رختِ سفر کو ہم برائے قادیاں

صبر کر اَے ناقۂ راہِ ہُدیٰ ہمّت نہ ہار
دُور کر دے گی اندھیروں کو ضیائے قادیاں

ایشیا و یورپ و امریکہ و افریقہ سب
دیکھ ڈالے پر کہاں وہ رنگ ہائے قادیاں

گُلشنِ احمد کے پھُولوں کی اُڑا لائی جو بُو
زخم تازہ کر گئی بادِ صبائے قادیاں

جب کبھی تُم کو ملے موقعہ دُعائے خاص کا
یاد کر لینا ہمیں اہلِ وفائے قادیاں

(کلامِ محمود صہ ۸۹ بحوالہ الفضل جلد ۱۲ ۲۵ رجولائی ۱۹۲۴ء)

صُبحِ مسرّت!

منظوم کلام حضرت سیّدہ نواب مُبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا

یہ نظم حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا دختر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی واپسی سفر یورپ ۱۹۲۴ء کے موقعہ پر رقم فرمائی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قادیان دارالامان میں تشریف آوری کی مناسبت سے تبرکاً اس نظم کا ایک حصہ ہدیۂ قارئین ہے (ادارہ)

آج ہر ذرّہ سرِ طُور نظر آتا ہے
جس طرف دیکھو وہی نُور نظر آتا ہے

ہم نے ہر فضل کے پردے میں اُسی کو پایا
وہی جلوہ ہمیں مستُور نظر آتا ہے

کس کے محبُوب کی آمد ہے کہ ہر خورد و کلاں
نشۂ عشق میں مخمُور نظر آتا ہے

شُکر کرنے کی بھی طاقت نہیں پاتا جن دم
کیا ہی نادم دِلِ مجبُور نظر آتا ہے

لِلّٰہِ الحمد شُنیدیم کہ آں مے آید
سُوئے گُلشن چہ عجب سرو رواں مے آید

گُلشنِ حضرتِ احمد میں چلی بادِ بہار
ابرِ رحمت سے برسنے لگے پیہم انوار

بچّے ہنستے ہیں خوشی سے تو بڑے ہیں دلشاد
جذبۂ شوق کے ظاہر ہیں جبیں پر آثار

تازگی آگئی چہروں پہ کھِلے جاتے ہیں
دِل کی حالت کا زباں کر نہیں سکتی اظہار

مُژدۂ وصل لئے صُبحِ مسرت آئی
فضلِ مَولیٰ سے ہُوئی دُور اُداسی یک بار

نُور مے بارد و شاداں در و سقف و دیوار
اَے خوشا وقت مکیں سُوئے مکاں مے آید

(دُرِّ عدن صہ ۱۶ بحوالہ الفضل ۲۵ نومبر ۱۹۲۴ء)

جلسہ سالانہ کی تاریخ اور تدریجی ترقی !!

از محترم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت قادیان

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ۱۸۹۱ء کا سال نہایت عظیم تاریخی سال ہے جبکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بانیٔ جماعتِ احمدیہ نے بحکمِ الٰہی مسیح موعود و مہدیٔ معہود ہونے کا اعلان فرمایا۔ اس اعلان کے بعد ایک طرف مخالفت کا طوفانِ بے تمیزی شروع ہوا تو دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی سال دسمبر ۱۸۹۱ء میں جماعت کی تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی ترقیات کے عظیم سنگِ میل "جلسہ سالانہ" کی بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا :-

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس جلسہ کی بنیادی اینٹ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

اس جلسہ سالانہ کے تعلق میں ملنے والی الٰہی بشارتوں اور فتوحات کا ذکر خود خداوند قدوس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا تھا فرمایا :-

یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ۔ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَ الْمُلُوْكُ یَتَبَرَّکُوْنَ بِثِیَابِكَ۔

ترجمہ :- "یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں پر میں آسمان سے وحی نازل کروں گا وہ دُور دُور کی راہوں سے تیرے پاس آئیں گے اور بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(براہین احمدیہ بحوالہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۶)

چنانچہ بفضلہ تعالیٰ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوئ مسیحیت کو سو سال مکمل ہو چکے ہیں، ۱۹۹۱ء میں اس عظیم جلسہ سالانہ کو جس میں دُور دراز سے لوگ آتے ہیں یہاں تک کہ بادشاہ ہر حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈتے ہیں، پورے سو سال ہو چکے ہیں۔ اور اس دسمبر ۱۹۹۱ء کو ہم جماعت احمدیہ کا سوواں جلسہ سالانہ منعقد کر رہے ہیں۔

الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

جلسہ سالانہ کی بنیادی اغراض و مقاصد

اس جلسہ سالانہ کی بنیادی اغراض و مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء کو حسب ذیل اعلان فرمایا :-

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلعم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تاکہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو اور یقینِ کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دُعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔

اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعفِ فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسّر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اُٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتغال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھیں۔ لہذا قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسے کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجائے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے دُعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دُعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔"

(آسمانی فیصلہ)

التواء جلسہ سالانہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ایام میں ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۲ء دو سال جلسہ سالانہ منعقد ہوا پھر تیسرے سال یعنی ۱۸۹۳ء کو حضور نے بعض وجوہ کی بناء پر ایک سال کے لئے جلسہ ملتوی فرما دیا۔ لیکن پھر ۱۸۹۴ء سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال تک جلسہ سالانہ منعقد ہوتا رہا۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ایک مذہبی عبادت کا رنگ نہیں رکھتا۔ جیسا کہ جماعتِ احمدیہ کے بعض معاندین کی طرف سے اسے حج کا قائم مقام مشہور کیا جاتا ہے۔ اگر یہ جلسہ حج کے قائم مقام ہوتا تو پھر اس کے التواء کے کیا معنے ؟ ! بہر حال اگرچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ احمدیوں کا جلسہ سالانہ ایک مذہبی عبادت قطعاً نہیں لیکن اس جلسے جماعت کی بہت سی تعلیمی، تربیتی اور جماعتی اغراض کو پورا کیا ہے۔

جلسہ گاہ و حاضرین جلسہ

جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ مسجد اقصیٰ میں دُوسرا سالانہ جلسہ ڈھاب کے کنارے ایک چبوترہ نما سٹیج بنا کر وہاں منعقد ہوا۔ پھر باقی تمام جلسے خلافتِ اُولیٰ کے ابتدائی پانچ سالوں تک مسجد اقصیٰ میں ہوتے رہے۔ ۱۹۱۳ء سے ۱۹۲۳ء تک جلسہ ہائے سالانہ مسجد نُور میں منعقد ہوئے اور ۱۹۲۴ء سے ۲۲ جلسے مسجد نور کے باہر تعلیم الاسلام کالج (حال خالصہ کالج) کے میدان میں ہوئے۔ تقسیم ملک کے بعد مرکزی جلسہ سالانہ دارالہجرت ربوہ میں ہوتا رہا۔ اور ادھر قادیان میں یہ جلسہ پہلے تو مسجد اقصیٰ میں اور پھر سابقہ لنگر خانہ میں جو احمدیہ چوک سے دارالانوار کی طرف جاتے ہوئے بائیں طرف ہے، منعقد ہوتا رہا۔ اور اب قادیان میں ۱۹۸۹ء سے جلسہ سالانہ حاضرین کی تعداد کی کثرت کے باعث مسجد ناصر آباد کے سامنے وسیع میدان میں منعقد ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لندن تشریف لے جانے پر ایک لحاظ سے یہ عالمی اجتماع اب اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں ہر سال منعقد ہوتا ہے۔

حاضرین جلسہ کی تعداد کے اعتبار سے پہلے جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء کی حاضری ۷۵ تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک کے آخری جلسہ سالانہ کی حاضری (جو ۱۹۰۷ء میں منعقد ہوا تھا) دو ہزار سے زائد تھی (بدر ۹ اکتوبر ۱۹۰۸ء) حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کے آخری جلسہ میں جو دسمبر ۱۹۱۳ء میں ہوا تھا مہمانوں کی تعداد تین ہزار سے زائد تھی۔ (الفضل ۱۷ دسمبر ۱۹۱۳ء)۔ اسی طرح حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام مبارکہ کا آخری جلسہ سالانہ جو دسمبر ۱۹۶۴ء میں ہوا تعداد حاضرین جلسہ ایک لاکھ سے زائد تھی (بدر ۷ جنوری ۱۹۶۵ء) حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے مبارک دور کے آخری جلسہ سالانہ ۱۹۸۱ء کی حاضری دو لاکھ سے زائد تھی۔ (بدر ۲۱ جنوری ۸۲ء) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ سے ہجرت فرمانے سے قبل دسمبر ۱۹۸۳ء میں ربوہ میں جس مبارک جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی اس کی حاضری تھی دو لاکھ پچاس ہزار سے زائد۔

جلسہ سالانہ مستورات

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک دور میں جب مستورات کی تعداد جلسہ میں زیادہ ہونی شروع ہوئی تو حضور رض کی منظوری سے مستورات کا علیحدہ جلسہ سالانہ ہونا شروع ہوا۔ اس جلسہ میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح

خطاب فرماتے ہیں۔ اس جلسہ کے تمام انتظامات لجنہ اماء اللہ کے سپرد ہوتے ہیں۔

جلسہ سالانہ کی عالمی وسعت

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جبکہ جماعتِ احمدیہ دُنیا کے مختلف ممالک میں پھیلنا شروع ہوئی ہے، جلسہ سالانہ بھی عالمی وسعت اختیار کر گیا اور ہندوستان پاکستان. بنگلہ دیش کے علاوہ دیگر ایشیائی۔ یوروپی۔ افریقی ممالک کے باشندے بھی اس جلسہ سالانہ میں شریک ہونے لگے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللہ تعالیٰ کے مبارک دَور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق غیر ملکی باشندے وفود کی شکل میں جلسہ سالانہ میں شریک ہونے لگے۔ اور اب تک ساٹھ سے زائد ممالک کے وفود جلسہ سالانہ میں شرکت کر چکے ہیں —!!

جلسہ سالانہ کی شاخیں

قادیان میں ۱۸۹۱ء میں شروع ہونے والا جلسہ سالانہ ۱۹۴۷ء میں قادیان کے ساتھ ساتھ ربوہ میں بھی ہونے لگا۔ اور پھر آہستہ آہستہ دُنیا کے کئی ممالک میں وہاں کی جماعتیں باقاعدگی سے اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ بعض ممالک کے صُوبوں میں بھی باقاعدگی سے سالانہ جلسہ کا انعقاد ہوتا ہے۔ جن میں مرکزی جلسہ کی طرح ہی تمام تعلیمی، تربیتی اور انتظامی امور سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے پیغامات ان جلسوں میں سُنائے جاتے ہیں۔

۱۹۸۴ء سے جبکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ لندن تشریف لے گئے ہیں لندن کے سالانہ جلسہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنفسِ نفیس اِس جلسہ میں شریک ہو کر اپنے خطابات اور ارشادات سے نوازتے ہیں۔ اور ایک لحاظ سے برطانیہ کا سالانہ جلسہ تمام دنیا تک حضرت خلیفۃ المسیح کے خطابات پہنچانے کے اعتبار سے مرکزی جلسہ ہو گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دَور میں منعقد ہونے والے سالانہ جلسوں کو یہ بھی امتیاز حاصل ہے کہ ان میں اب عالمی شہرت کے افراد بھی اپنی شمولیت کو باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ کئی ممالک کے وزراء۔ ممبرانِ پارلیمنٹ، وزرائے مملکت کے نمائندگان، میئرز، جج حضرات، افریقن چیفس جو اپنے علاقوں کے بادشاہ کہلاتے ہیں، شریک ہوئے۔ اسی طرح سال ۱۹۹۱ء کے جلسہ سالانہ لندن کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہوئی کہ اس سال پہلی مرتبہ رُوس کے وفد اور پھر میکسیکو کے وفد نے بھی شرکت کی —!!

انتظامات جلسہ سالانہ (مختصر خاکہ)

جماعتِ احمدیہ کا جلسہ سالانہ دنیا کی مختلف اقوام کے جلسوں کی نسبت ایک نرالی شان رکھتا ہے۔ اس کے تمام کام رضاکارانہ طور پر سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ نہ تقریریں کرنے والے فیس لیتے ہیں اور نہ ہی تلاوت کرنے پر قاری حضرات محنتانہ طلب کرتے ہیں۔ نہ مہمانوں کی خدمت کرنے والے رضاکار اُجرت طلب کرتے ہیں اور نہ ہی استقبال و الوداع کرنے والے انعام کے طالب ہوتے ہیں۔ یہ سب جلسہ سالانہ کے ایّام میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِس شعر کی منہ بولتی تصویر ہوتے ہیں ؎

خدمتِ دین کو اِک فضلِ الٰہی جانو !
اِس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

جلسہ کے تمام انتظامات موٹے طور پر دو حصّوں میں تقسیم ہوتے ہیں :۔

● — انتظام جلسہ گاہ
● — انتظام مہمانانِ کرام

جلسہ گاہ کے انتظام کے تحت تقاریر کی ترتیب، پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ نمازِ تہجد۔ درس و تدریس۔ مختلف ممالک سے آنے والے مہمانوں کو ان کی اپنی زبانوں میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات اور تقاریر جلسہ سالانہ کے ساتھ ساتھ تراجم پیش کرنا (ایسے تراجم کے پیش کرنے کے لئے احمدی انجینئروں نے باقاعدہ منظم و مربُوط شکل میں نہایت عمدہ اور سستا انتظام کیا ہُوا ہے۔ آڈیو ویڈیو کی دیکھ بھال، بُک سٹال۔ پریس سے رابطہ۔

لوائے احمدیّت

جلسہ گاہ کے انتظامات کے تحت لوائے احمدیت بھی لہرایا جاتا ہے۔ جو کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک زمانہ سے ۱۹۳۹ء سے لہرایا جا رہا ہے۔ اور اب حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دَور کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ جن ۱۲۶ ممالک میں اب تک جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے ان تمام ممالک کے جھنڈے بھی احمدیت کے جھنڈے کے ساتھ لہرائے جاتے ہیں۔

جس جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح خود موجود ہوں وہ لوائے احمدیت لہراتے ہیں اور خُدّامِ احمدیت لوائے احمدیت کا پہرہ دیتے ہیں۔

اِنتظام مہمانان

جہاں تک مہمانان کے انتظام کا تعلق ہے مہمانوں کے قیام و طعام۔ ان کے استقبال، الوداع، روشنی، صفائی، عمومی نگرانی و حفاظت یہ سب ایسے اُمور ہیں جن کی سرانجام دہی کے لئے باقاعدہ رضاکارانہ طور پر کارکنانِ سلسلہ خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ چونکہ یہ جلسہ عموماً دسمبر کی سخت سردیوں میں ہوتا ہے اس لئے دھان کی گھاس جس کو پنجابی میں "پَرالی" کہتے ہیں مہمانوں کی قیام گاہوں اور جلسہ گاہ میں بچھا دی جاتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے تحت مہمانانِ جلسہ سالانہ اپنے گرم بستر لحاف وغیرہ کا انتظام خود کرتے ہیں۔ کھانے کے لئے نہایت سادگی سے انتظام کیا جاتا ہے۔ شروع زمانہ سے ہی جلسہ سالانہ کے ایام کی دال اور لنگر کی روٹی مہمانانِ جلسہ سالانہ کی ایک مرغوب و مشترک غذا رہی ہے اور ہے۔ مہمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور غیر احمدی نانبائیوں کا وقت پر روٹی پکانے سے انکار کے پیشِ نظر ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے احمدی انجینئر حضرات کو جلسہ سالانہ کے موقع پر روٹی پکانے کی مشین تیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ ربوہ میں اور اب قادیان میں بھی ایسی مشینیں تیار ہو چکی ہیں۔ اور مہمانانِ جلسہ سالانہ باقاعدہ ان سے استفادہ کر رہے ہیں۔

جلسہ سالانہ کے عظیم الشّان فوائد

(۱) امامِ وقت کی صُحبت :

جس جلسہ سالانہ میں خود امامِ وقت موجود ہوں جلسہ کے حاضرین کو سب سے پہلا اور بڑا فائدہ اُن کی مبارک صحبت کا نصیب ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :—

"بَیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دُنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اِس غرض کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصّہ اپنی عُمر کا اِس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے"۔
(آسمانی فیصلہ)

(۲) ربّانی تقاریر سے استفادہ

جلسہ سالانہ کا دُوسرا بڑا فائدہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہُ اللہ تعالیٰ کے خطابات اور دیگر رُوحانی و ربّانی تقاریر سے استفادہ ہے۔ خاص طور پر ایسے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہونے والے خطابات جو تمام دُنیا کے لئے ایک غذا کا حکم رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا :—

"اِس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دیں گے"۔
(ایضاً)

—✧—✧—

(۳) اتفاق واتحاد اور نئے احمدیوں کا تعارف

اِس جلسہ کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ مختلف قوموں، ملکوں، رنگوں اور نسلوں کے افراد جب ایک جگہ ایک ہی مقصد کے لئے یعنی حصولِ رضائے الٰہی کے لئے اکٹھے ہوں تو اُن میں اتفاق و اتحاد اور رشتۂ تودّد و تعارف ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعُود علیہ السلام فرماتے ہیں :—

"ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہو گا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقرّرہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے مُنہ دیکھ لیں گے اور رُوشناس ہو کر آپس میں تودّد و تعارف ترقی پذیر ہو گا"۔
(آسمانی فیصلہ ص۳)

(۴) وفات یافتہ بھائیوں کے لئے دُعائے مغفرت!

جلسہ سالانہ میں شرکت کا ایک فائدہ حضور علیہ السلام کے الفاظ میں یہ ہے :—

"جو بھائی اِس عرصہ میں سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دُعائے مغفرت ہو گی"۔
(ایضاً)

(۵) اشاعت اسلام کے لئے تدابیر (مجلسِ شوریٰ)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کا ایک فائدہ یہ بیان فرمایا کہ اِس جلسہ میں اشاعتِ اسلام اور دینی ہمدردی کے لئے تدابیرِ حسنہ پیش کی جائیں۔
(تبلیغ رسالت جلد ۲ ص۱۹)

چنانچہ بفضلہٖ تعالیٰ ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر تبلیغ و تربیت کی خاطر مجلسِ شوریٰ کا انعقاد ہوتا ہے۔

(۶) جماعتی تربیت کا بہترین ذریعہ

جلسہ سالانہ کے جہاں اَور بہت سے فوائد ہیں، وہاں یہ جلسہ جماعتی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ احبابِ جماعت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ نمازِ تہجّد کی ادائیگی کرتے ہیں۔ دینی مجالس سے استفادہ کرتے ہیں۔ اور میل جول کے وقت اسلامی اخلاق کا بہترین مظاہرہ کرتے ہیں۔ گویا ان ایام میں جماعتِ مومنین میں ایک عجیب قسم کا رُوحانی انقلاب پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللہ تعالیٰ نے حاضرینِ جلسہ کو ایک بار نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا :—

"جلسہ سالانہ کے دَوران آپ نے شور نہیں کرنا۔

باقی دیکھئے صفحہ ۲۷ پر

ہم آن ملیں گے متوالو !

منظوم کلام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہم آن ملیں گے متوالو ! بس دیر ہے کل یا پرسوں کی
تم دیکھو گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دید کے ترسوں کی

ہم آمنے سامنے بیٹھیں گے تو فرطِ طرب سے دونوں کی
آنکھیں ساون برسائیں گی اور پیاس بُجھے گی برسوں کی

تُم دُور دُور کے دیسوں سے جب قافلہ قافلہ آؤ گے
تو میرے دل کے کھیتوں میں پھُولیں گی فصلیں سرسوں کی

یہ عشق و وفا کے کھیت رضا کے خوشوں سے لدجائیں گے
موسم بدلیں گے رُت آئے گی، ساجن پیار کے درسوں کی

میرے بھولے بھالے حبیب مجھے لکھ لکھ کر کیا سمجھاتے ہیں
کیا ایک انہی کو دُکھ دیتی ہے جُدائی لمبے عرصوں کی

یہ بات نہیں وعدوں کے لمبے لیکھوں کی، تُم دیکھو گے
ہم آئیں گے، جھوٹی نکلے گی، لاف خُدا ناترسوں کی

دُور ہو گی کلفت عرصوں کی اور پیاس بُجھے گی برسوں کی
ہم گیت ملن کے گائیں گے، پھُولیں گی فصلیں سرسوں کی

(کلامِ طاہر ص ۳۹)
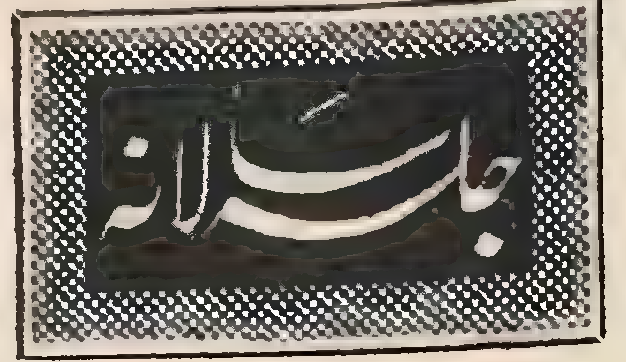
ایک رُوح پرور رُوحانی اجتماع

اسلامی اجتماعیت کا صحیح آئینہ دار

از محترم مولانا محمد عمر صاحب فاضل انچارج مبلغ کیرلہ

اجتماعی زندگی جو فطرتِ انسانی کا تقاضا ہے اس کو محوظ رکھتے ہوئے اِسلام جو ایک فطری مذہب ہے اس کے مقرر کردہ تمام احکام اور عبادتیں اپنے اندر رُوحِ اجتماع کو لئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام، اِسلام کی مقرر کردہ عبادات کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ ہر محلّہ کے لوگ اپنی اپنی محلّہ کی مسجدوں میں پانچ وقت جمع ہوں۔ اور پھر حکم دیا کہ تمام شہر کے لوگ ساتویں دن شہر کی جامع مسجد میں جمع ہوں۔ یعنی ایسی وسیع مسجد میں جس میں سب کی گنجائش ہو سکے۔ اور پھر حکم دیا کہ سال کے بعد عید گاہ میں تمام شہر کے لوگ اور نیز گرد و نواح کے دیہات کے لوگ ایک جگہ جمع ہوں۔ اور پھر حکم دیا کہ عمر بھر میں ایک دفعہ تمام دنیا ایک جگہ جمع ہو۔ یعنی مکّہ معظمہ میں۔

سو جیسے خدا نے آہستہ آہستہ اُمت کے اجتماع کو حج کے موقعہ پر کمال تک پہنچا دیا اور چھوٹے چھوٹے موقعے اجتماع کے مقرر کئے اور بعد میں تمام دنیا کو ایک جگہ جمع ہونے کا موقعہ دیا۔ سو یہی سُنّت اللہ الہامی کتابوں میں ہے۔ اس میں خدا تعالےٰ نے یہی چاہا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ نوعِ انسان کی وحدت کا دائرہ کمال تک پہنچا دے۔ اوّل تھوڑے تھوڑے ملکوں کے حصّوں میں وحدت پیدا کرے اور پھر آخر میں حج کے اجتماع کی طرح سب کو ایک جگہ جمع کر دیوے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۱۳۸-۱۳۹)

اِس طرح اسلام نے مسلمانوں کو عبادات کے ذریعہ بھی درسِ اجتماعیت اور وحدتِ قومی کا سبق دیا تھا۔ لیکن مسلمانوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے شیرازہ کو ھباءً منثورًا کی طرح بکھیر دیا۔ اجتماعیت کا وہ محور اور مرکزیت جس کو نماز سے لے کر حج تک تمام عبادتوں کی رُوح قرار دیا گیا تھا اس سے دُور جا پڑے۔ اور محض رُسوم کے پابند ہو کر رہ گئے۔ اور مسلمانوں کی ہر عبادت ؎

رہ گئی رسمِ اذاں رُوحِ بلالی نہ رہی

کی مصداق بن کر رہ گئی۔

اِسی طرح علامہ اقبالؔ نے کہا ؎

تیری نماز بے سُرور تیرا اِمام بے حضور
ایسی نماز سے گذر ایسے اِمام سے گذر

حج کی وہ عظیم عالمگیر عبادت جو عالمِ اسلام کے اندر ربط و نظم اور اتحاد و اجتماعیت کا درس دے رہی تھی، صرف ایک رسم ہو کر رہ گئی ہے۔

جماعتِ اسلامی کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے موجودہ حج بیت اللہ کا نقشہ کھینچتے ہوئے اپنی بے قراری اور اضطرابی کیفیت کا اظہار اپنے ایک مضمون میں جو روزنامہ جنگ کراچی کی مورخہ ۲ر اپریل ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں شائع ہُوا، یوں کیا:۔

"حج کے پُورے فائدے حاصل کرنے کے لئے ضروری تھا کہ مرکزِ اسلام میں کوئی ایسا ہاتھ ہوتا جو اس عالمگیر طاقت سے کام لیتا۔ کوئی ایسا دل ہوتا جو ہر سال تمام دنیا کے جسم میں صالح خون دوڑاتا۔ کوئی ایسا دماغ ہوتا جو اُن ہزاروں لاکھوں خداداد قاصدوں کے ذریعہ سے دُنیا بھر میں اسلام کے پیغام کو پھیلانے کی کوشش کرتا۔ اور کچھ نہیں تو اتنا ہی ہوتا کہ وہاں خالص اِسلامی زندگی کا مکمل نمونہ موجود ہوتا۔ اور ہر سال دُنیا کے مُسلمان وہاں سے صحیح دینداری کا سبق لے کر پلٹتے!

مگر وائے افسوس! وہاں کچھ بھی نہیں۔ مدّت ہائے دراز سے عرب میں جہالت پرورش پا رہی ہے۔ نالائق حکمران اپنے دین کے مرکز میں رہنے والوں کو ترقی دینے کی بجائے صدیوں سے پیہم گرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے اہلِ عرب کو علم اخلاق تمدّن ہر چیز کے اعتبار سے پستی کی انتہا تک پہنچا کر چھوڑا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ سرزمین جہاں سے کبھی اسلام کا نور تمام عالم میں پھیلا تھا آج اُسی جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں اسلام سے پہلے مُبتلاء تھی۔ اب نہ وہاں اسلام کا علم ہے نہ اسلامی اخلاق ہیں نہ اسلامی زندگی ہے۔ لوگ بڑی گہری عقیدتیں لئے ہوئے دُور دُور سے حرمِ پاک کا سفر کرتے ہیں۔ مگر اس علاقہ میں پہنچ کر جب ہر طرف اُن کو جہالت۔ گندگی۔ طمع۔ بے حیائی۔ دنیا پرستی۔ بد اخلاقی۔ بد انتظامی نظر آتی ہے تو اُن کی توقعات کا طلسم پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے .... وہی پُرانی مہنت گری جو حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے بعد جاہلیت کے زمانہ میں کعبہ پر مسلط ہو گئی تھی اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم کیا تھا، اب پھر تازہ ہو گئی ہے۔ خدا کا گھر اُن کے لئے جائیداد بن گیا ہے ...... یہ بنارس اور ہردوار کے پنڈتوں کی سی حالت اس دین کے نام نہاد خدمت گذاروں اور مرکزی عبادت گاہ کے مجاوروں نے اختیار کر رکھی ہے۔"

(روزنامہ جنگ کراچی ۲ر اپریل ۱۹۶۶ء صلا زیرِ عنوان حج کا عالمگیر اجتماع)

مولوی مودودی صاحب کے اپنے اِس اظہارِ حقیقت پر کسی قِسم کے تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے غرضیکہ اسلام نے درسِ توحید کے بعد درسِ وحدت کے لئے عبادت کے طریقہ کی جو تعلیم دی تھی اُسے اہلِ اسلام نے بالکل فراموش کر دیا جس کے نتیجہ میں ان کے ہاتھ سے دین بھی نکل گیا اور دُنیا بھی گئی۔

ایسے ہی اِنتشاری کیفیت کے وقت میں خُدا تعالیٰ نے اسی توحید اور وحدت کو قائم کرنے کے لئے حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ارضِ مقدسہ قادیان میں مبعوث فرمایا۔

آپؑ نے اپنی قائم کردہ جماعت میں رُوحانیت کی دائمی بقاء کے لئے اور رُوحِ اجتماعیت کو از سرِ نَو قائم رکھنے کے لئے کئی پروگرام تجویز فرمائے۔ اُن میں سے ایک احمدیت کے دائمی مرکز قادیان دارالامان میں سال میں ایک دفعہ قائم فرمودہ رُوحانی اجتماع یعنی جلسہ سالانہ ہے۔

اِس جلسہ کی افادیت کے بارے میں اپنی جماعت کو تلقین فرماتے ہُوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اِس جلسہ سے مُدّعا اور اصل مطلب یہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کریں کہ اُن کے دِل آخرت کی طرف بکلّی جُھک جائیں۔ اور اُن کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو۔ اور وہ زُہد و تقویٰ کی خُدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت و مواخات میں دوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں۔ اور انکسار اور تواضع اور راست بازی اُن میں پیدا ہو۔ اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اِختیار کریں۔"

اِسی طرح آپؑ فرماتے ہیں:۔

"لازم ہے کہ اِس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے۔ اور اُس کی راہ میں کوئی محنت و صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔

اور مکرّر لکھا جاتا ہے کہ اِس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ اَمر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بُنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اِس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء)

آج سے سَو سال قبل کیا گیا یہ فرمان آج تک لفظ بلفظ پُورا ہوتا ہُوا ایک دُنیا دیکھ رہی ہے۔ واقعی جو مخلص احمدی ایک دفعہ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے قادیان آتا ہے اُس کے اندر ایک ایسا رُوحانی انقلاب پیدا ہوتا ہے اور ایک ایسی پاک تبدیلی نظر آتی ہے کہ اس کے آثار سارا سال اُس کی طبیعت پر نظر آتے ہیں۔ گویا کہ یہ ایک قِسم کی رُوحانی BATTERY CHARGING ہے کہ اس کا کرنٹ سارا سال قائم رہتا ہے۔

ایک بات خاص طور پر واضح رنگ میں قابلِ ذکر ہے کہ جلسہ سالانہ کی تمام تقاریر سوائے ایک دُو کے اُردو زبان میں ہوتی ہیں۔ وہاں کا تمام ماحول خالصةً اُردو کا ہوتا ہے۔ وہاں کی غذا موسم اور دیگر سارا ماحول بھی جُداگانہ ہوتا ہے۔ تاہم اُردو نہ جاننے والے احباب و خواتین جو تامل ناڈو، کیرلہ اور دیگر علاقوں سے آتے ہیں وہ اِس

ماحول میں ایسے مست اور مسرور ہوتے ہیں کہ کسی قسم کی اجنبیت اور غیریت محسوس ہی نہیں کرتے ۔ مَیں ایسے عمر رسیدہ بزرگوں اور مستورات کو جانتا ہوں کہ اپنے اپنے علاقہ میں یہ لوگ اپنی کمزوری اور لاچاری کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن قادیان پہنچتے ہی بالکل نوجوان بن کر چلتے پھرتے ہیں ۔ یہ لوگ قادیان سے اِس اُمید پر واپس جاتے ہیں کہ اگر خدا تعالےٰ نے توفیق دی تو اگلے سال ضرور آئیں گے ۔

مختلف علاقوں سے آئے ہوئے احباب کرام جب آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ و معانقہ کرتے ہیں تو اُس وقت جو رُوحانی سُرور اور طمانیتِ قلب حاصِل کرتے ہیں جِس کا نقشہ ایک شاعرِ احمدیت نے یوں کھینچا ہے ؎

جب مِل گئے دو احمدی
مجنوں کو لیلیٰ مِل گئی !

اِس موقعہ پر صوبائیت اور لسانیت وغیرہ تمام حدود کافور ہوجاتے ہیں ۔ اور صرف اور صرف رُوحِ احمدیت اُن کے سامنے ہوتی ہے ۔ یہی رُوحِ اجتماعیت ہے جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے جِس کی بنیاد پر تمام عبادتیں قائم ہیں اور جو آج کے مسلمانوں میں بالکل کھوکھلی ہو کر رہ گئی ہے ۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ قادیان دارالامان میں خاص کر جلسہ سالانہ کے مبارک و مقدس ایام میں دُعاؤں ، فرائض و نوافل کی عبادتیں ۔ ذکرِ الٰہی ۔ درس و تدریس ۔ علمی و رُوحانی تقاریر وغیرہ کے ذریعے جو لذّت اور رُوحانی سرور حاصِل ہوتا ہے وہ کسی اَور جگہ میسّر نہیں ۔ یہ رُوحانی لذّت صرف محسوس کی جاسکتی ہے بیان نہیں کی جاسکتی ۔

اِس رُوحانی ماحول سے واپسی پر ہر ایک احمدی کے دِل کی کیفیت کچھ اِس قِسم کی ہوتی ہے :

قَلْبِیْ بِکَدْعَۃَ عَائِشٌ شَغَفًا بِھَا

کہ میرا دِل کدعہ (قادیان) کے ساتھ محبّت کے باعث اٹکا ہُوا ہے ۔

پس خدا تعالےٰ نے ہم احمدیوں کو اپنی زندگی میں ایک بار پھر یہ موقعہ عطا فرمایا ہے کہ تختِ گاہِ مسیح موعود قادیان دارالامان میں مورخہ ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ ر دسمبر ۱۹۹۱ء کو ہونے والے اِس عظیم الشّان بے نظیر الٰہی اجتماع میں شرکت کریں ۔ اِس سال کے جلسہ سالانہ کی یہ بھی ایک عظیم خصوصیت کہ یہ صد سالہ جلسہ سالانہ ہے ۔ اِس نادر موقعہ سے فائدہ اُٹھاکر اپنے ایمانوں کو تازہ کریں ۔ اور اُن تمام فضلوں اور برکتوں اور رحمتوں سے وافر حصّہ حاصل کریں جن کا ذکر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس رُوحانی اجتماع میں شرکت کرنے والوں کے متعلق فرمایا ہے ۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس للّٰہی اجتماع میں شرکت کرنے والوں کے حق میں یوں دُعا فرمائی ہے :-

"بالآخر مَیں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اِس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خُدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجرِ عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور اُن کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کردے اور اُن کے ہم و غم دُور فرمائے اور اُن کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور اُن کی مرادات کی راہ اُن پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے ۔ اور تا اختتامِ سفر اُن کے پیچھے اُن کا خلیفہ ہو ۔

اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کُشا ! یہ تمام دُعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفین پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے آمین ثم آمین ۔" (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

اللہ تعالیٰ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کرنے والوں کے حق میں یہ دُعائیں قبول فرمائے ۔

بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے متعلّق ایک مستشرق کا اعلان

پروفیسر منٹگمری واٹ انگلستان کی ایڈنبرا یونیورسٹی عربی اور اسلامیات کے پروفیسر رہ چکے ہیں۔ اُن کی پیدائش ۱۹۰۹ء میں ہوئی ۔ انہوں نے اپنی ایک کتاب کے دیباچہ میں بخوشی اِس امر کا اعلان کیا ہے کہ اِسلام سے طالب علمی کے زمانہ میں میرا تعارف احمدیت کے ذریعہ ہی ہُوا تھا ۔ یعنی ایک احمدی طالب علم کے ذریعہ جو ہندوستان سے حصولِ تعلیم کے لئے انگلستان آئے تھے ۔ (اِس سے مراد غالباً حافظ ڈاکٹر صالح محمد الٰہ دین صاحب کے والد ماجد محترم سیٹھ علی محمد الٰہ دین صاحب مرحوم ہیں جو ایڈنبرا سے تعلیم یافتہ تھے) پروفیسر واٹ ایک درجن سے زیادہ کتب کے مصنّف ہیں اور احمدیہ مسجد فضل لندن بھی تشریف لا چکے ہیں ۔

حال ہی میں اُن کی ایک نئی تصنیف یا تالیف "مکہ آنحضرتؐ کے دَور میں"

(MUHAMMAD'S MECCA, EDIN BURGH, 1988)

کے نام سے ایڈنبرا (انگلستان) یونیورسٹی پریس کی طرف سے شائع ہوئی ہے ۔ اس کتاب کے شروع میں اُنہوں نے ایسا دیباچہ لکھا ہے جِس سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع اللہ تعالیٰ کے نبی تھے ۔ (ملاحظہ ہو باب اوّل) مصنّف کی اصل انگریزی عبارت حسبِ ذیل ہے :-

" Personally I am convinced that Muhammed was sincere in believing that what came to him as revelation (wahy) was not the product of conscious thought on his part. I consider that Muhammed was truly a prophet, and think that we Christians should admit this on the basis of the christian principle that" BY THEIR FRUITS YOU WILL KNOW THEM", since through the centuries Islam has produced many upright and saintly people."

ترجمہ :- " ذاتی لحاظ سے مجھے یقین ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اِس اِعتقاد و اعلان میں مخلص اور سچے تھے کہ جو وحی آپؐ پر نازل ہوتی ہے وہ کوئی اپنے خیالات کا نتیجہ نہیں ۔ مَیں (حضرت) محمدؐ کو سچا نبی یقین کرتا ہوں اور میری یہ رائے ہے کہ ہم عیسائیوں کو یہ بات عیسائیت کے اِس اُصول کی رُو سے قبول کرلینی چاہیئے کہ "تم ان (درختوں) کی شناخت اُن کے پھلوں کے ذریعہ کرو گے "۔ چنانچہ اسلام نے گزشتہ صدیوں میں بہت سے راستباز اور اَولیاء پیدا کئے ہیں "

مصنّف کا یہ اعلان نہایت جرأت مندانہ اور مبارک اقدام ہے ۔ بالخصوص جبکہ ان کا اسلام سے تعارف جماعتِ احمدیہ ہی کے ذریعہ ہُوا تھا ۔ زیرِ نظر کتاب میں مصنّف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکّی زندگی کی سیرت کو قرآنی آیات کی بناء پر تالیف کرکے پیش کیا ہے ۔ اگرچہ ہمیں بعض مقامات پر ان کی رائے سے اختلاف ہو سکتا ہے ، مثلاً یہ کہ جمع و تدوینِ قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی ہو گئی تھی نہ کہ بعد میں ۔ بایں ہمہ یہ کتاب حضورؐ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے یورپین اسلامی لٹریچر میں ایک مفید اضافہ ہے ۔ بالعموم مصنّف کی تصانیف (اور بالخصوص یہ تصنیف) اِس قابل ہیں کہ ان کا عربی ، اُردو اور دیگر اسلامی زبانوں میں ترجمہ کیا جائے ۔

خاکسار :- (ڈاکٹر) محمد اسحٰق خلیل
ایم ۔ اے ۔ پی ایچ ڈی ۔ از زیورک
(سوئٹزرلینڈ)

لقائے الٰہی اور اُس کے شیریں ثمرات!

از مکرم گیانی محمد حسین صاحب چیمہ لنڈن۔ تقریر سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت قادیان

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۱﴾

(سُورۃ الکہف: ۱۱۱)

اپنے پیدا کرنے والے اللہ تعالےٰ کو پانے کے لئے ہر انسان کے دِل میں ایک جستجو ہے جس کی بناء پر ہر مذہب کے پَیروکاروں نے اپنے پروردگار سے تعلق پیدا کرنے کے لئے کچھ اصول اپنا رکھے ہیں۔ ان میں سے بعض کے خیال میں دنیوی تعلقات سے مُنہ موڑ کر رہبانیت کی زندگی بسر کرنا، بعض کے نزدیک اپنے جسم کو خاک آلود رکھنا اور بعض کے نزدیک اپنے جسم کے کسی عضو مثلاً ایک ہاتھ یا ایک ٹانگ کو مشقت کے ذریعہ ضائع کر دینے سے اپنے پیدا کُنندہ کو پا سکتے ہیں۔ نیز اکثر مذاہب ایسے بھی ہیں جن کے خیال میں اللہ تعالےٰ کی اعلیٰ اور ارفع ذات تک براہِ راست تعلق پیدا ہونا ناممکن ہے۔ لہٰذا انہوں نے مختلف عناصر وغیرہ جیسے آگ، پانی، چاند، سُورج، دیوی دیوتاؤں کی پرستش شروع کر رکھی ہے۔ جب ان سے پُوچھا جائے کہ وہ ایسے کام جو توحید کے خلاف ہیں کیوں کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ وہ پرمیشر کو ایک ہی مانتے ہیں مگر اُسے پانے کے لئے یہ بُت ہماری سفارش کرتے ہیں۔ اُن کا یہ دعوٰی ایسا ہے جس کی کوئی دلیل اُن کے پاس نہیں ہے۔

مذہب اسلام ایک دینِ فطرت ہے۔ جو بہت ہی آسان ہے۔ اور اس میں کوئی کجی نہیں ہے۔ اس میں اپنے ربّ کو پانے کے لئے نہ تو ہمیں یہ دُنیا اور اس کی حسنات کو ترک کرنا پڑتا ہے اور نہ ہی اپنے جسم کے کسی عضو کو ناکارہ بنانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ کوئی بھی کسی قِسم کا مالا یُطاق بوجھ اُٹھانا نہیں پڑتا۔

جس قرآنی آیت کی تلاوت ابتدائے تقریر میں خاکسار نے کی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی عمدہ تفسیر اس کی بیان فرمائی ہے۔ آپؑ لکھتے ہیں:-

"جو شخص چاہتا ہے کہ اِس دُنیا میں اُس خدا کا دیدار ہو جائے جو حقیقی خدا اور پَیدا کُنندہ ہے، پس چاہیئے کہ وہ ایسے عمل کرے جن میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یعنی عمل اُس کے نہ لوگوں کو دکھانے کے لئے ہوں، نہ ان کی وجہ سے دل میں تکبر پیدا ہو کہ مَیں ایسا ہُوں، ایسا ہُوں، اور نہ وہ عمل ناقص اور ناتمام ہوں۔ اور نہ ان میں کوئی ایسی بدبُو ہو جو محبتِ ذاتی کے خلاف ہو۔ بلکہ چاہیئے کہ ہر قسم کے شر سے پرہیز ہو۔ نہ سُورج نہ چاند نہ آسمان نہ ستارے نہ ہَوا نہ آگ نہ پانی نہ اَور کوئی زمین کی چیز مقصود ٹھہرائی جائے۔ اور نہ دنیا کے اَسباب کو ایسی عزّت دی جائے اور ایسا اُن پر بھروسہ کیا جائے کہ گویا وہ خدا کے شریک ہیں۔ اور نہ اپنی کوشش اور ہِمت کو کچھ چیز سمجھا جائے کہ یہ بھی شِرک کی قسموں سے ایک شرک ہے۔ بلکہ سب کچھ کرنے پر سمجھا جائے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ اور نہ اپنے علم پر غرور کیا جائے اور نہ عمل پر ناز!

اِس آیت کی تفسیر جاری رکھتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ:-

نیک عمل کی مثال ایک پرند کی طرح ہے اگر صدق اور اِخلاص کے قفس میں اسے قید رکھوگے تو وہ رہے گا ورنہ پرواز کر جائے گا۔ اور یہ بجُز خدا کے فضل کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ عملِ صالح سے یہاں یہ مُراد ہے کہ اس میں کسی قِسم کی بدی کی آمیزش نہ ہو۔ صلاحیّت ہی صلاحیّت ہو۔ نہ عُجب ہو نہ نخوت نہ نفسانی اغراض کا کوئی حصہ ہو۔ نہ رُوبخلق ہو۔ حتیٰ کہ دوزخ اور جنّت کی خواہش بھی نہ ہو۔ صرف خدا کی محبّت سے وہ عمل صادر ہو۔"

(البدرؔ جلد ۳ صفحہ ۵-۶ مورخہ ۹/۸/۱۹۰۴ء)

ہر صانع اور کاریگر ہی بہتر طور پر جانتا ہے کہ جو چیز اُس نے بنائی ہے اُس کے بنانے کا مقصد اور اصل غرض وغایت کیا ہے۔ آئیے! انسان کی پیدائش کا اصل مقصد اور اس کی غرض وغایت معلوم کریں۔ یعنی اُس کے پیدا کرنے والے اَحسن الخالقین سے اس سوال کا جواب پوچھیں۔ تو اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ.

یعنی جنّ وانس کی پیدائش کی غرض صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کی صفات کو اپنانا اور پیدا کرنا یعنی اُس کی صفات کا مظہر بن جانا ہی ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ. (البقرہ: ۱۳۹)

اللہ تعالےٰ کے رنگ میں رنگین ہو جانے سے ہی معرفتِ تامّہ اور لقائے الٰہی کا مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ اور یہی غرض انسانی پیدائش کی ہے۔ اس مقام کو حاصل کئے بغیر اِنسان گناہوں۔ بدیوں اور بے راہرویوں سے بچنے کی نہ کوئی سبیل پا سکتا ہے اور نہ نیکیوں پر دوام حاصل کر سکتا ہے۔ اور جیسے یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے تو اُسے اپنی عبادات مثل نماز، روزہ، جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ وغیرہ میں لُطف آنا شروع ہو جاتا ہے۔

جس طرح اپنے جسم کی پرورش کے لئے ہم دِن رات کے مختلف اوقات میں متناسب غذا استعمال کرتے رہتے ہیں بعینہٖ رُوح کی تر و تازگی کے لئے بھی ہماری زبانیں ذکرِ الٰہی سے ہمہ وقت تر رہنی چاہئیں۔

اکثر لوگ اِس دُنیوی زندگی، کہ جس کی حقیقت اُخروی زندگی کے بالمقابل ایک افسانہ ہی ہے، کی مسرّتوں کے حصُول کی خاطر دن رات ایک کر کے اپنی جان کو جوکھوں میں ڈال کر ایک ایسی دَوڑ میں لگے ہوئے ہیں جس کی انتہائی منزل کوئی ہے ہی نہیں۔ نتیجۃً اکثریت اُن کی ذہنی پریشانیوں میں مبتلا ہو کر سکونِ قلب کو کھو بیٹھتی ہے۔ تب وہ حکیموں ڈاکٹروں کی طرف رجُوع کرتے ہیں۔ بھلا اس کا علاج منشیات اور DRUGS میں کہاں؟ دِل کے ان اندھوں کو یہ علم ہی نہیں کہ حصولِ سکون اور اطمینانِ قلب کا وہی اکسیر نسخہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں بیان فرمایا ہے:-

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ.

یعنی ذکرِ الٰہی سے ہی دِلوں کو اطمینان نصیب ہُوا کرتا ہے۔

لِقائے الٰہی اور معرفتِ تامّہ کے مضمون کو سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو مثال قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے وہ یُوں ہے:-

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا. (سورۃ ابراہیم: ۲۵-۲۶)

کہ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ایک کلامِ پاک کے متعلق حقیقتِ حال کو بیان کیا ہے۔ وہ ایک پاک درخت کی طرح ہوتا ہے جس کی جڑھ مضبوطی کے ساتھ قائم ہوتی ہے اور اس کی ہر ایک شاخ آسمان کی بلندی میں پہنچی ہوتی ہے۔ وہ ہر وقت اپنے ربّ کے اِذن سے اپنا تازہ پھل دیتا ہے۔

لِقائے الٰہی کا یہ درخت پاکیزہ دِلوں میں اُگتا ہے۔ اور یہ سدا روحانی پھلوں سے لدا نظر آتا ہے۔ قبولیتِ دُعا۔ حقائق ومعارف کے دریا۔ مکالمہ و مکاشفہ کے سمندر۔ اُمورِ غیبیہ کا اظہار۔ یہ سب باتیں لقائے الٰہی کا ہی تو ثمرہ ہیں۔ انہی نشانوں کے ذریعے ہم پہچان سکتے ہیں کہ یہ مقام اللہ تعالیٰ نے کس مذہب کے پَیروکاروں کو عطا کر رکھا ہے۔

قرآنِ کریم میں لقائے الٰہی کو اب قیامت تک کے لئے حضرت محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کے شاگردوں کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ اب دُوسرے مذاہب میں کوئی فرد بھی یہ کہنے کی جُرأت نہیں کر سکتا کہ اُسے لقائے الٰہی کا مقام حاصل ہے اس سلسلہ میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا فرمان ہے ؎

سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف ہم نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے

لقائے الٰھی کے تعلق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں سے وعدہ فرما رکھا ہے کہ انہیں اگلی دنیا میں ہی نہیں بلکہ اِس دُنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ جیسے کہ فرمایا:-

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ. نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ. نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ.

(حٰمٓ السجدۃ: ۳۱ تا ۳۳)

یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے، پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہو گئے اُن پر فرشتے اُتریں گے، یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور کسی پہلی غلطی کا غم نہ کرو۔ اور اُس جنّت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کے ملنے کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہم تمہارے دوست ہیں۔ جو کچھ تم چاہو گے وہ تمہیں ملے گا کہ بخشنے والے اور بے انتہا کرم کرنے والے خدا کی طرف سے مہمانی کے طَور پر ہوگا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ خدا تعالےٰ پر حقیقی ایمان اور یقین لانے کی لقائے الٰہی کے سوا اور کوئی صُورت ہی نہیں۔ اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعُود علیہ السّلام نے کیا ہی خُوب فرمایا ہے ؎

بِن دیکھے کس طرح کسی مہ رُخ پہ آئے دِل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دِل
دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حُسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

لقائے الٰہی کے مقام کو پانے والوں کے چہروں سے کوئی دنیوی مخالفت۔ دُشمنی۔ حسد یا پھر قید و بند کی صعوبتیں اُن کی مسکراہٹوں کو چھین نہیں سکتیں اور نہ ہی اُن کے ایمان کو متزلزل کرسکتی ہیں۔ آپ نے حضرت سیّد عبداللطیف صاحب کی شہادت کے واقعات تو سُنے ہوئے ہی ہیں کہ کس طرح ان کی ناک میں نکیل ڈال کر مقامِ سنگسار تک اُن کو لایا گیا۔ پھر پہلے سے کھودے ہوئے گڑھے میں اُتارے جانے کے بعد مگر پہلا پتھر چلائے جانے سے قبل امیر کابل (افغانستان) عبدالرحمٰن لعین نے خود ان کے پاس حاضر ہو کر منّت سماجت کرتے ہوئے عرض کی کہ "آپ صرف آہستگی سے میرے کان میں احمدیت سے انکار کا اظہار کر دیں۔ تب نہ صرف آپ کی رہائی ہی ہو جائے گی بلکہ آپ اپنے خاندان کے افراد بمعہ اپنے مال و متاع ہجرت کر کے جہاں چاہو گے وہاں مَیں آپ کو پہنچائے جانے کی ذمّہ داری لیتا ہوں"۔ اس پر سیّد موصوف نے جواب دیا کہ جس سچائی کو حق الیقین سے پا چکا ہوں، اُس کے مقابل اِس زندگی، بیوی بچّوں اور جائیداد کی کیا نسبت ــــ!

ان حالات میں یہ ثابت قدمی! میں آپ سے پوچھتا ہُوں کہ یہ سب لقائے الٰہی کے باعث نہ تھا تو پھر اَور کونسی طاقت تھی؟

پاکستان میں احمدی مُسلمانوں پر دین کی خاطر ظُلم و ستم کی نِت نئی داستانیں آپ سُنتے ہی رہتے ہیں۔ مگر کیا آپ نے کبھی یہ بھی سُنا کہ ان مظالم کو برداشت کرنے کی بجائے اُن میں سے کِسی نے اپنے ایمانوں کے سَودے بھی کئے؟

نہیں! نہیں!! ہرگز نہیں!!!

لقائے الٰہی کے ان شِیریں ثمرات کے باعث ہی ہمارے "اسیرانِ راہِ مولیٰ" (جن میں عوام و خاص سے لے کر جیّد علماء تک ہیں) نے بوقتِ حراست ہتھکڑیوں کو 'اللہ اکبر' کے نعرے لگاتے ہوئے بوسے دیئے۔ اور باآوازِ بلند پُکار اُٹھے "کعبہ کے ربّ کی قسم! ہم کامیاب ہوگئے"۔

اِس سلسلہ میں مَیں اپنا ایک ذاتی مشاہدہ سامعینِ کرام کے گوش گزار کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو یوں ہُوا کہ جب خاکسار اپنے سابقہ دورۂ پاکستان کے دَوران ماہِ فروری اِمسال۔ 'اسیرانِ راہِ مولیٰ' کی ملاقات کی غرض سے فیصل آباد جیل گیا تو علیک سلیک کے بعد اُن کی حالت کو دیکھ کر جی بھر آیا۔ اور خاموش آنکھوں نے آنسو بہانے شروع کر دیئے۔ تو اُن میں سے ہمارے پیارے مُربّی سلسلہ الیاس مُنیر نے (جو باوجود بے قصور ہونے کے عمر قید کی سزا پا رہے ہیں) اُلٹا مجھے تسلّی دینی شروع کر دی کہ وہ سب ٹھیک ٹھاک ہیں لہٰذا میں غم نہ کروں۔

اللہ! اللہ!!

اُن کے اطمینانِ قلوب اور رضائے الٰہی پر رضا کا نمونہ دیکھ کر خاکسار نے برملا پکارا کہ

اَے اسیرانِ راہِ مولیٰ! آپ کی اِس
قید و بند پر سینکڑوں نہیں ہزاروں
آزادیاں قُربان!!

یہ ہے لقائے الٰہی اور معرفتِ تامّہ کی برکت اور یہی ہیں شجرۂ طیّبہ کے شِیریں ثمرات۔

(اِن یارِ نہاں میں نہاں ہو جانے والے
اسیرانِ راہِ مولیٰ کو احباب ہمیشہ اپنی
دُعاؤں میں یاد رکھیں)

دل و جان سے پیارے ہمارے آقا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاص طور پر اِس لقائے الٰہی کے موضوع پر مسلسل خطبات دیتے ہوئے احبابِ جماعت کو اِس مضمون کی طرف یوں توجّہ دلائی کہ:-

"جب تک ہر ملک میں احمدی
جماعت کی ایک خاص تعداد لقائے
الٰہی کے مقام کو حاصل نہیں کر لیتے
اُس وقت تک اسلام کے غلبہ
کو حقیقی جامہ نہیں پہنایا جاسکتا"۔

لھٰذا آؤ میرے انصار بھائیو! ہم اللہ تعالےٰ سے رَبَّنَا اَرِنَا مَنَاسِكَنَا کی دُعا مانگتے ہوئے راہِ سُلوک کی ہر منزل کو تیز گامی سے طے کرنے کی کوشش کریں۔ اور عملِ صالح سے اپنے ایمانوں کی آبیاری تادمِ واپسیں (وَاِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا) کرتے رہیں۔ کمرِ ہمّت مضبوطی سے کس لیں اور اللہ تعالیٰ کی رسّی یعنی نظامِ خلافت کو مضبوطی سے تھام لیں اور کوشش کریں کہ ہمارے یہ روز و شب کے دُنیوی مشاغل بھی صِبْغَةَ اللهِ کے رنگ میں رنگین ہو جائیں۔ قصص الانبیاء میں درج شدہ ایک حکایت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے یوں بیان فرمائی ہے کہ ایک مومن نے ایک دن میں ستّر ہزار درہم کا کاروبار لین دین کیا۔ پر اس تمام عرصہ کے دَوران یادِ الٰہی سے ایک دم بھی غافل نہ رہا۔

حصولِ معاش کے لئے ہر شخص کو خواہ وہ مومن ہو یا کافر، سبھی کو تگ و دَو کرنی ہی پڑتی ہے۔ مگر چونکہ ایک مومن کی نیّت ہر کام کرنے پر محض حصُولِ رضاءِ الٰہی ہوتی ہے۔ اِس لئے اُس کے یہ دُنیوی مشاغل بھی عبادت میں ہی شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ صاحبان نے یہ حدیث تو سُنی ہی ہوئی ہے نا کہ:-

ایک مومن کا اپنی بیوی کے مُنہ میں پیار
سے لقمہ ڈالنے پر اللہ خوش ہوتا ہے۔

کیونکہ اس کا یہ فعل عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کی بدولت ہوتا ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہُوں کہ لقائے الٰہی کو پانا ہی اِس دنیوی زندگی کی اصل غرض و غایت ہے۔ اور یہ تو ایک اُصولی بات ہے کہ کوئی مقصد جتنا بلند ہوگا، محنت بھی اسی نسبت سے کرنی درکار ہوگی۔ مثال کے طور پر پانی کو زیرِ زمین پانے کے لئے ہمیں بھی کنواں پانی کی گہرائی کی نسبت سے کھودنا ہوگا۔ پانی اگر چالیس فٹ زیرِ زمین ہے مگر ہم ۳۰-۳۵ فٹ کھود کر ہی ہمّت ہار بیٹھیں تو مقصد تو نہ پا سکے اور ہماری محنت ضائع ہوگئی۔

خدا تعالےٰ کو پانے کا مقصد بھی بلند ترین ہے۔ اور اس امر کا متقاضی ہے کہ زندگی بھر محنتِ شاقہ کی جائے۔ اس سلسلہ میں خود اللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ فرماتے ہیں:-

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ
اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ

اَے انسان! (لقائے الٰہی کو پانے
کے لئے) تو اپنے ربّ کی طرف
پُورا زور لگا کر جانے والا ہے اور پھر
اس سے ملنے والا ہے۔

یعنی اللہ کی زیارت عُمر بھر محنت کر کے حاصِل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو لقائے الٰہی کے جامِ شِیریں سے سیراب فرمائے۔

اب مَیں اپنی تقریر بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مہدیٔ مسعود علیہ السّلام کے اِس ارشاد کو پڑھ کر ختم کرتا ہُوں جو میرے اِس مضمون کی مناسبت سے گویا کہ ایک مرکزی محور کی حیثیت رکھتا ہے۔

"کیا ہی بدبخت وہ انسان ہے
جس کو اب تک پتہ نہیں کہ
اُس کا ایک خُدا ہے جو ہر چیز
پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا
خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات
ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے
اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی
اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے
لائق ہے اگرچہ جان دینے سے
ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے
لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے
سے حاصِل ہو۔ اَے محرومو!
اِس چشمہ کی طرف دَوڑو کہ وہ
تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی
کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔
مَیں کیا کروں اور کس طرح پر
یہ خوشخبری دِلوں میں بٹھادوں
اور کس دف سے مَیں بازاروں
میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خُدا
ہے تا لوگ سُن لیں۔ اور کس دَوا
سے علاج کروں تا سُننے کے
لئے لوگوں کے کان کُھلیں"۔
(کشتی نوح)

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے قُرب اور رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق اپنی جناب سے ہمیں عطا فرما دے۔ تاہم اِس دُنیا میں ہی اُس کے دیدار سے مشرّف ہوں کہ زندگی کا ذوق اُس کو پا لینے میں ہی تو مضمر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں مِلا!
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اُس سے ہیں جُدا
ـــ ؎ ـــ
اُس رُخ کا دیکھنا ہی تو ہے اصل مُدّعا
جنّت بھی ہے یہی کہ ملے یارِ آشنا

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٭

مُعاوِنینِ خاص کے لئے
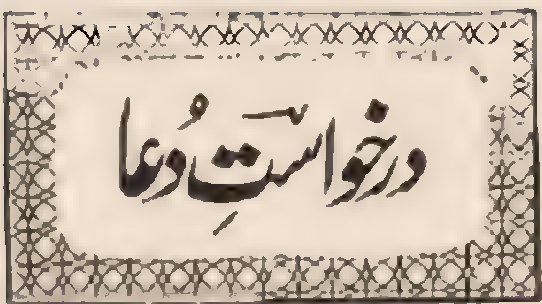
مندرجہ ذیل احباب اپنے کاروبار کے سلسلے میں دُعا کی غرض سے اشتہار کی سالانہ قیمت بطور اعانتِ بدر ادا کرتے ہیں اور اشتہار کی جگہ' بدر کے دُوسرے دینی مواد کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔

احبابِ جماعت سے اُن کے کاروبار میں خیر و برکت کے لئے دُعا کی درخواست ہے:-

(۱) مکرم مسعود احمد صاحب میکانک حیدرآباد۔ لیلینڈ موٹر گاڑیاں

(۲) مکرم سیّد جہانگیر علی صاحب حیدرآباد۔ الائیڈ پروڈکٹ

(۳) مکرم شہزادہ پرویز صاحب کلکتہ۔ ماڈرن شو کمپنی

(۴) خاندان بخش الٰہی صاحب سہگل مرحوم کلکتہ۔ جنتا کارڈ بورڈ

(مینجر بدر)

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا آغاز

از محترم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر سپین - حال مبلغ سلسلہ احمدیہ پرتگال

(۱)

خُدا تعالیٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت میں زمین و آسمان کی پیدائش اور اس کے نظام کو پیش کیا ہے اور روحانی نظام کو سمجھانے کے لئے قرآن کریم دنیوی نظام کو بطور مثال بیان فرماتا ہے۔ تا اُس کے بندے اپنے خالقِ حقیقی پر ایمان لاکر اُس سے محبت کا تعلق پیدا کریں۔ اور عبودیت کا حق ادا کریں جیسے فرماتا ہے۔ اِنَّ فی خلق السمٰوات و الارض و اختلاف الیل والنہار لاٰیٰت لأولی الالباب۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے کئی نشان موجود ہیں۔ پھر فرماتا ہے۔
والشمس وَ ضحٰھا والقمر اذا تلٰھا
میں سورج کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں اور ضحیٰ کے وقت کو جب وہ طلوع ہونے کے بعد اونچا ہو جاتا ہے اور چاند کو جب وہ سورج کے پیچھے آتا ہے۔ (سورۃ الشمس)

اسی طرح سورہ الفرقان میں فرماتا ہے۔ مبارک ہے وہ ہستی جس نے آسمان میں ستاروں کے ٹھہرنے کے مقام بنائے ہیں۔ اور اُس میں چمکتا ہوا چراغ بنایا ہے۔ اور نور دینے والا چاند بنایا ہے۔

(۲)

چودہ سو سال ہوئے۔ فاران کی وادیوں سے چمکتا ہوا سورج طلوع ہوا جس نے ساری دُنیا کو اپنی روشنی سے منور کر دیا۔ اور وہ سب جہانوں کے لئے رحمت کا موجب ہوئے۔ جن کی خاطر خدا تعالیٰ نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ زندہ خدا کا پتہ دیا۔ حقیقی نجات کا راستہ بتایا۔ برسوں کی تاریکی اور ظلمت کو دور فرمایا۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو گئی۔ گذشتہ انبیاء کی پیشگویوں کے مطابق خدا تعالیٰ کی صفات کے کامل مظہر۔ اور عکس۔ خدا تعالیٰ سے انتہائی قُرب کا اعلیٰ و ارفع رتبہ حاصل کرنے والا۔ نبیوں کا سردار ساری مخلوق کا پیشوا۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب رسالت کا ظہور ہوا۔ اور خدا تعالےٰ نے اپنی مکمل شریعت مکمل دین۔ قرآن مجید کی صورت میں نازل فرمایا۔ جو قیامت تک دنیا کی ہدایت کے لئے ایک ہی کتاب ہے۔ دائمی۔ عالمگیر۔ اکمل ترین زندہ کتاب ہے۔ خدا تعالےٰ سے تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اُس اسوہ حسنہ کی نقل سے ہی خدا تعالیٰ مل سکتا ہے۔ اور سچی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ سلامتی اور اطمینان قلب حاصل کرنے کے لئے دنیا کو قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا ہو گا۔ اور توحید خالص پر ایمان لانا ہو گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد دنیا میں ایک عظیم روحانی انقلاب واقع ہو گیا۔ اسلام اپنی روحانی اثر اور طاقت کی وجہ سے دنیا میں پھیل گیا۔ صحابہ کرام کی ایک پاک اور تقویٰ شعار بے مثال جماعت نے خدا تعالیٰ سے انتہائی عشق اور بنی نوع انسان کے لئے گہری اور سچی ہمدردی۔ پاکیزگیٔ نفس کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ کسی اور نبی کے پیرودں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ کامل اطاعت۔ کامل عاجزی۔ انکساری۔ حلیمی مسکینی اور نیکی کا جو اعلیٰ نمونہ صحابہ کرام نے پیش کیا اس کی نظیر نہیں ملتی وہ روشن چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح تھے خوش خلقی اور اخلاق حسنہ کے خوش نما پھولوں کی طرح جو گرد و پیش کو اپنی پیاری خوشبو کے عطر سے معطر کر دیتے ہیں بنی نوع انسان کو انسانیت کا حق دلایا۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں بے مثال جانی و مالی اور عزت کی قربانیاں پیش کیں۔ خدا تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں ان کی ارواح پر نازل ہوں۔ آمین۔ اللھم آمین

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے۔ اور ہر بشر کے لئے موت مقدر ہے سراجاً منیرا۔ آفتاب رسالت غروب ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں حضور اقدس پر نازل ہوں۔ آپ فوت ہو گئے۔ لیکن روحانی طور پر آپ زندہ ہیں۔ شفق کی روشنی تھی ایک سو سال تک دنیا کی تاریکی کو دور کرنے کا باعث بنی رہی۔

(۳)

الٰہی دائمی سنت کے مطابق دن کے بعد رات آ جاتی ہے۔ مسلمانوں میں بھی کمزوری واقع ہونی شروع ہو گئی۔ تاریخ اس پر گواہ ہے کہ وہ اتحاد اور اتفاق اور اخوت اور باہمی محبّت اور باہمی ہمدردی کا فقدان ہونے لگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ نے۔ دشمنیاں۔ نفرت نا اتفاقی ختم کر کے اور سب کو بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس حالت کو دیکھ کر امت محمدیہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگویوں کے مطابق پہلی صدی کا مجدّد پیدا کر دیا۔ گویا۔ پہلی رات کا چاند تھا۔ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا۔ ضلالت گمراہی زیادہ پھیلی فسق و فجور زیادہ زور پکڑ گیا۔ رات زیادہ تاریک ہوتی چلی گئی۔ خدا تعالیٰ ہر صدی پر اپنا چاند بھی تاریکی کو دور کرنے کے لئے ظاہر فرماتا رہا۔ اسلام پر تیرھویں صدی کی رات سخت تاریک رات تھی۔ اور ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ مسلمانوں کی عملی حالت خطرناک طور پر بگڑ گئی۔ امانت و دیانت اٹھ گئی۔ دلوں سے خشیت اللہ جاتی رہی۔ آپس میں تفرقہ کی یہ حالت ہو گئی کہ مسلمان ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے دلوں سے ایمان اٹھ گیا، اسلام صرف رسمی طور پر رہ گیا۔ مسلمانوں کے اندر طرح طرح کی برائیاں اور بدیاں پیدا ہو گئیں۔ صاف دکھائی دیتا تھا۔ خدا تعالیٰ کی حفاظت اور تائید و نصرت کا ہاتھ ہی مسلمانوں کے سروں سے اُٹھ گیا۔ نصاریٰ کا فتنہ و غلبہ مسلمانوں کا ہر جہت میں تنزل و زوال دینی۔ اقتصادی سیاسی۔ علمی۔ معاشرتی حالت خطرناک طور پر خراب ہو گئی۔ سب مذاہب باطلہ اسلام پر حملہ آور ہو گئے پڑھے لکھے مسلمان عیسائی ہو گئے۔ ہندوؤں نے اعلان کر دیا کہ برصغیر سے اسلام کو نکال دیا جائے گا۔ ایک بہت ہی دردناک صدمہ سپین سے مسلمانوں کا ذلیل ہو کر نکل جانا ہے۔ اور عیسائی مشرکین کا دوبارہ ملک پر قابض ہو جانا۔ اور مسلمانوں پر ظلم ڈھایا گیا۔ اسلام کی تیرھویں صدی میں اہل اسلام کی یہ دردناک حالت ہی گویا ایسی تھی جیسے کہ شدت کے ساتھ گویا صاعقہ اور برق والی رات۔ گھنے بادل چھائے ہوئے تیز آندھی۔ اور طوفان۔ والی رات بن گئی اور گہری تاریکی اور ظلمت چھائی ہوئی تھی۔ اس کو دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے وعدے پورے ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگویوں کے مطابق عین وقت پر اسلام کا چودھویں کا چاند اپنے پوری شان کے ساتھ اپنے نور کے ساتھ ظاہر ہوا۔ جو حقیقتاً محمدی نور تھا۔ جو حضرت اقدس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل عکس تھا۔ روحانی شمس کی روشنی چودھویں کے چاند کے ذریعہ ظاہر ہوئی وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نور ہے۔ جو آپ کے متبع کامل اور عاشقِ حقیقی حضرت اقدس احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ظاہر ہوا۔

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ کا وہ مقدس دن ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل نے صحابہ کرام کے نمونہ پر جماعت احمدیہ کا الٰہی حکم کے ماتحت قیام فرمایا۔ اسے لوگو خدا تعالیٰ آپ کی آنکھوں کو نور عطا کرے۔ اور چودھویں کے چاند کو طلوع ہوئے یکصد سال ہو چکا ہے۔ چودھویں کے چاند کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور۔ جو دراصل رب کریم و رحیم کا نور ہے دنیا کو روشن کر رہا ہے۔ اس نور سے اپنے قلوب آنکھوں۔ کان، و تمام جسم و روح کو منور کرو، اللہ تعالیٰ کے حمد کے ترانے گاؤ۔ مسیح وقت نے بنی نوع کو روحانی طیور بنا دیا مردوں کو زندہ کیا اندھوں کو روشنی عطا کی۔ بہروں کی قوت شنوائی کو درست کیا۔ اللھم صلی علےٰ محمد وال محمد

(۴)

یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "تبلیغ" کے عنوان سے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ کہ

"میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں۔ وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کی راہ سیکھنے کے لئے گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں۔ انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں اُن کا غمخوار ہوں گا۔ اور اُن کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا۔ اور خدا تعالےٰ میری دعا اور میری توجہ سے اُن کے لئے برکت دے گا۔ بشرطیکہ وہ ربانی شرائط پر چلنے (دس شرائط بیعت) کے لئے بدل و جان تیار ہوں گے۔ یہ ربانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا۔ اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے۔

اذا عزمت فتوکل علی اللہِ واصنع الفلک باعیننا و وحینا الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یدُ اللہ فوق ایدیھم۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

المبلغ خاکسار غلام احمد عفی عنہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء"

(۵)

تکمیل تبلیغ

۱۲ جنوری ۱۹۸۹ کا تاریخ احمدیت میں ایک خاص مقدس دن ہے جب خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہوا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو چالیس روز تک خاص دعاؤں اور مجاہدہ کے بعد خدا تعالیٰ سے ایک قدرت اور رحمت کا نشان

مانگا گیا تھا۔ جو تمام دنیا پر رحمت کا موجب ہو۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسلام کے غلبہ اور فتح و ظفر کے لئے تضرعانہ رقت بھری دعاؤں کو بپایہ قبولیت دی۔ ایک اعلیٰ وارفع وادلیٰ روحانی صفات کے فرزند کی پیدائش کی خوشخبری دی جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ "علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا جیسے کلمۃ اللہ کا خطاب دیا گیا۔ ان پیشگوئیوں کے مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو سیدنا حضرت مصلح موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوئے اور اسی روز ہی حضرت مسیح موعودؑ نے دس شرائط بیعت کا اعلان فرمایا گویا سیدنا حضرت مصلح موعود اور جماعت احمدیہ کی پیدائش اکٹھی ہے دس شرائط بیعت گویا طوفان نوح سے بچنے کے لئے کشتی نوح ہے۔ جو درج ذیل ہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ مضمون تبلیغ جو اس عاجز نے اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں شائع کیا ہے جس میں بیعت کے لئے حق کے طالبوں کو بلایا ہے اس کی مجمل شرائط کی تشریح یہ ہے:۔

اوّل:۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم:۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر یک فسق اور فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے

سوم:۔ یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا۔ حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اُس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔

چہارم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر یک ذلّت اور دُکھ کے قبول کرنے کیلئے اس کی راہ میں طیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے مُنہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔

ششم:۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزّت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

۲۳ مارچ کو حضرت اقدس نے لدھیانہ میں حکم ربانی کے مطابق پہلی بیعت لی۔ پہلے دن خداوند کریم نے چالیس نیک فطرت و نیک خصلت لوگوں کو بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت اقدس احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر ان لوگوں نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تجدید کی۔ اور نیا عہد باندھا " یہ کہ دین اور دین کی عزّت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ عزیز تر سمجھے گا۔"

خدا تعالیٰ جو سچے وعدوں والا ہے نے اپنے وعدے پورے کئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ آواز جو قادیان کی گمنام بستی سے اٹھی تھی وہ آسمانی آواز اور تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ سبحان اللّٰہ و بحمدہ وسبحان العظیم۔

یہ خدا تعالیٰ کی نہ بدلنے والی تقدیر اور آسمانی فیصلہ ہے۔ کہ اب پندرہویں صدی میں تبلیغ احمدیت دنیا کے کونہ کونہ میں پھیل جائے گی۔ اور زمین اپنے رب کریم کے نور سے محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبع کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ روشن ہو جائی گی اور پندرہویں صدی اسلام کی فتح اور غلبہ کی صدی ہے۔ ہم میں سے ہر احمدی کا فرض ہے کہ دس شرائط بیعت کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھے۔ اور ان شرائط کو پورا کرنا اپنی زندگی کا مقصد سمجھے کیونکہ اپنوں اور غیروں کے لئے صرف یہی سیدھی راہ اور خدا تعالیٰ کی طرف جانے والا صراط مستقیم ہے۔

پھر ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر ان شرائط کی اہمیت یاد دلانے کے لئے اشتہار شائع فرمایا

" اگر کوئی عمداً ان شرائط کی خلاف ورزی کرے جو اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مندرج ہیں۔ اور اپنی بے باکانہ حرکت سے باز نہ آوے تو وہ اس سلسلہ سے خارج شمار کیا جاوے گا۔ یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت وعظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ ببرکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک اور مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل اور بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور ناانصافی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں۔ اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں۔ اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ اُن کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خُدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامت خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو اُن کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے اور اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں۔ اور ان کی آلودگی کے ازالہ کے لئے رات دن کوشش کرتا رہوں اور ان کے لئے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اور ان کے لئے وہ روح القدس طلب کروں جو ربوبیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور رُوح خبیث کی تکفیر سے ان کی نجات چاہوں کہ جو نفس امّارہ اور شیطان کے تعلقِ شدید سے جنم لیتی ہے سو میں بتوفیقہ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں رہوں گا۔ اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہوں گا۔ بلکہ ان کی زندگی کے لئے موت تک دریغ نہیں کروں گا۔ اور ان کے لئے خدا تعالیٰ سے وہ روحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ کی طرح اُن کے تمام وجود میں دوڑ جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کے لئے جو داخل سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبتِ الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی رُوح سے قوت دیگا اور انہیں گندی زیست سے صاف کریگا۔ اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے کہ اس گروہ کو بہت بڑھائیگا اور ہزاروں صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کریگا اور اس کو نشوونما دیگا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائیگی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی پھیلائیں گے۔ اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ ٹھیرینگے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک اُن میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائیگی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔ فالحمد لہ اولاً وآخراً وظاھراً وباطناً اسلمنالہ ھو مولنا فی الدنیا والآخرۃ نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

خاکسار غلام احمد لودھیانہ ۴ مارچ ۱۸۸۹ء
ازالہ اوہام ص ۱۴۶

خداوند کریم جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے محض اپنے فضل و احسان و کرم سے ہم میں سے ہر احمدی کو سچی پاکیزگی، تقویٰ، وفا صدق و صفا عطا فرمائے۔ اور اپنی اور اپنے خلیفہ کی سچی محبت عطا فرمائے۔ اور دنیا بھر کو خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت طلب کرتے ہوئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ کے جھنڈے کے نیچے لے آئیں تا دنیا میں حقیقی امن و امان اور سلامتی قائم ہو جائے آمین

اللھم آمین

(باقی ص ۲۶ پر)

تحریکِ وقفِ عارضی کی ضرورت واہمیت

نئے میدان واقفینِ عارضی کا انتظار کر رہے ہیں!

از محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری نائب ناظرِ دعوۃ وتبلیغ قادیان۔!!

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران : آیت ۱۰۵)

ترجمہ :۔ اُمّتِ مسلمہ میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود ہونا چاہیئے جو لوگوں کی بھلائی اور نیکی کے کاموں کا حکم دیتا رہے اور انہیں برائیوں سے روکتا رہے ۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"چاہیئے کہ ایسے آدمی منتخب ہوں جو تلخ زندگی کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہوں ۔ اور ان کو باہر متفرق جگہوں میں بھیجا جاوے بشرطیکہ ان کی اخلاقی حالت اچھی ہو ۔ اور تقویٰ اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق ہوں ۔ مستقل ، راست قدم اور بُردبار ہوں ۔ اور ساتھ ہی تارک بھی ہوں ۔ اور ہماری باتوں کو فصاحت سے بیان کر سکتے ہوں ۔ مسائل سے واقف اور متقی ہوں ۔ کیونکہ متقی میں ایک قوتِ جذب ہوتی ہے ۔ وہ آپ جاذب ہوتا ہے ، وہ اکیلا رہتا ہی نہیں ۔"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۴۱۵-۴۱۶)

جماعتِ احمدیہ میں فوج در فوج نئے شامل ہونے والوں اور نئی نسل کی دینی تعلیم و تربیت کے پیشِ نظر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللہ تعالیٰ نے وقفِ عارضی کی تحریک جاری فرمائی تھی ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سینکڑوں افراد نے اس بابرکت تحریک میں حصہ لے کر جہاں اپنے نفس کی اصلاح کی کوشش کی وہاں نئی نسل اور نئے داخل ہونے والوں کی دینی تعلیم و تربیت کا مقدس فریضہ سر انجام دینے کی سعادت حاصل کی ہے ۔

تحریک وقفِ عارضی کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جو ارشادات فرمائے تھے ، کتابچہ شائع کردہ نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ "تعلیم القرآن اور وقفِ عارضی کی اہمیت" سے بعض اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :۔

وقفِ عارضی کا مقصد قرآن کریم سکھانا ہے

"وقفِ عارضی کی جو تحریک ہے اس کا بڑا مقصد بھی یہ تھا اور ہے کہ دوست رضا کارانہ طور پر اپنے خرچ پر مختلف جماعتوں میں جائیں اور وہاں قرآن کریم سیکھنے سکھانے کی کلاسز کو منظم کریں ۔ اور منظم طریق پر وہاں کی جماعت کی اس رنگ میں تربیت ہو جائے کہ وہ قرآن کریم کا جُوا بشاشت سے اپنی گردن پر رکھیں اور دنیا کے لئے ایک نمونہ بن جائیں ۔"

(خطبہ جمعہ ۔ الفضل ۱۲ رمئی ۱۹۶۹ء)

وقفِ عارضی اصلاحِ نفس کا ذریعہ ہے

"تحریک وقفِ عارضی کا دُوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ وقفِ عارضی پر جاتے ہیں اُن کو اپنے نفس کا بعض پہلوؤں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے ۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے ۔ اور دُعاؤں کی طرف ان کی توجہ مائل ہو جاتی ہے ۔ یعنی وقفِ عارضی پر جانے کی جو تیاری ہے اُس کا بڑا حصہ یہ ہے کہ وہ دُعاؤں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے یا انہیں تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ جانے سے پہلے کتب کا زیادہ مطالعہ کرتے ہیں اور کچھ کتب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں ۔ وہ سوچتے ہیں اور اپنی غفلتوں اور کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہیں ۔ اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اُن کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دُوسری جگہ جائیں تو لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنیں ، اُن کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں ۔ چنانچہ وقفِ عارضی کے وفود نے دُعاؤں کی برکات سے بہت فائدہ اُٹھایا ہے ۔"

(روزنامہ الفضل ۱۲ رفروری ۱۹۷۷ء)

غافل افراد کو چُست کرنا

"بہت سی جماعتوں کے متعلق ایسی شکایتیں بھی آتی رہتی ہیں کہ اُن میں بعض دوست ایمانی لحاظ سے یا جماعتی کاموں کے لحاظ سے اتنے چُست نہیں ہوتے جتنا ایک احمدی کو ہونا چاہیئے ان دوستوں سے (یعنی واقفینِ عارضی سے ۔ ناقل) ایسے احباب کی اصلاح اور تربیت کا کام بھی لیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ وہ ایسی جماعتوں کے سُست اور غافل افراد کو چُست کرنے کی کوشش کریں ۔"

(خطبہ جمعہ ۔ الفضل ۲۳ رمارچ ۱۹۶۶ء)

باہمی جھگڑوں کو نپٹانا

"اچھا احمدی ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اچھا شہری بھی ہو ۔ لیکن بہت سے دوست چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں جھگڑتے لڑتے رہتے ہیں اور یہ بات ایک احمدی ہونے کی صُورت میں بھی مناسب نہیں ۔ جب یہ جھگڑے اور لڑائیاں لمبی ہو جاتی ہیں تو جماعت میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے ۔ پس جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ دُو ہفتے سے چھ ہفتے تک کا عرصہ میری اس تحریک پر وقف کرنے کی توفیق دے انہیں ان باتوں کی طرف بھی توجہ دینا ہوگی ۔ اور جماعت کے دوستوں کے باہمی جھگڑوں کو نپٹانے کی ہر ممکن کوشش کرنا ہوگی ۔"

(خطبہ جمعہ ۔ الفضل ۲۳ رمارچ ۱۹۶۶ء)

پھر مختلف طبقات کے افراد کو اِس بابرکت تحریک میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا :۔

طالبِ علم اور وقفِ عارضی

"مَیں طالب علموں سے خاص طور پر کہتا ہوں کہ چونکہ گرمی کی چُھٹیاں آرہی ہیں ، وہ ضرور وقفِ عارضی پر جائیں ان کا علم بڑھے گا ۔ جہاں وہ جائیں گے وہاں کے لوگوں کے لئے انہیں نمونہ بننے کی کوشش کرنی پڑے گی ۔ اور اگر نوجوان اُن کے لئے نمونہ بنیں گے تو اُن پر بڑا اثر ہوگا کہ چھوٹی چھوٹی عُمروں والے اِس قسم کا کام کر رہے ہیں ۔"

(روزنامہ الفضل ۱۲ رفروری ۱۹۷۷ء)

گورنمنٹ کے ملازمین اور وقفِ عارضی

"جو دوست گورنمنٹ یا کسی ادارہ کے ملازم ہیں اُن کو سال میں کچھ عرصہ کی رخصتوں کا حق ہوتا ہے ۔ وہ اپنی یہ رخصتیں اپنے لئے یا اپنوں کے لئے لینے کی بجائے اپنے ربّ کے لئے حاصل کریں ۔ اور انہیں اِس منصوبہ کے ماتحت خرچ کریں ۔"

(خطبہ جمعہ ۔ الفضل ۲۳ رمارچ ۱۹۶۶ء)

کالج کے پروفیسر، سکول کے اساتذہ اور وقفِ عارضی

"کالجوں کے پروفیسر اور لیکچرار ۔ سکولوں کے اساتذہ ، کالجوں کے سمجھدار طلباء بھی اپنی رخصتوں کے ایام اِس منصوبہ کے ماتحت کام کرنے کے لئے پیش کریں ۔ سکولوں کے بعض طلباء ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی صحت اور عمر کے لحاظ سے اس قابل ہوتے ہیں کہ اِس قسم کی ذمہ داریاں ادا کر سکیں ۔ اُن کو بھی اپنے نام اِس تحریک کے سلسلہ میں پیش کر دینے چاہئیں ۔ بشرطیکہ وہ اپنا خرچ برداشت کر سکتے ہوں ۔"

(خطبہ جمعہ ۔ الفضل ۲۳ رمارچ ۱۹۶۶ء)

وکلاء اور وقفِ عارضی

"بعض ایسے پیشے والے ہیں جن کو ان دنوں چُھٹیاں ہوتی ہیں مثلاً بعض عدالتیں بند ہو جاتی ہیں ، وہاں جو احمدی وکیل وکالت کا کام کرتے ہیں ۔ وہ بھی اپنی زندگی کے چند ایّام اشاعتِ علومِ قرآنی کے لئے وقف کر سکتے ہیں ۔"

(خطبہ جمعہ ۔ ۱۰ راگست ۱۹۶۶ء)

احمدی خواتین اور وقفِ عارضی

"یہ واقفین وفد کی شکل میں دُو افراد پر مشتمل ہوتے ہیں ۔ اس میں احمدی بہنیں بھی حصہ لیتی ہیں ۔ ان کو باہر صرف اِس صُورت میں بھجوایا جاتا ہے جبکہ وہ خاوندوں کے ساتھ یا والد کے ساتھ یا اپنے بھائی کے ساتھ باہر جا سکیں ۔ ورنہ اُن سے اپنے ہی شہر یا قصبہ میں عورتوں کی تربیت وغیرہ کے کام لئے جاتے ہیں ۔ تاکہ بہنیں بہنوں سے خدا کی رضا کی خاطر حُسنِ معاملہ اور پیار کے تعلقات قائم کریں ۔"

(روزنامہ الفضل ۷ رفروری ۱۹۷۷ء)

بفضلہٖ تعالیٰ اِس بابرکت تحریک نے نئی اور پُرانی

جماعتوں اور نئی نسل کی دینی تعلیم و تربیت کے میدان میں بہت نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ پھر جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سنہ ۱۹۸۲ء میں مسجد بشارت اسپین کا افتتاح فرما کر لوٹے ہیں، وقفِ عارضی کی تحریک کی طرف جماعت کو دوبارہ توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر لبیک کہنے والے واقفینِ عارضی سے سپین میں بھی بڑا کام ہوا ہے۔

واقفینِ عارضی کے لئے تفقہ فی الدین کا انتظام کرنا ضروری ہے!

سنہ ۹۰ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو متنبہ فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ نئے افراد کے شامل ہونے کی خوشخبری عطا فرما رہا ہے وہاں اگر ہم ان کی تربیت سے غافل رہیں اور بروقت اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا تو نہ صرف یہ کہ جماعت اور نومبائعین کے لئے خطرہ ہے بلکہ آئندہ بنی نوعِ انسان کے لئے بھی خطرات درپیش ہو سکتے ہیں۔

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی آیت ۱۲۲ — وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے ملتا جلتا اور کئی پہلوؤں سے ذرا مختلف نظام، جماعتِ احمدیہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا تھا جس کا نام وقفِ عارضی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ کچھ عرصہ سے جماعت احمدیہ اس پروگرام سے آنکھیں بند کئے رہی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن کریم کی نصیحت یہ ہے کہ پہلے اُن (واقفینِ عارضی) کو بُلاؤ۔ اُن کی کچھ تربیت کرو۔ پھر اُن کو بھیجو۔ جو ہمارے ہاں وقفِ عارضی کا نظام جاری ہے اس میں جو شخص جس حالت میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہے اسی حالت میں اس کو بھجوا دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں کچھ عملاً دِقتیں بھی ہیں۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ہر جگہ کے واقفین پہلے مرکز میں پہنچ کر تربیت حاصل کریں پھر جا کر کام کریں۔ لیکن بعض جگہ یہ انتظام کیا جا سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا انگلستان ہے یا جرمنی ہے یا ناروے ہے اسی طرح افریقن ممالک ہیں۔ ہندوستان میں آجکل خدا کے فضل سے کثرت سے تبلیغ ہو رہی ہے اور جوق در جوق بعض جگہ لوگ حقیقی اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ ان سب جگہوں میں وقفِ عارضی کے نظام کو دوبارہ زندہ کرنا بے حد ضروری ہے۔ اور جن ذیلی تنظیموں کے سپرد بھی میں نے یہ کام کیا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم دیں، وہ وقفِ عارضی کے نظام کے علاوہ اپنے دائرہ میں مختصر ایسی کلاسز کا انتظام کر سکتے ہیں۔ ایسے تربیتی انتظامات جاری کر سکتے ہیں جن کے نتیجے میں جن لوگوں کو انہوں نے قرآن کریم سکھانا ہے اُن میں سے کچھ لوگ چُن لئے جائیں اور جہاں جہاں ممکن ہے وہاں مختصر پیمانے پر تفقّہ فی الدین سکھانے کا انتظام کرا دینا چاہیئے۔ آڈیو ویڈیو کیسٹس سے بے شک مدد لیں۔ مگر مُربّی ہونا ضروری ہے۔ کوئی تربیت دینے والا آپ کے لئے ضروری ہے کہ اُن کو مہیا کیا جائے۔ اور پھر اس کے تابع اُن کو کچھ سمجھا کر واپس بھیجیں۔ اور اُن کو کہیں کہ یہ تم آگے جاری کر دو —!!

حضور نے تفقہ فی الدین کے حصول کی دُوسری متبادل صُورت یہ بیان فرمائی کہ جو لوگ لمبے عرصے کے لئے اپنے آپ کو وقف نہ کر سکتے ہوں اور تربیت حاصل کرنے کے لئے ان کے پاس اتنا وقت نہ ہو کہ وہ خود آ کر تفقہ کر سکیں تو اس کا ایک متبادل طریق یہ ہے کہ وقفِ عارضی کا شعبہ پُرانے واقفین عارضی کی فائلوں کا مطالعہ کر کے اس سے ایسے اقتباسات الگ کر لے جو نئے واقفین کی تربیت کے لئے مفید ہو سکیں۔ ان فائلوں میں کثرت سے ایسا مواد موجود ہے جس کو پڑھنا ہی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمارے نئے واقفین کو ایک نئی روشنی عطا کرے گا۔

اِس کو ایک بڑی کتاب کی صُورت میں نہیں بلکہ مختلف رسالوں کی صورت میں شائع کریں۔ کوئی نظام سے تعلق رکھنے والا رسالہ ہو کہ آپ نے کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا۔ کچھ جماعتی حالات کے متعلق کہ اس قسم کے حالات آپ کو درپیش ہوں گے۔ آپ کو کیا کرنا چاہیئے۔ پھر ایمان افروز واقعات سے متعلق رسائل ہوں۔ ان کو طبع کروا کر جب کوئی شخص اپنے آپ کو عارضی طور پر وقف کے لئے پیش کرتا ہے تو اس کو تحفۃً ایک پیکٹ بھجوائیں اور اس کو کہیں کہ ان کا مطالعہ کرے خوب اچھی طرح اور اپنے آپ کو جانے کے لئے تیار کرے۔ اس کے علاوہ بہت ہی ضروری ہے کہ جب پتہ چل جائے کہ فلاں شخص واقفِ عارضی ہے تو اسی جگہ سے جہاں تک ممکن ہو سکے اس کے لئے ابتدائی قرآن کریم کا ناظرہ سکھانا اور کچھ حصّے ترجمے کے ساتھ یاد کرانا اور کچھ حصہ عربی گرامر کے ساتھ ترجمہ یاد کرانا، اسے فوراً شروع کروا دینا چاہیئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جہاں ممکن ہے، جہاں آپ کو اساتذہ مہیا ہو سکتے ہیں اور کم سے کم محنت سے زیادہ سے زیادہ بہترین انتظام جاری کیا جا سکتا ہے وہاں آپ یہ نظام جاری کریں۔ خدام اور انصار اور لجنات قرآن کریم سکھانے اور نمازیں سکھانے کے اپنے پروگرام میں اس مضمون کو پیشِ نظر رکھیں۔ اور وہ بھی ایک تربیتی اور تعلیمی نظام جاری کریں جو سارا سال کام کرتا رہے۔ اِس طریق پر جب ہم کام کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ جس کثرت کے ساتھ دُنیا میں اسلام پھیلے گا اسی رفتار کے ساتھ ساتھ اسلام کا روحانی نظام مستحکم ہوتا چلا جائے گا۔ اور جو شخص بھی اسلام میں داخل ہوگا وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کامل طور پر ایک ایسے نظام کا حصّہ بن جائے گا جو اس کو سنبھالنے والا ہوگا۔ اور نئے آنے والوں کو سنبھالنے والا ہوگا یہ نہیں ہوگا کہ کچھ لوگ داخل ہو گئے، رپورٹوں میں ذکر آ گیا، نعرۂ تکبیر بلند ہو گئے اور پھر دو سال چار سال کے بعد نظر ڈال کے دیکھیں تو پتہ چلا کہ وہ سارے علاقے آہستہ آہستہ عدم تربیت کا شکار ہو کر واپس اپنے اپنے مقام پر چلے گئے ہیں۔!!

یہ وہ خطرات ہیں جن کے پیشِ نظر قرآن کریم نے حیرت انگیز طور پر ایسی خوبصورت نصیحت ہمارے سامنے رکھی ہے کہ جس کے اندر ہماری ساری تربیتی ضرورتیں پُوری ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔ پس مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان نصیحتوں پر عمل کرے گی اور بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ استحکام کا پروگرام بھی جاری ہو جائے گا۔

(تلخیص از خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ مئی ۱۹۹۰ء)

اللہ تعالیٰ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو سلسلے کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے مطابق کثرت سے واقفینِ عارضی عطا فرمائے اور مرکز کو بھی اور مقامی جماعتوں کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ ان واقفینِ عارضی کو دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ کر کے اُن سے بہتر استفادہ کر سکیں۔ اِس سلسلے میں عہدیداران اور احبابِ جماعت کے مشوروں کا بھی خیر مقدم کیا جائے گا۔

رُوس کا علاقہ واقفینِ عارضی کا انتظار کر رہا ہے۔!!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء کے خطبہ میں رُوس کے انقلاب اور اس کے بعد عیسائیت کی یلغار پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کو آگاہ فرما دیا ہے کہ اگر بروقت جماعت احمدیہ اس میدان میں نہیں پہنچے گی تو ناقابلِ تلافی نقصان ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ جہاں تک مقابل پر ہر قسم کا لٹریچر تیار کرنے کا تعلق ہے، جہاں تک ہماری موجودہ صلاحیتوں سے کام لے کر ان کے نتیجہ میں مقابل پر منصوبے بنانے کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام جاری ہے۔ لیکن اس وقت ضرورت ہے لام بندی کی۔ اور اسی طرف مَیں کچھ عرصہ سے آپ کو متوجہ کر رہا ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ آج اِس بات کی ضرورت ہے کہ جماعتِ احمدیہ میں دعوت اِلی اللہ کے نظام کو بہت زیادہ سنجیدگی کے ساتھ جاری کیا جائے۔ اور صرف صاحبِ علم لوگ ہی اِس نظام سے منسلک نہ ہوں بلکہ کم علم والے بھی ہر قسم کے احمدی دعوت اِلی اللہ کے کام میں پوری طاقت کے ساتھ اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ شامل ہونے کی کوشش کریں۔ کیونکہ اِس میدان میں ابھی ہمیں بہت ہی کمی محسوس ہوتی ہے۔

حضور حضور نے فرمایا۔ رُوس کے متعلق میں نے اعلان کیا تھا کہ ہمیں ایسے واقفین کی ضرورت ہے جو عارضی طور پر روس میں جا کر اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ ضرورت بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اور روس کے مختلف علاقوں سے آوازیں بلند ہو رہی ہیں کہ ہماری طرف آؤ۔ ہماری طرف آؤ۔ ہماری طرف مستقل آدمی بھیجو۔ ہمیں ایسے معلّم عطا کرو جو بیٹھ کر ہمیں اسلام سکھائیں۔ مگر سرِ دست جماعتِ احمدیہ کے پاس ایسی انفرادی طاقت نہیں ہے کہ ہم اُن کی ضرورتیں پُوری کر سکیں۔ وقف کی جو مَیں نے تحریک کی تھی اس میں اگرچہ مَیں سمجھتا ہوں کہ جماعت میں لبیک کہنے کا جذبہ ضرور ہے لیکن بعض غلط فہمیاں غالباً مانع رہی ہیں۔ ایک غلط فہمی یہ ہے کہ روس میں صرف رُوسی زبان استعمال کی جاتی ہے۔ اور اس وجہ سے وہ لوگ جن کو رُوسی زبان کا ایک لفظ بھی نہیں آتا وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری خواہش تو ہے۔ دل تو چاہتا ہے مگر ہم مجبور ہیں۔ اور اس خدمت میں شامل نہیں ہو سکتے۔ ان کی غلط فہمی دُور کرنے کے لئے مَیں بتاتا ہُوں کہ رُوس میں بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اور خاص طور پر اہلِ مشرق کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ فارسی زبان بعض علاقوں میں بکثرت استعمال ہوتی ہے۔ اور بعض علاقوں میں ترکی زبان بکثرت بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اور بعض ایسے علماء ہیں جو عربی زبان بھی خوب اچھی طرح بولتے اور سمجھتے ہیں۔ پس وہ لوگ جو رُوسی زبان نہیں جانتے اور فارسی جانتے ہیں یا فارسی سے کسی حد تک شُد بُد رکھتے ہیں اُن کے لئے بہت اچھا موقعہ ہے کہ اپنے آپ کو پیش کریں۔ پس رُوسی زبان جاننا کوئی شرط نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اگر ان میں سے بھی کوئی زبان نہ آتی ہو تو اب تک جو مَیں نے جائزہ لیا ہے اس سے مجھے معلوم ہُوا ہے کہ اکثر ریاستوں کے صدر مقامات میں ہر قسم کے مترجمین بہت سستے داموں مل جاتے ہیں۔ مثلاً یہ ازبکستان ہے۔ بخارا اور سمرقند وغیرہ کے علاقے ہیں۔ اُن میں بڑے اچھے اُردو دان بھی موجود ہیں۔ تو اگر پاکستانی دوست۔ یا ہندوستانی یا دُوسرے اُردو دان روس کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں۔ اور اُن علاقوں میں جائیں جن کا مَیں ذکر کر رہا ہُوں تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کچھ عرصہ بعد وہ خود بھی اُن کی زبان سیکھنے کے اہل ہو جائیں گے۔ تو ہمیں اِس وقت کثرت کے ساتھ لام بندی کی ضرورت ہے۔ اور بہت احمدیوں کی ضرورت ہے جو نئے علاقوں میں جہاں اِسلام کی طرف توجّہ پیدا ہو رہی ہے کثرت سے پہنچیں۔ وہاں چھوٹے چھوٹے مکاتب لگائیں۔ وہاں ان کو نمازیں پڑھنی سکھائیں۔ دُعائیں کرنی سکھائیں۔ اور درس جاری کریں۔ جس طرح گزشتہ زمانوں میں اولیاء اللہ نے تبلیغ کے کام کئے تھے

(باقی دیکھئے صفحہ ۲۷ پر)

اِس بار یہاں جلسہ بڑی شان سے ہوگا
جذبوں سے، نئی قوّتِ ایمان سے ہوگا

سَو سال ہیں مہدیؑ کی صداقت پہ جو شاہد
اِس بات کا اظہار نئی شان سے ہوگا

اُس ارض پہ جب پہنچے گا مہدیؑ کا خلیفہ
پھر جشن یہاں بندۂ رحمٰن سے ہوگا

ہر لمحہ یہاں عید کا گزرے گا دِلوں پر
اِک لُطف یہاں مجلسِ عرفان سے ہوگا

درویشوں کے پھر بھاگ یہاں جاگ اُٹھیں گے
دیدار انہیں آقا کا جب شان سے ہوگا

مدّت سے جو بچھڑے ہیں وہ آقا سے ملیں گے
یہ وصل مِرے مولیٰ کے اِحسان سے ہوگا

ہر آن یہاں موقعہ دُعاؤں کا مِلے گا!
پھر عہدِ وفا بندوں کا سُبحان سے ہوگا

مومن کو خدا جلسۂ صد سالہ دِکھا دے
یہ کام مِرا تیرے ہی عرفان سے ہوگا

خاکسار: خواجہ عبد المومن - اوسلو - ناروے

گُم گشتگانِ راہ کو منزل دِکھائیں گے!
حمد و ثنا کے گیت ہم گاتے ہی جائیں گے

کشتی جو آج بیچ بھنور کے ہے جا گھری!
طوفان سے نکال کے ساحل پہ لائیں گے

ہر لہر سے لڑیں گے ہم پرواہ نہیں ہمیں
میدانِ کارزار میں جرأت دِکھائیں گے

دُشمن مَلے گا اب کفِ افسوس بس یُونہی
ہم ہر گھڑی جہان میں بڑھتے ہی جائیں گے

ثابت قدم رہیں گے ہر اِک اِبتلا میں، ہم
ہر حال میں ہی عزمِ مصمّم دکھائیں گے

پروا نہیں یہ جان ہے جاں آفرین کی
ہنس ہنس کے اُس کی راہ میں اِس کو لُٹائیں گے

سَو سال تک جو ہم پہ ہُوئے ظُلم اور ستم
خوشیاں مِلیں گی اِس قدر غم بھُول جائیں گے

خلقِ خدا کی راہ نُمائی میں ہی خلیق
کرتے ہیں عہد، اپنے قدم ہم اُٹھائیں گے

خاکسار:- خلیق بن فائق گورداسپوری

منائیں جشنِ صد سالہ، کریں شُکرِ خداوندی
کھِلا رنگِ مسیحائی، ہُوئی دُشمن کی رُسوائی
ہُوئے فرعون[1] کے ٹکڑے، اِدھر وہ آملے بچھڑے
مِٹا دو کلمۂ توحید، جب دیکھو۔ جہاں دیکھو
مقدّر جاگ اُٹھے اپنے جو آئے حضرتِ طاہر
کبھی ظُلمت چھَٹے گی تو، کبھی تو روشنی ہو گی!
کبھی تو ٹوٹ جائیں گی اسیروں کی یہ زنجیریں
محبّت کو جگا دیں گے، ہم ہر نفرت مِٹا دیں[3] گے
دہر سے ظُلم مِٹ جائے، زمانہ امن کا آئے
یہ ہے لطفِ نگاہِ یار، گُلشن میں بہار آئی
اُسی یارِ ازل نے ہے دِلوں کو آج گرمایا

خوشی سے پھر گلے مِل لیں، ہوں محوِ ذکرِ رحمانی
مِلی مظلوم کو پھر نصُرتِ حق کی فراوانی
یونہی ظاہر ہُوا کرتا ہے ہر اعجازِ ربّانی
گِرا دو مسجدیں، بس ہے یہی کارِ مُسلمانی
عجب مسحُور کُن دیکھی سدا ان کی زباں دانی
کبھی ظلمت کدے بن جائیں گے درگاہِ[2] نُورانی
کبھی تو رنگ لائے گی شہیدوں کی یہ قربانی
جب آئے گا ہمارا اِس زمیں پر دورِ سُلطانی
کچھ اِس انداز سے مل کے ہِلا دو عرشِ یزدانی
اُسی کے حُسن کی کرتا ہے ہر پتّا ثنا خوانی
اُسی ماہِ درخشاں سے مِلی رُوحوں کو تابانی

بہت ہی ہو چکا رُسوا یہ سادہ دِل تِرا بندہ
یہ اِک پُتلا خطاؤں کا، تُو شاہِ عرشِ سُبحانی

خاکسار:- فضل الٰہی انوری
(فرانکفورٹ)

[1] فرعونِ ثانی مراد ہے۔ [2] تطلع الشّمسُ من المغرب۔ [3] محبّت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں۔

جلسہ سالانہ جماعتِ احمدیہ
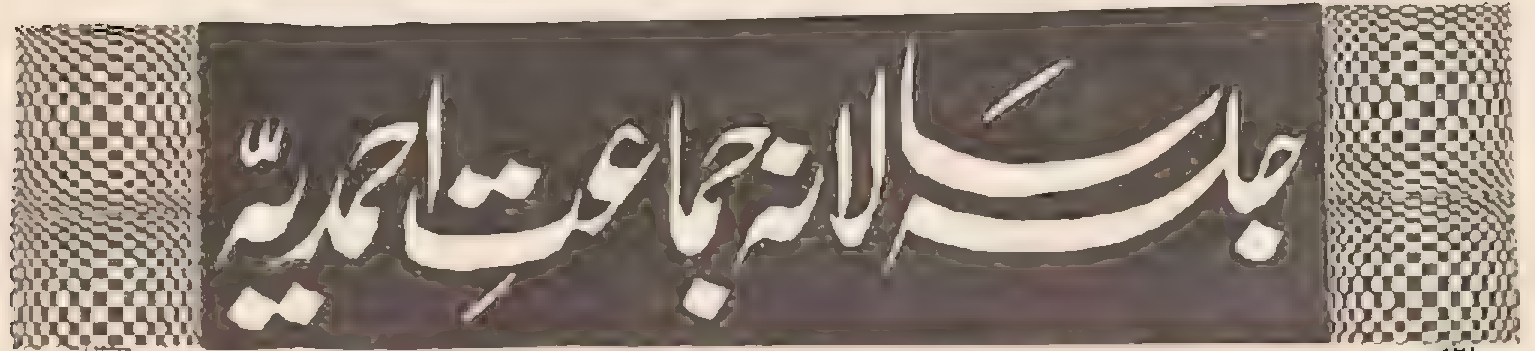
غیر از جماعت سنجیدہ مزاج اہلِ دانش کی نظر میں

مرتّبہ :- مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور۔ ناظمِ وقفِ جدید قادیان

جماعتِ احمدیہ کا جلسہ سالانہ اپنی غیر معمولی دینی و رُوحانی، علمی و ثقافتی اور تمدّنی و معاشرتی برکات و فیوض کے باعث شروع ہی سے ایک ایسی نمایاں اور امتیازی شان کا حامل رہا ہے جس کا غیر از جماعت سنجیدہ مزاج اہلِ دانش بھی برملا اعتراف کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ کے مصداق دانشورانِ قوم کے یہ حقیقت افروز اعترافات بھی فی ذاتہٖ جماعتِ احمدیہ کی صداقت و حقّانیت کی ناقابلِ تردید دلیل ہے۔ بدر کے صدسالہ جلسہ سالانہ نمبر کی مناسبت سے ایسے ہی دو حقیقت افروز تبصرے ہدیۂ قارئین ہیں :-

(۱) "ایک باعمل جماعت"

جالندھر سے شائع ہونے والے پندرہ روزہ اُردو اخبار "بھیم پتریکا" کے فاضل ایڈیٹر جناب لاہوری رام بالی، جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء کے موقع پر قادیان تشریف لائے واپسی پر آپ نے اپنے مؤقر جریدہ میں عنوانِ بالا کے تحت جماعتِ احمدیہ اور اس کے جلسہ سالانہ کے بارہ میں درجِ ذیل حقیقت افروز تأثرات کا اظہار فرمایا :-

"مُلک کی تقسیم سے پہلے ہمارے شہر میں مسلمان تو کافی تھے مگر ان میں ایک احمدی بھی تھے۔ اپنی چند خوبیوں کی بدولت سارے ہی شہر میں مشہور تھے۔ وہ ہمارے پڑوسی بھی تھے۔ اِس ناطے میں اکثر ان کے پاس اُردو اخبار پڑھنے جایا کرتا تھا۔ اس وقت طالب علمی کے دِن تھے۔ کافی سوجھ بوجھ تھی نہ گہرا مطالعہ تھا۔ لیکن پھر بھی جلسے جلوسوں میں شرکت کرنے کا شوق تھا۔ لیکچر سُننے سُنانے کی دُھن تھی۔ گہرا مطالعہ کرنے کو بھی دل چاہتا تھا۔ دوسرے لوگ نفرت، چھُوا چھوت کا برتاؤ کرتے تھے مگر یہی مسلمان اپنے پاس بٹھاتا تھا۔ پڑھنے لکھنے میں مدد دیتا تھا۔ اُس سے اُنس ہونا ایک قدرتی بات تھی۔

مُلک تقسیم ہوگیا۔ ہم بچھڑ گئے۔ لیکن اپنے اس دوست جو احمدیت کا ایک نمونہ تھا، کے خط وخال، اس کا مدلّل اور پُر سلیقہ طرزِ بحث، اس کی گہری علمیت اور بنی نوعِ انسان کی خدمت کا جذبہ ـــ یہ سب کچھ مجھے اب بھی یاد ہے ـــ تبھی سے میں "لائی لگ مومن نالوں کھوجی افسر چنگا" کے "سدھانت" کا قائل ہوگیا۔

اُس وقت احمدی تحریک کے متعلق میری واقفیت اگر تھی تو برائے نام ـــ حالات نے زندگی کا رُخ بدل دیا۔ عملی طور پر پبلک زندگی میں آنے کا موقعہ ملا ـــ میرے ایک دوست محمد لطیف صاحب کئی برسوں سے مجھے قادیان جانے کی تلقین کرتے آرہے تھے۔ میری اپنی بھی وہاں جانے کی دِلی خواہش تھی۔ سو اِس مرتبہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۶۲ء کو مجھے بھی احمدی جماعت کی سالانہ کانفرنس میں جو قادیان (ضلع گورداسپور) میں منعقد ہوئی شرکت کا موقعہ مِلا۔ ایک دیرینہ خواہش پُوری ہوگئی!

مولانا ابوالعطاء صاحب، مولانا سمیع اللہ صاحب، مولانا بشیر احمد صاحب اور مولانا شریف احمد صاحب امینی کی تقاریر جو اُس دن کے پروگرام میں شامل تھیں سُنیں۔ چونکہ میری واقفیت اب بھی سرسری ہے اِس لئے احمدی جماعت کے متعلق فی الحال کچھ مفصّل طور پر لکھنا میرے لئے مناسب نہ ہوگا۔ لیکن پھر بھی سالانہ کانفرنس میں شامل ہونے کے بعد اپنے مشاہدے کی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام کا پرچار جتنے ٹھوس عمدہ اور مدلّل ڈھنگ سے احمدی لوگ کرتے ہیں شاید ہی کوئی کرتا ہو یا کرسکتا ہو۔ کم از کم میری نظر سے تو اُن کے برابر کوئی جماعت یا فردِ واحد نہیں گزرا۔ سچ مچ یہ لوگ تلواروں کے سایہ میں اسلام کا پرچار کر رہے ہیں۔ ہندوستان تو کیا پاکستان میں بھی کیا کم مظالم ڈھائے گئے ہیں؟ ظلم و ستم برداشت کرنے کے باوجُود کیا مجال کہ تبلیغ کے کام میں سُستی آئے یا ان کے قدموں میں لغزش پیدا ہو! میں تو یہ کہے بنا نہیں رہ سکتا کہ اگر کسی نے دھرم پرچار کا ڈھنگ سیکھنا ہو تو احمدیوں سے سیکھے۔ کتنا اِتّحاد ہے اُن میں کتنی منظم ہے یہ باعمل جماعت!!!

مولانا شریف احمد صاحب امینی نے "قومی یکجہتی اور اس کے قیام کے ذرائع" کے عنوان پر ایک معرکہ انگیز اور پُرسوز تقریر کی۔ میں اس سے بے حد متاثر ہُوا۔ مولانا موصوف نے اپنی تقریر میں یکجہتی قائم کرنے کے لئے دس نکات پر مشتمل پروگرام پیش کیا۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں :-

۱۔ ہندوستان میں بسنے والے افراد کو بِلا لحاظ مذہب و ملّت وفادار شہری سمجھا جائے۔

۲۔ مذہبی آزادی میں مداخلت نہ کی جائے۔

۳۔ ایک مذہب کے ماننے والے دُوسرے مذاہب کے پیشواؤں اور بانیوں کا احترام کریں۔

۴۔ صحیح یا غلط پُرانے واقعات کو دُہرا کر فتنہ و فساد بپا کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

۵۔ ہر ایک مذہب والے اپنے مذہب کی صرف خوبیاں ہی بیان کریں۔ دُوسرے مذہب یا مذہبی راہنماؤں پر کیچڑ نہ اُچھالیں۔

اگر ان تجاویز پر ایمانداری سے عمل کیا جائے تو صحیح معنوں میں یکجہتی کیوں نہ قائم ہو؟ ضرور ہوسکتی ہے ـ!

سالانہ کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے مجھے پاکستان میں احمدی جماعت کے مرکز۔ ربوہ بھی جانا تھا۔ مگر ابھی تک پاسپورٹ ہی نہیں مِلا۔ کانفرنس کب کی ختم ہو چکی ہے۔ لیکن پاسپورٹ کے کاغذات شاید کسی کلرک بادشاہ یا تھانیدار کی میز پر چکّر کاٹ رہے ہیں۔ ایک نہ ایک دِن ربوہ جانے کی خواہش بھی ضرور پُوری ہو ہی جائے گی۔ فرصت ملی تو احمدی جماعت کے متعلق پھر کبھی لکھوں گا۔ ابھی تو میں اس کا مطالعہ ہی کر رہا ہُوں......

......"

(پندرہ روزہ "بھیم پتریکا" جالندھر ۵ر جنوری ۱۹۶۳ء بحوالہ ہفت روزہ بدر قادیان ۱۷ر جنوری ۱۹۶۳ء)

(۲) "احمدیوں کا اجتماع"

ہفت روزہ "اقدام" لاہور کے وقائع نگار جناب فیاض احمد جاوید نے جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۵۲ء کی مکمل کارروائی کو بچشمِ خود مشاہدہ کرنے کے بعد اس سے متعلق درجِ ذیل بسیط نوٹ قلمبند فرمایا :-

"چنیوٹ سے چھ میل کے فاصلے پر چناب کے کنارے کالے کالے مُہیب پہاڑوں کے درمیان صاف سُتھرے مکانوں کی ایک نئی بستی آباد ہورہی ہے۔ یہ بستی جماعتِ احمدیہ پاکستان کا مرکز ہے اور "ربوہ" کے نام سے مشہُور ہے۔ ہرچند کہ بستی تعمیر کے ابتدائی مراحل میں سے گُزر رہی ہے پھر بھی اس درجہ اہمیت حاصل کرچکی ہے کہ اس کا اپنا ریلوے اسٹیشن۔ لاریوں کا اڈہ۔ پوسٹ آفس۔ پبلک کال آفس اور تار گھر بھی معرضِ وجود میں آچکا ہے۔ ہر سال دسمبر کے آخر میں یہاں جماعتِ احمدیہ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوتا ہے۔

پاکستان کے کونے کونے سے احمدی یہاں کھچے چلے آتے ہیں۔ اور وہ چہل پہل ہوتی ہے کہ اِس خاموش بستی کے ذرّے ذرّے میں زندگی کی لہر دَوڑ جاتی ہے۔ اور کثرتِ ازدحام سے گرد و غبار کے بادل اُٹھ اُٹھ کر دُور دراز سے گزرنے والے راہگیروں کو اپنی طرف متوجّہ کئے بغیر نہیں رہتے۔

اِس مرتبہ جہاں ہزاروں احمدی عقیدۃً ربوہ میں آجمع ہوئے تھے وہاں مجھ جیسا سیدھا سادہ مسلمان بھی جا براجمان ہُوا۔ میرا خیال تھا کہ انتہائی شدید مخالفت کے باعث اب اس جماعت کے حوصلے پست ہوچکے ہوں گے۔ اور اِس مرتبہ جلسہ پر وہ رونق نہیں ہوگی جو ہمیشہ سننے میں آتی ہے۔ لیکن مجمع دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب میں وہاں پہنچا تو جماعت کے امام مرزا بشیر الدین محمود احمد جلسہ کا افتتاح کرنے کے لئے جلسہ گاہ میں پہنچ چکے تھے۔ اور اپنی تقریر کے ابتدائی فقرے زبان سے ادا فرما رہے تھے۔ جلسہ گاہ ہر قسم کے شان و شکوہ سے بالکل عاری تھی۔ ایک معمولی سی حدبندی کے وسیع احاطہ میں خوش پوش ہزاروں کی تعداد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بیٹھنے کے لئے دریوں تک کا انتظام نہ تھا۔ مٹی پر مٹی رنگ کی پرالی پھیلی ہوئی تھی۔ جس پر مرزا صاحب کے ہزاروں مرید بے تکلّف بیٹھے ہمہ تن گوش بنے جلسہ سُن رہے تھے۔

البتہ اسٹیج پر جو جلسہ گاہ کی مناسبت سے اچھا خاصہ وسیع تھا، دریاں بچھی ہوئی تھیں۔ اسٹیج اور پبلک کے درمیان آجکل کے "فیشن" کے مطابق کافی فاصلہ تھا جو غالباً حفاظت کے پیشِ نظر چھوڑا گیا تھا۔

مرزا صاحب نے آتے ہی کہا :-

"یہ فاصلہ غیر ضروری طور پر زیادہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایک حد تک حفاظت بھی ضروری ہے لیکن اصل محافظ خدا تعالےٰ ہے۔ حفاظت کے ظاہری سامانوں پر اس درجہ بھروسہ کرنا خدائی حفاظت کے احساس پر گراں گزرتا ہے۔ اس لئے اس فاصلہ کو ختم کیا جائے۔ اور اگر دوسرے روز جلسہ شروع ہونے سے قبل اس فاصلہ کو پاٹا نہ گیا تو میں تقریر نہیں کروں گا۔"

بس پھر کیا تھا مُریدانِ باصفا اس جرأت مندانہ اعلان پر جھوم ہی تو اُٹھے۔ اور چاروں طرف سے "امیر المومنین زندہ باد" کے نعرے بلند ہونے لگے۔ وہ تو مُرید تھے اس لئے ان کا جھومنا لازمی تھا۔ لیکن مرزا صاحب نے کچھ اس دلیری سے اعلان کیا کہ میں بھی متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ مرزا صاحب تو دعا کے ساتھ جلسہ کا اِفتتاح کر کے واپس چلے گئے۔ لیکن مجمع اپنی جگہ بیٹھا مبلغینِ اسلام کی تقریریں سُنتا اور سر دُھنتا رہا۔

اس روز تو بازاروں کی چہل پہل اور لوگوں کی بِھیڑ بھاڑ دیکھ کر میں لائلپور واپس چلا آیا۔ دوسرے روز مرزا صاحب کی تقریر سے قبل میں پھر وہاں جا پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ واقعی سٹیج اور سامعین کا درمیانی فاصلہ غائب تھا۔ اور لوگ قریب قریب سٹیج سے لگ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ مرزا صاحب نے ساڑھے چار گھنٹے کی تقریر میں جماعتی تنظیم کے علاوہ مُلکی اور عالمی سیاست کے ہر اہم مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ اور بالخصوص احمدیت کے سر پھرے مخالفین کی طرف سے جو اعتراضات کئے یا بقول مرزا صاحب (پر - ناقل) جھُوٹے الزامات لگائے جاتے ہیں ان کے انہوں نے وہ بخئے اُدھیڑے کہ مجمع پر کیفیت کا عالم طاری ہو گیا۔ اور سامعین کے چہروں پر ایسی بشاشت نظر آنے لگی گویا مخالفتوں کے شور اور مشکلات کے پہاڑ اُٹھانے ان کے لئے اب پہلے سے بھی زیادہ آسان ہو گئے ہیں۔ پھر بھی اپنی تقریر کو دلچسپ بنانے کے لئے مرزا صاحب نے ساتھ کے ساتھ نہایت باموقعہ چٹ پٹے لطیفے بیان کئے کہ مجمع میں "اللہ اکبر" کے بلند نعروں کے علاوہ گاہے گاہے مسکراہٹ اور ہلکی ہنسی کی خوش آئند آوازیں بھی گونجتی رہیں۔ اس تقریر کے بعد یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایثار و وفا کے یہ پُتلے اب پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو گئے ہیں۔ اور یہ کہ اُن میں ایک نئی رُوح پھُونک دی گئی ہے۔

میں جس قدر بھی مجمع کی کیفیت کا مطالعہ کرتا تھا اسی قدر میرا یہ احساس بڑھتا جا رہا تھا کہ مولویوں کی مخالفت نے انہیں زیادہ راسخ عقیدہ بنا دیا ہے۔ یہ اپنے ارادوں میں اور زیادہ پختہ ہو گئے ہیں۔ اور اُن کے حوصلے نہ صرف بڑھے ہیں بلکہ بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔

یہ نظارہ دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ ہمارے بعض علماء جذباتی نعرے لگا کر اور کانفرنسیں منعقد کر کے اِس قلیل سی جماعت کے لئے اور زیادہ متحد و منظم ہونے کے مواقع بہم پہنچا رہے ہیں۔

"میرے دِل نے کہا۔ اے کاش ہمارے علماء جذباتی نعرے لگانے اور کانفرنسوں سے ہمارا لہو گرمانے کی بجائے ٹھوس بنیادوں پر اس جماعت کا مقابلہ کریں۔ لیکن ٹھوس بنیادوں پر مقابلہ خالہ جی کا گھر نہیں۔ اس کے لئے منفی قسم کی جدوجہد کی بجائے خاص مثبت نوعیت کے عمل کی ضرورت ہے۔"

یعنی جو کام احمدی لوگ سرانجام دے رہے ہیں اُسے ہم اور ہمارے مولوی صاحبان سرانجام دے رہے ہوں۔ ان کا ایک مشن قائم ہے تو اس کے مقابلے میں ہمارے دس مشن ہونے چاہئیں جو اُن کے تبلیغی کاروبار کو تہس نہس کر کے رکھ دیں۔ لیکن اس کے لئے روپے سے زیادہ عزم و استقلال اور جذبۂ قُربانی کی ضرورت ہے۔ اور وہ ہم میں مفقود ہے۔ چندے کی اپیلیں بہت ہیں اور کام کی سبیل کوئی نہیں۔ نعرے جتنے چاہو لگوالو۔ لیکن عمل کے نام پر میدان صاف ہے۔ اِس قِسم کا غلط جوش دِکھانے میں ہر وقت شیر ہیں کہ جو احمدیوں کو زیادہ تقویت پہنچانے کا باعث ہو۔ اور کھاد کا کام دے کر انہیں ترقی کے امکانات سے اَور زیادہ ہم کنار کر دے

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

کیا ہمارے لئے یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم تبلیغ و اشاعت کا ایک وسیع منصُوبہ تیار کریں اور اسے جامۂ عمل پہنا کر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں جس پر احمدیوں نے ہماری غفلت سے فائدہ اُٹھا کر اپنا اجارہ قائم کر رکھا ہے۔

کیا کوئی اللہ کا بندہ ہمیں اِس بے محابا قسم کے جوش سے نجات دلا کر عمل و کردار کے مثبت تقاضوں سے آگاہ کرنے کا بِیڑہ اُٹھانے کے لئے تیار ہے؟ اگر واقعی اس دِل گُردے اور قربانی و ایثار کے مجسّمے ہم میں موجود ہیں (اور کوئی وجہ نہیں کہ موجود نہ ہوں) تو پھر حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ میدانِ عمل میں احمدیت کو ناکام بنانا ہمارے لئے محض آسان ہی نہیں بلکہ انتہائی سہل ہے۔ ہمارے بعض مولویوں کی اندھی مخالفت اور لہو گرمانے کے موجودہ طریقے آج کل متمدن دنیا میں مؤثر ثابت نہیں۔ ہاں احمدیوں کے لئے مہمیز کا کام ضرور دے سکتے ہیں کہ وہ اَور زیادہ متحد و منظم ہو جائیں۔"

(ہفت روزہ "اقدام" لاہور ۵ر جنوری ۱۹۵۳ء۔ بحوالہ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸ر جنوری ۱۹۵۳ء)

جلسہ سالانہ کی تاریخ اور تدریجی ترقی — بقیہ صفحہ (۱۵)

آوازے نہیں کسنا، جو راستے مقرر ہیں ان پر چلنا ہے۔ نظریں نیچی رکھنا ہے۔ زبانوں سے شہد ٹپکانا ہے۔ چہروں سے غصّہ ظاہر نہیں کرنا۔ خدا کے حضور میں ہر وقت عاجزی سے جُھکے رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل توکّل کا سبق سیکھنا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ علیہ السّلام نے جماعت سے جو توقّعات وابستہ کی ہیں اُن کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔"

(الفضل ۱۵ر دسمبر ۱۹۷۹ء)

(۷)۔ عمدہ موقعِ تبلیغ

جلسہ سالانہ کے بہت سے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس موقع پر کثرت سے غیر مُسلم اور غیر از جماعت افراد تشریف لاتے ہیں — چنانچہ اس موقع پر اُن کو اپنے عمدہ اخلاق اور دلائلِ بیّنہ سے تبلیغ کرنے کا موقع ملتا ہے اور بفضلہٖ تعالےٰ اُن میں سے اکثر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو کر واپس جاتے ہیں۔

(۸)۔ جذبۂ مہمان نوازی اور خدمتِ خلق

مقیم حضرات جو جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے میزبان کے فرائض سرانجام دیتے ہیں انہیں اپنے جذبۂ مہمان نوازی اور خدمتِ خلق کو پیش کرنے اور جذبۂ ایثار کو دکھانے کا موقع ملتا ہے۔ اور اِس طرح قومی اخلاق ترقی پذیر ہوتے ہیں۔

حکومتِ پاکستان کی بدقسمتی

اِس وقت جہاں تمام دُنیا میں ممالک کی سطح پر سالانہ جلسوں کا انعقاد شروع ہو چکا ہے اور دُنیا ایسے جلسوں سے عظیم الشان رُوحانی فوائد حاصل کر رہی ہے، حکومتِ پاکستان نے ۱۹۸۴ء سے ربوہ میں ہونے والے مرکزی جلسہ سالانہ پر پابندی لگا رکھی ہے۔ حالانکہ یہ جلسے رُوحانی ہونے کے علاوہ اقوامِ عالم کو اتفاق اتحاد اور امن و بھائی چارے کا درس بھی دیتے ہیں۔ اس طرح حکومتِ پاکستان جہاں انسانی حقوق کی پامالی کر رہی ہے وہاں امن و اتحاد کے راستوں کا گلا بھی گھونٹ رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان کی گلی گلی جہاں امن کی پیاسی ہے وہاں شہزادۂ امن کی متلاشی بھی ہے۔

پس مبارک ہو احمدیت کے پروانوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے بابرکت اِرشاد کی روشنی میں اِس مبارک صد سالہ جلسہ سالانہ میں موجود ہیں۔ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست

اللہ تعالےٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی دُعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین ٭

تحریکِ وقفِ عارضی کی ضرورت و اہمیّت — بقیہ صفحہ (۲۴)

اس رنگ میں جا کر انہی اداؤں کے ساتھ دوبارہ ان قوموں میں تبلیغِ اسلام کریں۔ مُسلمان علاقوں میں اس لئے خصوصیت سے تبلیغ کی ضرورت ہے کہ ان میں سے اکثریت ایسی ہے جو خدا کی ہستی سے ہی غافل ہو چکی ہے۔ اور اپنے آپ کو مُسلمان کہتے بھی ہیں۔ تب بھی خدا کا تصور نہیں ہے۔ اور اسلام کو ایک قوم اور NATION کے طور پر لے رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا، اس عمومی تحریک کے بعد کہ ہمیں آج U.S.S.R. کے علاقوں میں بکثرت واقفینِ زندگی کی ضرورت ہے جو عارضی طور پر اپنے آپ کو پیش کریں۔ جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے بالعموم روس میں تھوڑے روپے میں گزارہ ہو سکتا ہے۔ اگر انسان ہوٹلوں میں گزارہ نہ کرے۔ آج کل ایسا ماحول بن چکا ہے کہ درویش صفت لوگ جا کر مسجدوں میں ڈیرے لگا سکتے ہیں۔ اور کوئی روک نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ نظامِ جماعت سے رابطہ کر کے ہدایات لے کر سفر شروع کریں تو انشاء اللہ تعالےٰ ہم اُن کو بہت سے ایسے روابط مہیا کر سکتے ہیں جن کے نتیجہ میں اُن کی دیکھ بھال کرنے والا، ان کا خیال رکھنے والا، ان کو مشورہ دینے والا، ان کا خرچ بچانے والا کوئی نہ کوئی سلطانِ نصیر اُن کو مہیا ہو جائے گا۔

اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ ہندوستان کے احمدی احباب کو حضور انور ایدہُ اللہ تعالےٰ کی اِس بابرکت تحریک میں حصّہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن

ہمارے مخالفوں پر غلبہ کا روشن نشان

جلسہ سالانہ

از
مکرم سید رشید احمد صاحب سونگھڑوی حال مقیم جمشید پور

خلیفۂ رسول مقبول حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
نے فرمایا،
"(عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قال) اذا قَامَ قَائِمُ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وَسلَّم جمع اللّٰہُ لَہٗ اَھلَ المشرق وَ اھل المغرب فَیَجْتَمِعُوْن کَمَا یَجتمع قزع الخریف" (ینابیع المودۃ الجز الثالث صنہ ۹)

یعنی جب قائم آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منصب پر کھڑا ہوگا تو جس طرح موسم خریف میں بادل آتے ہیں اُسی طرح اللہ تعالیٰ اس کے لئے اہل مشرق و مغرب کو جمع کر دیگا۔ حضرت علامہ باقر مجلسیؒ (متوفی سنہ ۱۱۱۱ھ) نے بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۹ میں لکھا ہے کہ ظہورِ مہدی موعود کے وقت آلِ محمد یعنی حقیقی مسلمان سُرمہ سے بھی زیادہ کمزور اور بے حقیقت نظر آئیں گے۔ مگر بالآخر مشارق و مغارب پر چھا جائیں گے۔

مشرق و مغرب کا یہی وہ موعود اجتماع ہے جس کی بنیادی اینٹ ۲۷ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کے (ایک روزہ) سالانہ جلسہ قادیان میں رکھی گئی جس میں صرف ۷۵ عشاقِ احمدیت جمع ہوئے مگر اب خُدا تعالیٰ کی نصرتوں کا کیسا بے مثال نظارہ ہمارے سامنے آگیا ہے کہ ؎

دیکھو خُدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

جلسہ سالانہ جس کی بنیادی اینٹ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے رکھی تھی اور جس میں قومیں آ ملنے کی تقدیر تھی۔ اُس پر اب (سنہ ۱۹۹۱ء) ایک سو بہاریں گزر چکی ہیں۔ اب پیچھے ایک سو سالہ دور کو تدبیر و تنقید کے دریچوں سے جھانکیں تو اس سے مزید کئی نشان نمایاں طور پر نظر آئیں گے۔

جماعتِ احمدیہ کے حاسدوں نے جہاں کئی قسم کے غیر شرعی فتوے، الزامات، اور بہتانات، اس کے خلاف لگائے ہیں۔ ان میں جماعت کے شعائر میں سے جلسہ سالانہ کو بھی نہیں چھوڑا مگر یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ سو سالہ دور کے اندر مخالفت کے حیلوں میں تبدیلیاں بھی کیں اور ایسی ایسی تبدیلیاں کیں کہ اُن کا ایک حیلہ دوسرے حیلہ کا مخالف بھی ہو گیا۔ مقصد تو اُن کا یہی تھا کہ جلسہ سالانہ کو کسی طرح ناکام کر دیا جائے مگر ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ انعقادِ جلسہ سالانہ کے موقف کو اختیار کرتے ہوئے حضرت بانیٔ جماعتؑ نے ہر وقت خدا لگتی باتیں کہیں خُدا تعالیٰ کے اذن کا ذکر کیا۔ حاسدین کی شکست کی خبر اور اپنی فتح کی بشارت بھی دی جبکہ جماعت کے انعقاد کے موقف میں خدا لگتی باتوں کا شائبہ تک نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جلسہ سالانہ کی مخالفت کرتے ہوئے کئی پینترے بدلے یہاں تک کہ ایک پینترا دوسرے کے مخالف بھی ہوتا تھا۔

سب سے پہلے لاہور کی چینیاں والی مسجد کے امام مولوی رحیم بخش صاحب نے جلسہ سالانہ کے خلاف علماء سے فتویٰ حاصل کیا کہ اس طرح جلسہ کرنا اور اس میں شرکت کے لئے سفر کرنا بدعت ہے ۱۸۹۲ء کے اس واقعہ کے وقت خود حضرت اقدسؑ نے اس کا معقول و مدلل جواب دے دیا (ملاحظہ ہو آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ب) چونکہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کے خلاف چلنے والا یہ فتویٰ بے اثر ہونا تھا بے اثر ہو گیا۔ اور خدا تعالیٰ کے فرشتے تحریک کر کر کے لوگوں کو لاتے رہے یہاں تک کہ کثرت اژدہام کی وجہ سے راستوں میں گڑھے پڑ گئے اور ہر اگلے جلسے میں تائید و نصرت کے جلوے پچھلے جلسے سے روشن تر ہوتے گئے۔ معلوم نہیں کہ مولوی رحیم بخش صاحب اور ان کے مفتیان کا کیا حشر ہوا ؎

(اے لاہور کے اس مولوی نے جلسہ سالانہ کے لئے قادیان کے سفر کو بدعت قرار دے کر ناجائز قرار دیا تھا مگر تقدیرِ الٰہی نے جلسہ سالانہ کو اسی کے شہر لاہور میں ۱۹۴۷ء اور ۱۹۴۸ء میں منعقد کرا کے ان مفتیان کے لئے ایک چیلنج بنا دیا معلوم نہیں وہ مولوی صاحب یا ان کے اخلاف کا پھر کیا ردّ عمل ہوا ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے)

استعمال فتویٰ کے حربہ و حیلہ کے بعد ایک دوسرا حیلہ استعمال کرنے والے مولوی محمد حسین بٹالوی تھے حُسنِ اتفاق سے قادیان ایک دور افتادہ گاؤں تھا اور ان کا مقام ایک ایسے شہر بٹالہ میں تھا کہ قادیان کے اس شہر سے گذر کر ہزار دھکے کھا کر جانا ہوتا تھا اور یہ بے چارے مولوی جو اہل حدیث فرقہ کے سرغنہ تھے، احمدیت کے اول المکفرین تھے، نذیر حسین دہلوی کے شاگرد خاص اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے استاد تھے۔ اس بات کے دعویدار تھے کہ میں ہی مرزا کو اٹھایا ہوں اور میں ہی اس کو گراؤں گا۔ یہ مولوی صاحب خود چل کر بٹالہ سٹیشن اور بس اڈہ پر پہنچتے اور قادیان کو جانے والوں کو ہر جائز و ناجائز طریقے سے روکتے۔ مگر اور تو اور حضرت اقدسؑ کا ایک معمولی ان پڑھ خادم پیرا پہاڑیا یہ کہہ کر جواب دے گیا کہ مولوی صاحب اس طرح روکنے کے لئے آپ کی کئی جوتیاں گھس گئی ہوں گی مگر لوگ پھر بھی دھکے کھا کھا کر مرزا صاحب کے پاس پہنچ رہے ہیں اور رونق بڑھا رہے ہیں ؎

(سے۔ حضرت اقدسؑ نے مولوی بٹالوی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا ؎

"ھُمْ یَذْکُرُوْنَکَ لَاعِنِیْنَ وَذِکْرُنَا
فِی الصَّالِحَاتِ یُعَدُّ بَعْدَ فَنَاءٖ
(انجام آتھم صفحہ ۲۷۲)

کہ آئندہ لوگ تجھے لعنت سے یاد کریں گے اور ہمارا ذکر مرنے کے بعد بھی صالحات میں شمار ہوگا

فاعتبروا یا اُولی الابصار)

بہر حال جلسہ سالانہ کو ناکام کرنے کے لئے مندرجہ بالا دو حیلوں (یعنی فتویٰ کے ذریعہ اور ہاتھوں سے روکنے کے ذریعہ) کو بے اثر دیکھ کر ایک تیسرا حیلہ بھی استعمال کیا گیا۔ یعنی نظریاتی موقف کو مدنظر رکھ کر بہتان تراشی کی گئی۔ اور اس تنقید کا پس منظر اور پیش منظر بہت دلچسپ اور عجیب ہے۔ چنانچہ اسے سمجھنے کے لئے جلسہ سالانہ کی غرض و غایت کو حضرت بانیٔ سلسلہ کے الفاظ میں جاننا مناسب ہوگا

" قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسے کے لئے مقرر کئے جائیں ..... حتی الوسع تمام لوگوں کو محض لِلّٰہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائیگی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور یہ جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا اس جلسہ میں اس کی دُعائے مغفرت کی جائیگی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور انکی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہٗ کوشش کی جائیگی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو ان شاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔"

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۰۹)

پھر فرمایا:۔

جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے انکی معرفت ترقی پذیر ہو پھر اُس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔ اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں ..... اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لا دیں ... اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آ ملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

خُدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ "خدا تعالیٰ اس امت وسطہ کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دیگا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا وہی راہ جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتدائے صدیق اور شہید اور صلحا پاتے رہے یہی ہوگا۔ اور یہی ہوگا۔" (ایضاً)

پھر جلسہ سالانہ میں آنے والوں کے لئے دُعا کرتے ہوئے فرمایا:

"اے خُدا اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک طاقت اور قوت تجھی کو ہے آمین ثم آمین۔ (ایضاً)

خشیت الٰہی رکھنے والے ربانی علماء (فاطر ع آیت ۲۹) اور اُن کے مبلغین نے جلسہ سالانہ کے مقاصد کو سمجھا اور خوب استفادہ کیا مگر کلام اللہ کو پڑھتے ہوئے اسے مہجور کرنے والے علماء سو (الفرقان ع ۳۱) جلسہ سالانہ کو ہدفِ تنقید کے لئے صرف اس پہلو کو سامنے رکھا کہ یہ جلسہ سال بھر کے وقفہ سے ہوا کریگا اور باقاعدہ سالانہ ہی ہوگا نیز قادیان کے مقام میں ہوگا اور جھٹ اس کو مشابہت دے دی اسلام کے اہم رکن حج سے کہ یہ بھی سال بھر کے وقفہ سے ہوتا ہے اور ایک ایسے مقام میں ہوتا ہے جو ارض حرم کہلاتا ہے پھر اس مفتریانہ تنقید کے لئے حضرت اقدس کا قادیان کی نسبت کلام جوڑ دیا جس میں فرمایا گیا ہے کہ ؎

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے [۴]

([۳] سالانہ وقفہ سے مشہور مزاروں اور درگاہوں میں بھی اجتماعات ہوتے رہتے ہیں۔ جبکہ جلسہ سالانہ شمسی سال پر ہوتا ہے حالانکہ مزاروں میں اعراس حج کی طرح قمری سال پر ہوتا ہے۔ وقفہ انعقاد کی مشابہت اعراس کو حج سے زیادہ ہے۔

بدگمانی سے تو رائی کے بھی بنتے ہیں پہاڑ
پر کے ایک ریشہ سے ہو جاتی ہے کووں کی قطار

[۴] ارض حرم تو یہاں لغوی معنوں میں ہے۔ نہ حج کا ذکر ہے۔ نہ اس کے گرد گھومنے کا ذکر ہے نہ اسے صاف لفظوں میں کعبہ کہا گیا۔ جبکہ حضرت اقدس ایک جگہ صاف الفاظ میں لکھتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

معلوم نہیں کہ اس پر کوئی فتویٰ یا تنقید کیوں نہیں ہوئی العجب)

نیز حضرت خلیفۃ ثانی (المصلح الموعود) کے ایک خطبہ جمعہ (فرمودہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۱۴ء) سے محرف اقتباس پیش کیا جاتا ہے جس میں جلسہ میں آنے والے مہمانوں کے لئے اور مقامی میزبانوں کے لئے "محض قواعد اور ضوابط" کی ایک مثال پیش کی گئی ہے۔ (مفصل اقتباس آگے آرہا ہے) پھر عصر حاضر کے ایک مشہور عالم ابوالحسن علی ندوی عرف علی میاں (پیدائش ۱۹۱۴ء) نے اپنی کتاب قادیانیت صفحہ ۱۴۲ و صفحہ ۱۴۴ میں حضرت خلیفۃ ثانی کے ارشادات کو نقل کیا اور اسے قابل اعتراض قرار دیا۔ جس میں فرمایا گیا ہے۔

"ہم مدینہ منورہ کی عزت کر کے خانہ کعبہ کی ہتک کرنے والے نہیں ہو جاتے اسی طرح ہم قادیان کی عزت کر کے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی توہین کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ خدا تعالیٰ نے ان تینوں مقامات کو مقدس کیا اور ان تینوں مقامات کو اپنی تجلیات کے اظہار کے لئے چنا" الفضل ۳ر ستمبر ۱۹۳۵ء

([۵] ایک تاریخی واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت حسنؓ نے حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ ابا جان کیا آپ کو مجھ سے محبت ہے آپ نے فرمایا ہاں پھر حضرت حسنؓ نے سوال کیا آپ کو خُدا سے محبت ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت حسنؓ نے کہا کہ پھر تو آپ مشرک ہیں آپ مجھ سے بھی محبت کرتے ہیں اور خُدا سے بھی محبت کرتے ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا ٹھیک ہے میں تم سے بھی محبت کرتا ہوں اور خُدا سے بھی محبت کرتا ہوں مگر تمہاری محبت اگر خدا کی محبت سے ٹکرا جائے تو میں اس کو مسل ڈالوں گا۔ کاش کہ اس تاریخی واقعہ سے سبق لیا جاتا)

"چونکہ حج پر وہی لوگ جا سکتے ہیں جو مقدرت رکھتے اور امیر ہوں حالانکہ الٰہی تحریکات پہلے غربا میں پھیلتی اور پنپتی ہیں اور غرباء کا حج سے شریعت نے معذور کر رکھا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج [۶] مقرر کیا تاکہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تادہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں"

(بحوالہ الفضل یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

([۶] حضرت اقدسؑ کا موقف ہے کہ "کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔"

(ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۱۳۸ طبع اوّل)

جماعت احمدیہ کے ناقدین کا مندرجہ بالا نظریاتی تجزیہ پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نعوذ باللہ احمدی لوگ بجائے کعبہ کے قادیان کا حج کرتے ہیں۔ بانیٔ جماعت احمدیہ کے بیان فرمودہ اغراض و مقاصد جلسہ سالانہ کے ہوتے ہوئے یہ امر سراسر افترا ہی ہے۔ افہام و تفہیم کے ذریعہ سمجھانے کے باوجود نہ سمجھتے ہوئے جب انہوں نے ازراہ ظلم یہ افترا (دیگر افتراؤں کے ساتھ) جاری رکھا تو حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے ۱۰ر جون ۱۹۸۸ء کو جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے دنیا بھر کے معاندین مکفرین اور مکذبین کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ اور مذکورہ افتراء کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا۔

چیلنج نمبر ۲

"جماعت احمدیہ کے وہ تمام معاندین جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے خلقِ خُدا کو مسلسل یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ جسے وہ قادیانی یا مرزائی کہتے ہیں حسب ذیل عقائد رکھتی ہے ان کے نزدیک (۱) یہ جماعت دعویٰ کرتی ہے کہ اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی ۔۔ خدا تھے ۔۔ خُدا کا بیٹا تھے ۔۔ خُدا کا باپ تھے ۔۔ تمام انبیاؑ سے بشمول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل اور برتر تھے ۔۔ اُن کی وحی کے مقابلہ میں حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شے نہیں ۔۔ ان کی عبادت کی جگہ (بیت الذکر) عزت و احترام میں خانہ کعبہ کے برابر ہے ۔۔ قادیان کی سرزمین مکہ مکرمہ کے ہم مرتبہ ہے ۔۔ قادیان سال میں ایک مرتبہ جانا تمام گناہوں کی بخشش کا موجب بنتا ہے ۔۔ اور حج بیت اللہ کی بجائے قادیان کے جلسہ میں شمولیت حج ہے۔

مَیں بحیثیت سربراہ جماعت احمدیہ عالمگیر اعلان کرتا ہوں کہ یہ سارے الزامات سراسر جھوٹے اور کھلم کھلا افتراء ہیں ان مذکورہ عقائد میں سے ایک عقیدہ بھی جماعت احمدیہ کا عقیدہ نہیں۔

لعنت اللّٰہ علی الکاذبین"

(منقول از مشکوٰۃ دوماہی قادیان صفحہ ۶ جولائی، اگست ۱۹۸۸ء) (بدر ۲۸ر جولائی ۱۹۸۸ء صفحہ ۲-۳)

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ نے کیا ارشاد فرمایا ہے۔

"ہمارے لئے بھی جلسہ ہر سال آنے والی چیز ہے جس طرح وہ کمیٹیاں دوسری اپنی ایسی کمیٹیوں کے قواعد سے نتیجہ اخذ کرتی ہیں اسی طرح ہمیں بھی چاہیئے کہ اس جلسہ کے رنگ کی کسی چیز سے نتائج اخذ کرکے فائدہ اٹھاویں ہم اپنے جلسہ کو کسی کمیٹی یا جلسہ سے کسی طرح بھی مشابہت نہیں دے سکتے انجمنیں اور کمیٹیاں تو دنیا میں بہت ہیں مگر ان سے ہمارے جلسہ کو اس لئے مشابہت نہیں ہے کہ وہ انسانوں کی بنائی ہوئی ہیں مگر ہم جس کام کی نظر چاہتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور اسی کا قائم کردہ ہے لوگ کئی جگہ اکٹھے ہوتے ہیں میلے لگتے ہیں جلسے ہوتے ہیں لیکن ہم کسی میلے کے لئے اکٹھے نہیں ہوتے ہماری غرض تماشہ دیکھنا نہیں ہوتی۔ دنیا میں لوگ تماشوں کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے سامان لاتے ہیں خرید و فروخت ہوتی ہے۔ ہم اس کے لئے بھی جمع نہیں ہوتے۔ اب ہم جو قواعد بنائیں تو کس طرح بنائیں اور کس چیز سے اپنے اجتماع کو مشابہت دیں۔ اس کے لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی چیز دنیا میں ایسی ہے جس سے ہمارے جلسہ کو مشابہت ہو سکتی ہے اور وہ حج ہے۔ حج کوئی میلہ نہیں نمائش نہیں کسی انجمن کا جلسہ نہیں وہ خدا کا کام ہے اور دین کے لئے قائم کیا گیا ہے خدا کے نبیوں کے ذریعہ قائم ہوا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ حج کے لئے جو قواعد اور ضوابط ہیں ان سے فائدہ اٹھائیں یہ آیت (اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ بقرہ ع ۲۵ آیت ۱۹۸ تا ۲۰۰)

جو مَیں نے پڑھی ہے اس میں حج کے متعلق احکام ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حج کچھ معلوم مہینے ہیں (محرم۔ ذیقعدہ۔ رجب۔ ذی الحج سارا مہینہ یا دس دن) پس جو کوئی ان میں حج کا قصد کرے اس کو کیا کرنا چاہیئے وہ یہ کرے کہ حج میں رفث فسوق اور جدال [۷] نہ کرے۔ رفث کیا ہے۔ جماع کو کہتے ہیں۔ یہ بھی حج میں منع ہے۔ لیکن اس کے معنے اور بھی ہیں جو یہاں چسپاں ہوتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں بدکلامی، گالیاں دینا۔ گندی باتیں بیان کرنا۔ گندے قصے سُنانا۔ لغو اور بیہودہ باتیں کرنا جیسے پنجابی میں گپیں مارنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر کوئی حج کو جاتا ہے تو اسے کسی قسم کی بدکلامی نہیں کرنی چاہیئے گندے قصے نہ بیان کرنے چاہئیں۔ گپیں نہ مارنی چاہئیں۔ فسوق کے معنے ہیں اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر نکل جانا۔ تو حاجیوں کا فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری سے باہر نہ نکلیں اور تمام احکام کو بجالائیں پھر جہاں لوگوں کا جمع ہوتا ہے وہاں لڑائیاں بھی ہوا کرتی ہیں کیونکہ لوگوں کی مختلف طبائع ہوتی ہیں اور بعض تو بالکل ضدیں واقعہ ہوتی ہیں اس لئے ان میں ذرا ذرا سی بات پر لڑائی ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہی کہ اس نے میری جگہ لے لی۔ مجھے دھکا دے دیا وغیرہ وغیرہ اس لئے فرمایا کہ لڑائی نہ کرنا۔ اس میں خُدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ جب تم حج کے لئے نکلو تو یہ تین باتیں یاد رکھو۔ آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کے لئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کے لئے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے مگر اس سے جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ ہمارے آدمیوں میں سے جن کو خدا تعالیٰ توفیق دیتا ہے حج کرتے ہیں۔ مگر وہ فائدہ جو حج سے مقصود ہے وہ سالانہ جلسہ پر ہی آکر اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اس غرض کے لئے نکلے وہ گندی اور لغو باتیں نہ کرے خُدا کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرے اور لڑائی جھگڑا بھی نہ کرے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۱۴ء برکات خلافت صفحہ ۵)

([۷] چونکہ حج کے ایام میں رفث، فسوق اور جدال منع ہے تو کیا دوسرے دینی اجتماع میں رفث فسوق اور جدال ضرور کرے ورنہ اس اجتماع کو حج یا حج کے متوازی قرار دیدیا جائے گا؟)

بس یہی ارشاد ہے جس میں رائی نہ بھی ہو تو اُس کا پہاڑ بنا کر ناخدا ترسی سے افتراء کر دیا گیا۔ مگر ادنیٰ خدا ترس آدمی کے لئے یہی مکمل ارشاد کافی ہے کہ اس کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ جلسہ میں آنے والے ان ایام کو کس طرح گذاریں اور قادیان کے رہنے والے آنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ کہتے ہیں مدعی سُست گواہ چُست۔ جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والا کوئی احمدی اس وجہ سے اپنے آپ کو حاجی نہیں کہلاتا مگر یہ

ناقدین ہیں کہ انہیں حاجی قرار دیئے جا رہے ہیں۔ اس کے برعکس جن احمدیوں کو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے وہ مکّہ جاکر بیت اللہ کا حج کرتے ہیں اور حاجی کہلانے سے انکار نہیں کرتے۔

ایک بات بہت اہم یہ ہے کہ جس کے بارہ میں باور کرایا جا رہا ہے کہ مثلاً یہ شیر نہیں ہے جسکی غذا گوشت ہے بلکہ یہ (کچھ اور ہی مثلاً) بکری ہے مگر ساتھ ہی بکری سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا کہ گوشت کھا جائیگی۔ اس لئے اس بکری کیلئے گوشت پر کوئی قدغن نہیں لگایا جاتا۔ اسی طرح ہمارے ناقدین ایک طرف یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ حج کے لئے احمدیوں کا لگاؤ مکہ سے نہیں کچھ اور ہی ہے تو پھر حج پر احمدیوں کے لئے ۱۹۷۴ء سے قدغن لگانا چہ معنی دارد؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ مفتریانہ فعل ہاتھی کے دانت کی مثال ہے دکھانے کے دانت اور کھانے کے دانت اور ہیں۔ حج پر قدغن کا فعل اُن کے اس افتراء کی تردید کرتا ہے۔ ان کا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ احمدیوں کا کلمہ بھی وہی، نماز بھی وہی، زکوٰۃ بھی وہی، روزہ بھی وہی اور حج بھی وہی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خطبہ کو مسخ کر کے پیش کرنے والے اگر جانتے کہ خود آپ نے کیا فعل کیا ہے۔ یعنی الحاج حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۲ء میں بیت اللہ کا حج کیا ارض حجاز کے شاہ نے آپکی شان میں عشائیہ بھی پیش کیا۔ علاوہ ازیں کئی خوش نصیب احمدیوں کو بھی حج کی سعادت حاصل ہوئی چنانچہ الحاج حضرت مرزا محمود احمد نے جب (۱۹۲۵ء) یہ بہتان سنا تو وضاحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:-

"ہم ان مقامات کو مقدس ترین مقامات سمجھتے ہیں ہم ان مقامات کو خدا تعالیٰ کے ظہور کی جگہ سمجھتے ہیں اور ہم اپنی عزیز ترین چیزوں کو ان کی حفاظت کے لئے قربانی کرنا سعادت دارین سمجھتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو شخص ترچھی نگاہ سے مکہ کی طرف ایک دفعہ بھی دیکھے گا خدا اُس شخص کو اندھا کر دیگا اور اگر خدا تعالیٰ نے کبھی یہ کام انسانوں سے لیا تو جو ہاتھ اس بدبین آنکھ کو پھوڑنے کے لئے آگے بڑھیں گے ان میں ہمارا ہاتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب سے آگے ہوگا۔"

(خطبہ جمعہ ۲۰ راگست ۱۹۲۵ء، الفضل ۲ر ستمبر ۱۹۲۵ء)

نیز فرمایا:

"مکہ وہ مقدس مقام ہے جس میں وہ گھر ہے جسے خدا نے اپنا گھر قرار دیا اور مدینہ وہ بابرکت مقام ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری گھر جس کی گلیوں میں آپ چلے پھرے اور جس کی مسجد میں اُس مقدس نبی نے جو سب نبیوں سے کامل نبی تھا۔ اور سب نبیوں سے زیادہ خدا کا محبوب تھا۔ نمازیں پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں ..... بیت اللہ کو خدا تعالیٰ نے حج کے لئے چنا جس کے سوا اب دنیا میں قیامت تک اور کوئی حج کی جگہ نہیں"

(الفضل ۲ر ستمبر ۱۹۲۵ء ص)

جلسہ سالانہ ہمارے مخالفوں پر غلبہ کا یقیناً ایک روشن نشان ہے یہ بات حضرت بانی سلسلہ نے شروع سے فرمادی تھی۔ اس لئے ان کی مخالفت کے باوجود اب تک ہمارا یہ جلسہ سالانہ دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے سچ ہے کہ

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

بالآخر جلسہ سالانہ میں آنے والے خوش نصیبوں کے حق میں حضرت اقدسؑ کی دعائیں درج ہیں وہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کیساتھ ہو اور انکو اجر عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کی حالت اُن پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور روز آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر ان کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد اُن کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ آمین ثم آمین" (اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

حرمین شریفین کے بارہ میں حضرت اقدسؑ کے ارشادات عالیہ:-

(۱) "اسلام کا مرکز مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہے" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۴۶)

(۲) "مکہ معظمہ خانۂ خدا کی جگہ اور مدینہ منورہ رسول اللہ کا پایۂ تخت ہے" (ازالہ اوہام ص۶۴ حاشیہ)

(۳) "خدا تعالیٰ نے حکم دیا ..... کہ عمر بھر میں ایک دفعہ تمام دنیا ایک جگہ جمع ہو یعنی مکہ معظمہ میں ..... خدا نے آہستہ آہستہ اُمت کے اجتماع کو حج کے موقع پر کمال تک پہنچایا"

(چشمہ معرفت ص۱۲۷)

ارشادِ نبویؐ

اَرْشِدُوْا اَخَاکُمْ

(ترجمہ)

اپنے بھائی کو ہدایت کرو

منجانب:- یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

(شرح چندہ)

سالانہ ۱۰۰/- روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک: ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک: ۱۰ پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن
قیمت خاص نمبر:- ۱۰/- روپے

احمدیت کی بہار جاوداں خوش آمدید

اے امیر المؤمنیں، اے جانِ جاں خوش آمدید!
ہو رہا ہے شوق سے وِردِ زباں خوش آمدید!

رہروِ راہِ محبت آ رہے ہیں شوق سے
فرشِ راہ ہیں، کہہ رہے ہیں یک زباں خوش آمدید!

سبطِ مہدیؑ، مصلح موعودؓ کے والا گہر
اے امامِ کامیاب و کامراں خوش آمدید!

یوسفِ گم گشتہ بن کے آ رہے ہو پھر یہاں
پسرِ پسرِ مہدیٔ آخر زماں خوش آمدید

اک زماں کے بعد اب ہم ہو رہے ہیں فیضیاب
تشنہ روحوں کے لئے آبِ رواں خوش آمدید

حق تعالیٰ نے عطا کی ہے خلافت کی ردا
رہنمائے کوچۂ یارِ نہاں خوش آمدید

غنچہ ہائے دل کھِلتے جا رہے ہیں ہر طرف
احمدیت کی بہار جاوداں خوش آمدید

مہدیٔ دوراں کی بستی بن گئی ہے گلبدن
کہہ رہی ہے سرزمینِ قادیاں خوش آمدید

ہو مبارک مومنوں کو تیرا بابرکت ورود
طاہرِ شیریں بیاں، گوہر فشاں خوش آمدید

لوٹنا ہے آپ کو دارالاماں میں بے گماں
ناشرِ نورِ قرآں، نکتہ داں خوش آمدید

شکر للّٰہ گلشنِ احمد پہ آیا ہے نکھار
پیارے طاہر ہیں ہمارے درمیاں خوش آمدید!

لو دلِ مضطر کو تھامو، سر ہو وقتِ ملن
ضبط کا ہونا بھی ہے اِک امتحان، خوش آمدید!

امنِ عالم کا ہے ضامن، شانتی تیرا پیام
تیری آمد باعثِ امن و اماں خوش آمدید!

مرحبا صد مرحبا! اہلِ وفا کا اجتماع
آ رہے ہیں کارواں در کارواں، خوش آمدید!

ہمصفیرو نعرہ ہائے شوق کر لینا بلند
جن سے تھرّائیں زمین و آسماں، خوش آمدید!

تا ابد قائم رہے ہم میں خلافت کا نظام
غلبۂ اسلام کے روشن نشاں خوش آمدید!

محتاج دُعا:- میر عبدالرحمٰن یاری پورہ، کشمیر۔

از

محترمہ ناصرہ ندیم صاحبہ
لندن

صدسالہ جلسہ تشکر جو قادیان دارالامان میں ۲۶ ردسمبر ۱۹۹۱ء سے شروع ہو رہا ہے اس کے متعلق محترمہ ناصرہ ندیم صاحبہ نے اپنے دل سے اُبھرنے والے جذبات اور نیک خواہشات کو اپنے اشعار میں ڈھالا ہے۔ قارئینِ کرام کی ضیافتِ طبع کے لئے پیشِ خدمت ہیں۔ (ادارہ)

تاریخی ہے یہ جلسہ جو سالِ رَواں ہوگا!　　اَے ہند ترا رُتبہ دُنیا پہ عیاں ہوگا

جس ارضِ مقدّس نے مہدیؑ کے قدم چُومے　　اللہ نے چاہا ہے طاہر[1] بھی وہاں ہوگا

یہ قادیاں مسکن ہے جو مہدیٔ دَوراں کا　　اس چاند[2] سے پھر روشن یہ دارِاماں ہوگا

اللہ کی حفاظت سے پروانوں کے جھرمٹ میں　　فرزانوں کے لشکر کا سالار وہاں ہوگا

ہر مُلک سے پہنچیں گے عُشّاق خلافت کے　　مہدیؑ کی صداقت کا یہ زندہ نشاں ہوگا

تکبیر کے نعروں سے گونجیں گی فضائیں بھی　　ہلچل سی مچی ہوگی پُر کیف سماں ہوگا

عِرفان کی بارش میں مہکی سی فضاؤں میں　　جب ہجر کے ماروں کا محبوب وہاں ہوگا

جذبات کی شدّت سے دِل ہاتھوں سے نکلیں گے　　اور آنکھوں سے اشکوں کا اِک سیل رواں ہوگا

دیکھیں گے نظارے کچھ اَیسے بھی جہاں والے　　آنکھوں پہ یقیں ہوگا نہ دل میں گُماں ہوگا

ارشادِ خُداوندی آقا جو سُنائیں گے　　عرفان کی بارش سے پُر نور جہاں ہوگا

اَے ناصرہ گر پائے، جانے کی سعادت تُو
بافضلِ خُدا دیکھے جو کیف وہاں ہوگا!

۱ و ۲ اس سے مُراد حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں۔
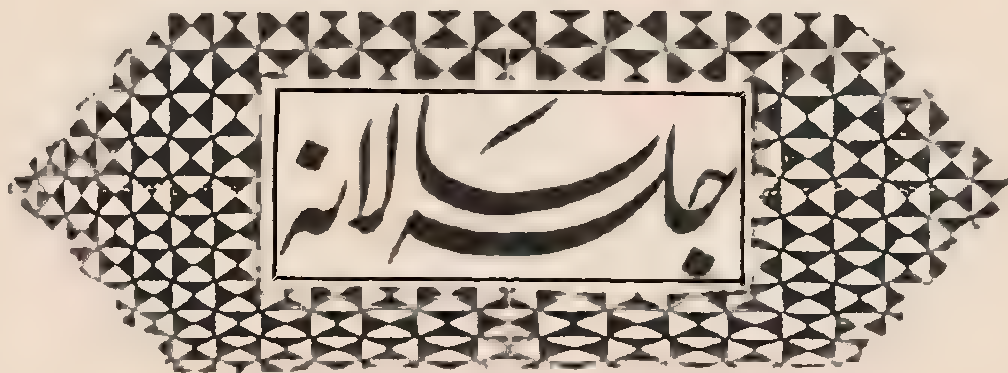
یہ تیری دِلکشی اَے جلوہ گاہِ حُسن کیا کہنا　　جو آتا ہے بصد اخلاص مُشتاقانہ آتا ہے

چلے آتے ہیں آنے والے یُوں قُربان ہونے کو　　کہ جیسے شمع پر پروانہ بے تابانہ آتا ہے

تعلّق کیا، غرض کیا، واسطہ کیا، ہوشیاروں کو　　یہ دیوانوں کی مجلس ہے یہاں دیوانہ آتا ہے

لگا ہے کوچۂ دلبر میں دیوانوں کا تانتا سا　　کوئی دیوانہ آ پہنچا کوئی دیوانہ آتا ہے

اسیرِ عشق ہو کر سب تعلّق ٹوٹ جاتے ہیں　　جو اِس مجلس میں آتا ہے آزادانہ آتا ہے

یہ مجلس ہے کہ ہے دیوانگانِ عشق کا مجمع
جدھر دیکھو نظر دیوانہ ہی دیوانہ آتا ہے

مختار احمد شاہجہانپوری (بشکریہ ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی سالنامہ ۹۱ء)

اسیرانِ راہِ مولیٰ

ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی نے اپنے سالنامہ ماہِ اگست ستمبر ۱۹۹۱ء کو اسیرانِ راہِ مولیٰ نمبر بنایا ہے۔ شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ اس سے استفادہ کرتے ہوئے تحریکِ دُعا کی غرض سے ذیل کی سطور میں اُن "شیرِ احمدیت" اسیرانِ راہِ مولیٰ کا مختصر ذکر کر رہے ہیں۔ اگرچہ سب کا تذکرہ ہمارے لئے ممکن نہیں تاہم صرف چند ایک احباب کا ذکر کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی رہائی کے جلد اسباب کر کے ساری عالمگیر جماعتِ احمدیہ کے دلوں کو ٹھنڈک نصیب کرے آمین۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے ہمارے یہ تمام بھائی نہ صرف صبر و استقامت کا مجسمہ ہیں بلکہ اُن کی یہ بے مثال قربانیاں تاریخِ احمدیت کا ایک سُنہرا باب ہیں جسے آنے والی نسلیں ہمیشہ خراجِ عقیدت ادا کر کے بے شمار دُعاؤں کے نذرانے پیش کرتی رہیں گی۔ (ادارہ)

★ — ساہیوال کا واقعہ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ہُوا تھا۔ اس مقدمہ میں دُو ملزمان مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربّی سلسلہ اور مکرم رانا نعیم الدین صاحب کو ملٹری کورٹ نے سزائے موت دی جو بعد میں سِول حکومت نے ۷ر دسمبر ۱۹۸۹ء کو عمر قید میں تبدیل کر دی۔ اس مقدمہ میں مکرم عبد القدیر صاحب۔ مکرم ملک محمد الدین صاحب، مکرم نثار احمد صاحب اور مکرم محمد رفیق حاذق صاحب کو عمر قید کی سزا دی گئی۔

★ — سکھر کا واقعہ ۲۳ر مئی ۱۹۸۵ء کو ہُوا جس میں ۷ - افراد کو گرفتار کیا گیا۔ مکرم قریشی ناصر احمد صاحب اور مکرم قریشی رفیع احمد صاحب کو اس مقدمہ میں ملٹری کورٹ نے سزائے موت دی جو سِول حکومت نے ۲ر دسمبر ۱۹۸۹ء کو عمر قید میں تبدیل کر دی۔ بقیہ افراد کو بری کر دیا گیا۔

★ — چک سکندر کا واقعہ ۱۶ر جولائی ۱۹۸۹ء کو ہُوا جس میں مخالفین نے ۲۸ - افرادِ جماعت کے خلاف مقدمہ قتل درج کرایا۔ اس میں مکرم ماسٹر مظفر احمد صاحب اور مکرم مبشر احمد صاحب کے علاوہ سب کی ضمانت ہو چکی ہے۔ یہ ہر دو اسیران اس وقت گجرات جیل میں ہیں۔ اِس مقدمہ کا فیصلہ ابھی تک نہیں ہُوا۔

مکرم پروفیسر ناصر احمد قریشی۔ سنٹرل جیل سکھر

● — سکھر کے محترم قریشی ناصر احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ ۲۳ر مئی ۱۹۸۵ء کو علی الصبح سکھر کی ایک مسجد پر بم پھینکوایا گیا اور اس کی ساری ذمہ داری جماعت احمدیہ سکھر پہ ڈال دی گئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے جو انتہائی محبت اور پیار کا سلوک روا رکھے ہوئے ہیں۔ کم و بیش ڈیڑھ سو کے قریب بڑے بڑے پیارے خطوط آج تک خاکسار کو تحریر فرما چکے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں — انسان بنیادی طور پر آزاد پیدا ہوتا ہے اور اُسے قید میں رکھنا انتہائی سنگین نوعیت کی سزا ہے اور پھر سزائے موت تو ایک ایسا نفسیاتی مرحلہ ہوتا ہے کہ اپنے ذہن کو بکھرنے سے بچانے کے لئے بڑی جدّ وجہد کرنی پڑتی ہے۔ بڑے بڑے حوصلہ مند لڑکھڑا جاتے ہیں۔ بہرحال یہ بڑا اذیّت ناک وقت ہوتا ہے۔ ہر وقت موت کا ڈر اور موت بھی ایسی بھیانک انداز میں کہ جس کا تصور کرتے ہی جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ اچانک بتائے بغیر انسان مارا جائے تو اتنی اذیّت محسوس نہیں ہوتی لیکن جب دن اور وقت کا تعین ہو جائے اور ہر آنے والا لمحہ تختہ دار کی طرف لے جا رہا ہو تو ذہن کو قابو میں رکھنا بڑے دل گُردے کا کام ہے ہمیں یہ حوصلہ کیسے نصیب ہُوا اس کا سارا کریڈٹ میرے آقا و مرشد حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو جاتا ہے۔

● — مکرم محمد الیاس صاحب منیر مربّی سلسلہ ساہیوال ابن مکرم محمد اسماعیل صاحب منیر سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کو مسجد احمدیہ ساہیوال میں کلمہ کی حفاظت کے جُرم میں قید ہوئے۔ ۱۹۸۵ء میں ان پر اور ان کے چھ ساتھیوں پر ملتان میں ملٹری کورٹ نمبر ۲۶ کے چیئرمین کرنل منیر محمود نے اپنے دُو ساتھیوں سمیت مقدمہ کی سماعت شروع کی اور جون ۱۹۸۵ء میں فیصلہ لکھا اور اُن کے لئے بھی سزائے موت تجویز کی حالانکہ یہ تو موقعہ واردات پر موجود ہی نہ تھے بلکہ اپنے کوارٹر میں نمازِ تہجد کے بعد اپنے چھوٹے بچے کو بہلا رہے تھے تا اس کی امی نفل ادا کرلے۔

تازہ ترین قانونی صورتِ حال یہ ہے کہ ہماری رِٹ جو ۱۸ر فروری ۱۹۸۷ء کو لاہور ہائی کورٹ میں سماعت کے لئے منظور ہوئی تھی، سُپریم کورٹ کے حکم کے مطابق ہائی کورٹ کے ایک خصوصی ڈویژنل بینچ نے سماعت شروع کرنی ہے۔ مگر چار سال گزرنے پر بھی سماعت شروع نہیں ہو سکی۔ حالانکہ ایمنسٹی انٹرنیشنل اور دُوسری ہیومن رائٹس ایسوسی ایشنوں نے دُنیا بھر سے اپیلیں کی ہیں۔ بظاہر حالات حکومتِ پاکستان اور ہائی کورٹ کے جلدی فیصلے کے ارادے نہیں لگتے۔ مگر دُعاؤں کے نتیجہ میں کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔

مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربّی سلسلہ۔ فیصل آباد جیل میں

حضور ایّدہُ اللہ تعالیٰ ہر سال متعدد مرتبہ جلسہ سالانہ کا موقع ہو یا عید کا یا کوئی اور اہم موقع ہو، اسیرانِ راہِ مولیٰ کا ذکر فرماتے ہیں آپ نے ۱۹ر جون ۱۹۸۷ء کے خطبہ جمعہ میں اسیرانِ راہِ مولیٰ کے حالات بتاتے ہوئے تحریک فرمائی تھی کہ ان کو دُعاؤں میں یاد رکھنا ہمارا فرض ہے۔ ان کے ذکر کو زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے۔ اپنی محافل میں بھی اپنے دیگر مشاغل میں بھی ذکر کے ذریعے ان کو زندہ رکھیں اور دُعاؤں کے ذریعہ ان کی مدد کرتے رہیں کیونکہ وہ ہم سب کا فرضِ کفایہ ادا کر رہے ہیں۔ ہم سب کا بوجھ اُٹھا رہے ہیں۔ اللہ ان کی مدد فرماتے اور ان کی مشکلات کو جلد تر دور فرمائے اور ان کے لواحقین کا بھی حافظ و ناصر ہو۔ آمین ثُم آمین۔

● — مکرم محمد حاذق رفیق طاہر صاحب نے سنٹرل جیل راولپنڈی سے اپنے جن جذبات اور شب و روز کے حالات کا اظہار کیا ہے اس کا کچھ حصّہ اس طرح ہے کہ — خاکسار ہر روز سات ہزار سے لے کر دس ہزار دفعہ درود شریف پڑھتا ہے۔ ہر روز باقاعدگی سے تمام نمازیں ادا کرتا ہے اور ہر روز قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور جب موقعہ مل جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام قیدی احباب تک پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے چار عدد قیدی جن میں ایک حافظِ قرآن اور تین عدد دُوسرے قیدی احمدی ہو چکے ہیں — یہ سب خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت یہ برکت ہے ورنہ ہم کس کام کے۔ یہ صرف احمدیت کی برکت ہے جو کہ خدا تعالیٰ نے مجھے صبر و استقامت عطا کی ہے ورنہ پاکستان میں اسیری کے دن گزارنا بہت مشکل ہے — یہ جتنی تکلیف مجھے دے سکتے ہیں دیتے ہیں اور خدا تعالیٰ مجھ کو اتنی ہی ہمت دیتا ہے۔ اور دُوسرا حضور پُر نور کی شب و روز دُعائیں ہیں جو کہ میرے ساتھ رہتی ہیں۔

مکرم محمد حاذق رفیق طاہر صاحب۔ راولپنڈی جیل

مجھے حضور پُر نور کے مبارک ہاتھوں سے لکھا ہُوا خط ملا جس میں مجھے حضور پُر نور نے "شیرِ احمدیت" کے نام سے لکھا۔ تب خاکسار خدا تعالیٰ کے حضور سجدے میں گر گیا۔ یہ سب کچھ جو خاکسار کو ملا ہے اور خدا تعالےٰ کے فضل سے ملے گا صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے ملا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارُ الوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اِسی میں ہے
جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اَے آزمانے والے یہ نُسخہ بھی آزما

خلافت رابعہ میں افضال الٰہیہ کا نزول

از قریشی محمد فضل اللہ نائب ایڈیٹر بدر

الٰہی جماعتوں کا طرۂ امتیاز یہی ہے کہ وہ باوجود شدید مخالفتوں اور ناساعد حالات کے دین الٰہی کی اشاعت و توسیع میں مصروف رہتی ہیں انہی الٰہی جماعتوں میں سے جماعت احمدیہ بھی اسی مقصد کے پیش نظر بفضلہ تعالیٰ خلافت سے وابستگی کے نتیجہ میں ہر قسم کی قربانی دیتے ہوئے اشاعت دین کے لئے دن رات لگی ہوئی ہے جس کے شیریں ثمرات و برکات پیدا ہو رہے ہیں اور غیر معمولی ترقیات نصیب ہوئی ہیں خلافت کی بڑی برکات ہوتی ہیں جن کا اندازہ ان کی حالت کو دیکھ کر لگایا جا سکتا ہے۔ جو اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں خلافت کی پہلی برکت تو اسی وقت ظاہر ہو جاتی ہے جب جماعت کا شیرازہ ایک ہاتھ پر اکٹھا ہو جاتا ہے اور خوف کی حالت امن میں بدل جاتی ہے تمکنت دین کے تحت جہاں اشاعت دین ہوتی ہے اہل دین کی صحیح تربیت و راہنمائی بھی انتہائی ضروری ہے جس کے لئے ایک واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر متحد ہونا بہت ضروری ہے جماعت احمدیہ میں بفضل الٰہی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ جاری ہے ہر خلیفہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات و نصرتیں شامل حال رہی ہیں۔ خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں بھی غیر معمولی الٰہی تائیدات کے نتیجہ میں بیشمار برکات و نشانات ظاہر ہو رہے ہیں جو شاندار برکات ساری دنیا میں ظہور پذیر ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں ان کا ایک وسیع و عریض سلسلہ ہے جن کو احاطۂ تحریر میں لانا کسی حال میں بھی ممکن نہیں میرا قلم ان افضال و برکات الٰہیہ کو تحریر میں لانے سے قاصر ہے اور سوچتا ہے کس نشان کا پہلے ذکر کیا جائے اور کس کا بعد میں کسے ضبط تحریر میں لائے اور کسے چھوڑا جائے۔

حضور پرنور کا یہ دور سعید بعض لحاظ سے منفرد اور نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ جو عدیم المثال ہے۔ ہر سال ہی اس قدر افضال و برکات نازل ہوتی ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا حضور انور ہر سال اپنی ایک تقریر میں اس کا اجمالی خاکہ پیش فرماتے ہیں۔ بعض امور کا اشارۃً ہی ذکر کیا جا سکتا ہے۔

ابتدائے خلافت سے ہی حضور کو شدید مخالفتوں کا سامنا رہا ہے انفرادی و اجتماعی مخالفتوں کے ساتھ ساتھ سرکاری سطح پر بھی شدید مخالفتیں شروع ہو گئیں حتی کہ نظام خلافت کو بالکل ختم کر دینے کے خفیہ پلان بنائے گئے اور حکومت پاکستان نے رسوائے زمانہ آرڈیننس جاری کر دیا جس کے نتیجہ میں حضور کو قید کرنے کی پوری کوشش کی گئی خدا تعالیٰ نے اپنے قائم کردہ خلیفہ کی ایسی تائید و نصرت فرمائی کہ دشمنان احمدیت انگشت بدنداں رہ گئے علاوہ ہر قسم کی مذہبی پابندی کے جو شر پسند عناصر کی طرف سے جانی و مالی نقصان ہوئے مساجد مسمار کی گئیں جماعتی ترقی کی راہ میں ہر قسم کی روک کھڑی کی گئی۔ اقتصادی طور پر متاثر کیا گیا قید و بند کی صعوبتیں دی اور مقدمات میں ملوث کیا گیا ان سب کا ذکر ایک الگ داستان ہے جس کو بیان کرنے کا موقع نہیں ان سب کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے صرف برکات الٰہیہ کا ذکر کرنا ہی میرا مقصد ہے۔ مسند خلافت پر متمکن ہونے کے دو برس [illegible] انہی ناساعد حالات میں مجبوراً ہجرت کرنی پڑی اور پیارے آقا نے تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ اجنبی ماحول میں قلیل اسباب و افراد کے ساتھ از سر نو اپنے کاموں کا آغاز کیا۔ اور باوجود دشمنوں کی ریشہ دوانیوں کے بے مثال تعمیری کام کئے جنہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ خلافت رابعہ کا دور کئی لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے جس قدر انقلابات سیاسی اور دینی ساری دنیا میں رونما ہوئے کسی اور خلافت میں اس کی نظیر نہیں ملتی ایک طرف پندرہویں صدی ہجری کا آغاز ہے تو دوسری طرف جماعت احمدیہ بھی دوسری صدی میں داخل ہو چکی ہے اور اس نازک موقعہ اور اہم موڑ پر جبکہ عالم اسلام کا کوئی حقیقی پرسان حال نہیں آپ اشاعت اسلام کے لئے سینہ سپر ہیں جماعت کے ہر طبقہ کی روحانی جسمانی و اخلاقی نشوونما کے لئے فکر مند ہیں اس کے لئے منصوبے بنا کر عمل پیرا ہیں۔ آپ نے اپنے انداز، افروز بیانات سے مرد و زن [illegible] عزم و حوصلہ کو بڑھا کر قربانیوں کا پیکر بنا دیا اور ہر قسم کی قربانی کی [illegible] نئی لہر پیدا کر دی۔

دنیا کے ۱۲۶ ممالک میں بسے احمدیوں کی تربیت ایک عظیم کارنامہ ہے [illegible] اس کے لئے وسیع رابطے کی ضرورت ہے جو آپ نے اپنے دورہ جات خطبات و خطوط کے ذریعہ قائم فرمایا ہے تاکہ اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ احباب جماعت و نوزائیدین و مبائعین کی تربیت بھی ہو احباب کو ان کی کمزوریوں سے آگاہ کرکے صراط مستقیم پر چلانا بھی ہر وقت آپ کے مدنظر رہتا ہے۔ ان سب امور کو مدنظر رکھ کر حضور نے جو خطبات دیئے ہیں ان میں سے ہر خطبہ خاص اہمیت رکھتا ہے اور بعض خطبات ایسی تاریخی حیثیت کے حامل ہیں کہ ہمیشہ ان سے استفادہ کرتے ہوئے احباب جماعت روحانی اخلاقی میدان میں ترقی کرتے رہیں گے۔

بعض مضامین پر متعدد خطبے لگاتار دیئے تاکہ احباب جماعت ان مضامین کو اچھی طرح سمجھ سکیں ان پر عمل کرکے ایک عظیم انقلاب پیدا ہوا ہے۔ درج ذیل اہم امور پر حضور نے اپنے خطبات میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ صبر۔ قناعت۔ امانت۔ دیانت۔ عفو۔ جھوٹ سے اجتناب۔ لین دین کے معاملات میں صفائی۔ سچائی۔ گھریلو جھگڑوں سے اجتناب۔ بالشرح چندوں کی ادائیگی۔ نظام وصیت کی پابندی۔ غیبت۔ بخل۔ ریا۔ تکبر۔ چغل خوری سے اجتناب۔ توبہ۔ توکل علی اللہ۔ تعلق باللہ۔ تقویٰ کا اعلیٰ معیار۔ اعلیٰ اخلاق کا قیام۔ حسن معاشرہ کا قیام۔ ازدواجی زندگی کا اعلیٰ تصور۔ [illegible] کو اختیار کرنا۔ انبیاء کی سیرت اختیار کرنا اور ان کی دعاؤں پر دوام۔ قول سدید۔ ہستی باری تعالیٰ کا صحیح عرفان و حمد۔ ستاری۔ صلہ رحمی۔ عبادات کا اعلیٰ معیار۔ جماعتی تربیت۔ عہدیداران کا احترام۔ پردے کی پابندی۔ گھریلو اعلیٰ زندگی کا معیار۔ اسلامی تہذیب کو مغربی تہذیب پر فائق کرنا۔ وقت کا صحیح استعمال۔ نظام جمعہ کا احترام۔ نماز باجماعت کی پابندی۔ ظاہری و معنوی حفاظت۔ حصول لذت کے طریق۔ قرآنی اصولوں پر استحکام۔ انکسار۔ دعا۔ حقوق زوجیت کی ادائیگی۔ بداخلاقیوں و عادات اور طاغوت سے اجتناب۔ بدیوں [illegible] کے خلاف جہاد۔ اگلی نسلوں کی حفاظت۔ فرار و تبتل الی اللہ۔ اصلاح نفس و معاشرہ۔ حقیقی ایمان۔ گفت و شنید میں اعلیٰ ذوق کا اظہار۔ عبادات میں محبت و رغبت کے طریق۔ دنیا کو امن عطا کرنا۔ تقویٰ کے حق کی ادائیگی۔ اہل اللہ بن کر معیت الٰہی کو شامل حال کرنا۔ خدا سے تعلق بڑھانا۔ صلوٰۃ کی حقیقت و حکمت۔ قرطاس ابیض کا جواب سلمان رشدی کی شیطانی آیات کا جواب اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے مسائل کا صحیح حل خلیج کی جنگ کے روکنے اور اس کے بد نتائج سے بچنے کے نہایت باریک و پیچیدہ مسائل کا حل نہایت اہمیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح سورہ فاتحہ کی تفسیر صفات باری تعالیٰ کا عرفان اور انبیاء کی دعاؤں پر متعدد روح پرور خطبات ارشاد فرمائے۔

حضور ایدہ اللہ کے مبارک دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد پیشگوئیاں بھی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے دور میں جماعت کی نمایاں فتوحات کے سامان پیدا فرما دیئے دیوار برلن گرا دی گئی۔ روس میں تبلیغ کے وسیع راستے کھل گئے۔ اہل رشیا کے دل خدا کی تقدیر نے ادھر موڑ دیئے چنانچہ جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر ایک معزز وفد تشریف لایا اور حضور کو رشین لباس کا تحفہ پیش کیا۔ متعدد حکومتیں تبدیل ہو گئیں دنیا بھر کے سیاسی مسائل کا تجزیہ اور حل آپ نے وقتاً فوقتاً کیا اور صحیح اسلامی سیاست سے ان کو روشناس کر دیا۔ جن میں گورباچیف اور [illegible] وی۔ پی سنگھ کو صحیح مشورہ دیا اور ان کی قابلیت حکمت کو سراہا خلیج کی جنگ کے روکنے کے لئے بر وقت نیک مشورے اور دعائیں کیں اس طرح جنگ کے اختتام کے لئے دنیا بھر کی سیاسی و مذہبی دنیا کی راہنمائی کی۔ آپ کے دور میں جماعت احمدیہ نے کئی صد سالہ تقریبات دیکھیں — ان اہم مواقع پر نئی نسل کی صحیح تعلیم و تربیت کے لئے آپ نے انتھک مساعی جمیلہ کیں۔

آپ کے دور کی ایک نمایاں برکت سیٹیلائٹ کے ذریعہ سے استفادہ بھی ہے۔ دوسری صدی کا پہلا خطبہ اسی وقت براہ راست جرمنی و ماریشس میں سنا گیا۔ اب جمعہ جاپان، انگلستان، جرمنی کی متعدد جماعتیں اور ہندوستان میں بھی سنا جاتا ہے، ممالک کی جماعتیں براہ راست حضور کے خطبات [illegible] بھرپور استفادہ کرتی ہے اور بغیر تاخیر کے اپنے پیارے امام کے روح پرور خطبات سنے جاتے ہیں اور دن بدن اس میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

موجودہ دور سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کا ہے جن سے جماعت احمدیہ بھی بھرپور استفادہ کرتی ہے جس سے کاموں میں تیزی اور بر وقت ادائیگی ہو جاتی ہے ویڈیو اور آڈیو کیسٹ کے ذریعہ حضور ایدہ اللہ کے خطبات، دیکھے اور سنے جاتے ہیں اور حضور کی آواز دلوں میں براہ راست اثر کرتی ہے اور دنیا میں ہونے والی جماعتی ترقیات

کی جھلکیاں ہم اپنے گھروں میں بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں۔ انہیں ایجادات میں سے فیکس کا انتظام بھی ہے جس کے ذریعہ حضور کے پیغامات جماعتوں تک جلد از جلد پہنچائے جاتے ہیں شعبہ سمعی بصری کا باقاعدہ انتظام ہے اور جلسہ میں شریک ہونے والے مختلف زبانیں جاننے والے احباب، اپنی زبان میں جلسہ کی ساری کارروائی اسی وقت سن لیتے ہیں جو کہ خلافت رابعہ کی ایک برکت ہے۔

صد سالہ جشن تشکر کے نتیجہ میں بھی بے شمار برکات ظہور پذیر ہوئیں جہاں ساری دنیا احمدیت سے متعارف ہوئی جماعت کی مساعی کو تحریک دیگر متحرک، نمائشوں کے ذریعہ سے بھی لوگوں نے معلوم کیا جو مخالفین کا بغض و عناد رفع کر کے اسلامی خدمات کے تعارف کا موجب بنی۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کو پانچ ذیلی تنظیموں میں تقسیم فرمایا ہے، اور یہ نظام عرصہ سے چلتا چلا آرہا ہے جس کے ذریعہ ہر ممبر ایک نظام کی کڑی بن جاتا ہے۔ کچھ عرصہ سے حضور ایدہ اللہ نے ایک ڈیسک قائم کر کے تمام ذیلی تنظیموں کا تعلق براہ راست خلیفہ وقت سے کر دیا ہے تاکہ حضور کی نگرانی میں ذیلی تنظیمیں اپنے کاموں کو بجا لائیں۔

ساری جماعت کو متحد کرنے کے لئے امراء و صدر صاحبان کی نگرانی میں لوکل نظام الگ قائم ہے۔ ان عہدیداروں کی عزت، واحترام اور نظام جماعت سے وابستگی کے لئے تاکہ ہر فرد کا تعلق مضبوط سے مضبوط ہوتا چلا جائے۔ ہدایات دی جاتی ہیں اور جب بھی کہیں بھی کوئی رخنہ اندازی ہوتی ہے بروقت اسکی اصلاح فرما دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں ایک خوشگوار ماحول و تعلق پیدا ہو رہا ہے اور جماعتی تربیت کے ساتھ غلبہ اسلام کی شاہراہ پر قدم بڑھ رہے ہیں

حضور ایدہ اللہ نے جماعت میں کئی تحریکات بھی فرمائی ہیں جن کے نتائج دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ ہر تحریک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اپنی جگہ الگ الگ کارنامہ ہے اُن کے ذریعہ بھی بے شمار برکات ظہور میں آرہی ہیں چند ایک کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے

مالی تحریکات:۔

جماعت احمدیہ میں بیت المال قائم ہے اور احباب جماعت بخوشی لازمی چندہ جات ادا کرتے ہیں جن میں چندہ عام حصہ آمد۔ چندہ ممبری وقف جدید تحریک جدید باقاعدہ ہر فرد ادا کرتا ہے اور جماعت کے بجٹ میں نمایاں اضافہ بھی ہوا ہے اس کے ساتھ ہی وقتی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کئی تحریکات ہوتی رہتی ہیں جن میں احباب جماعت مرد و زن بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں حضور انور نے درج ذیل مالی تحریکات بھی فرمائی ہیں۔

بیوت الحمد۔ تحریک جدید دفتر اول دوم کا احیاء۔ تحریک جدید دفتر چہارم کا آغاز وقف جدید کو تمام دنیا تک وسیع کرنا۔ لجنہ اماء اللہ کے ذاتر اور ہال کے چندہ کے لئے ذیلی تنظیموں کو تحریک۔ دو نئے یورپی مراکز انگلستان اور جرمنی میں بنانا۔ نستعلیق کمپیوٹرز پریس کا قیام۔ امریکہ میں پانچ نئے مشنز کے قیام کی تحریک بفضلہ تعالیٰ۔ ۱۷ سے زائد مشن ہاؤس تعمیر ہوئے کینیڈا میں نئے مشنز و مساجد۔ سیدنا بلال فنڈ توسیع مکان بھارت فنڈ۔ جلسہ سالانہ کے لئے پانچ سو دیگیں۔ حبشہ کے مصیبت زدگان کے لئے مدد۔ نئے دیر سر روزگار احمدیوں کو صد سالہ جوبلی میں شامل کرنا۔ جوبلی کے موقعہ پر ہر ملک کے احمدیوں کو ایک یادگار عمارت بنانے کی تحریک۔ ہالینڈ کی مسجد نور کو دس گنا بڑا بنانا۔ منہدم شدہ مساجد کی مرمت واز سر نو تعمیر۔ نصرت جہاں سکیم نو۔ افریقن ممالک کے لئے پانچ کروڑ روپے کی تحریک۔ ایران ریلیف فنڈ۔ اڑلیسہ امداد فنڈ وغیرہ۔ افریقہ و ہندوستان کی خدمت کے لئے پانچ کروڑ روپے کی مالی تحریک سنہ ۹۰-۱۹۸۹ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر نے صرف مستقل چندوں میں ۲۶ کروڑ ۹۲ لاکھ روپے پیش کئے دیگر تحریکات کی وصولی اس کے علاوہ ہے۔

تحریکات برائے دعوت الی اللہ:۔

ابتداء خلافت سے ہی حضور احباب جماعت کو بار بار دعوت الی اللہ کے لئے توجہ دلا رہے ہیں جس کے نتیجہ میں سعید روحیں حلقہ بگوش اسلام ہو کر مولائے حقیقی کے در پر جھک رہی ہیں اس کام کو تیز کرنے کے لئے بھی حضور بے چین و بے قرار ہیں اور ہر احمدی کو داعی الی اللہ بننے کی ترغیب دلائی ہے اس طرح سپین زبان سیکھنے اور سپین کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنا شدھی کے خلاف جہاد۔ ہر احمدی خاندان کو نیا خاندان احمدی کرنے کی تحریک۔ جنوبی امریکہ میں وقف عارضی صد سالہ جشن تشکر تک سو ممالک میں جماعتی ترقی۔ روس میں تبلیغ۔ نمایاں ہیں۔ مستقبل قریب میں بڑھنے والی تبلیغی ضروریات کے پیش نظر حضور نے واقفین نو کی تحریک فرمائی جس سے نئی صدی کے لئے یہ تحفہ خدا کے حضور پیش کیا جائیگا۔ اب تک ۸۰۰۰ سے زائد بچے اس تحریک کے تحت وقف کئے جا چکے ہیں۔ اللھم بارک لھم

تربیتی و علمی تحریکات:۔

تربیتی نقطہ نگاہ سے کئی امور بڑی اہمیت رکھتے ہیں حضور نے اس تعلق سے درج ذیل تحریکات فرمائیں۔

صدر انجمن احمدیہ کے کارکنوں کو اخلاقی تربیت کا معیار بلند کرنے کی تحریک اطفال کو چیمپین میں، خدا کا پیار حاصل کرنے کی تحریک، ایام حرام میں بالخصوص درود پڑھنا۔ تعیش کی زندگی کے خلاف جہاد۔ جھگڑے ختم کر کے آپس میں صلح کرنا پردہ کی تحریک عید کے دن غرباء کو تحائف دینا۔ دنیا کی خرابیاں دور کرنے کے لئے بچوں کو تحریک چلانا۔ سب کچھ ذہن کے حضور پیش کرنا۔ رزق ورں کا معیار بلند کرنا ذیلی تنظیموں، ماں باپ کی تربیت کرنا۔ بد اخلاقی کے خلاف جہاد۔ مزار سے محبت کرنا۔ جوبلی سے قبل کے سال کو عبادت الٰہی کا سال بنانا۔ پانچ اخلاق حسنہ پیدا کرنے کی تحریک۔ ریٹائرڈ احباب کا زندگی وقف کرنا۔ برائیوں کے خلاف عالمی جہاد۔ وقت کا صحیح مصرف۔ دیگرہ ذالک

علمی واشاعتی:۔

علمی میدان میں ترقی کرنے کے لئے طلباء کی امداد کی جاتی ہے نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہر طبقہ کی تعلیمی ترقی کے لئے کی جانے والی تحریکات اسی طرح ہیں۔ سائنس کی تعلیم کے لئے آگے آنا۔ صدر انجمن احمدیہ کے ہر شعبہ کی تاریخ کی تدوین زبانوں کے ماہر تیار کرنا۔ مختلف غیر ملکی زبانیں سیکھنا۔ دینی و تربیتی کیسٹس تیار کرنا۔ ریسرچ کے لئے وقت دینا۔ حفظ قرآن۔ شہد کے بارے تحقیق۔ روزنامہ الفضل و ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت دس دس ہزار تک پہنچانا۔ الفضل کی اشاعت پندرہ ہزار کرنا۔ اشاعتی رنگ میں بھی آپ کے دور میں نمایاں کام ہوئے ہیں۔

دنیا بھر میں شائع ہونے والے جماعتی اخبارات و رسائل کے علاوہ روحانی خزائن کا سیٹ بھی دیدہ زیب کتابت و طباعت سے شائع ہوا۔ ۵۱ زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے ۱۱۶ زبانوں میں منتخب آیات کے تراجم ۱۱۲ زبانوں میں احادیث کے تراجم ۱۰۷ زبانوں میں تحریرات حضرت مسیح موعود کے تراجم شائع ہو چکے ہیں اس وقت اسلامی لٹریچر کی کئی زبانوں میں اشاعت ہو رہی ہے۔

دعائیہ تحریکات:۔

اس زمانہ میں زندہ خدا کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنے کا ثبوت صرف جماعت احمدیہ ہی دیتی ہے اور یہ دعا کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ ہر فرد جماعت قبولیت دعا کے لئے شیریں ثمرات کھاتا رہتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر پیارے امام کی دعائیں ہیں جو ہمارے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہیں احباب دعا کے لئے حضور کو خط لکھتے ہیں پیارے آقا ہر ایک کے لئے دعا کرتے ہیں

دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کے لئے خلیفۂ وقت درد سے بے قرار ہو کر دعائیں کرتا ہے۔ نہ صرف احباب جماعت ہی اس سے استفادہ کرتے ہیں بلکہ پیارے آقا کا یہ فیضان ساری دنیا کے لئے جاری و ساری ہے جس سے دکھی انسانیت کے دکھوں کا مداوا ہوتا ہے۔ جس جگہ بھی کوئی آفت آتی ہے یا اپنے ہاتھوں پیدا کر دی جاتی ہے حضور اس کے لئے نہ صرف خود دعا کرتے ہیں بلکہ اس کی تحریک بھی جماعت میں کرتے ہیں اور دعاؤں کی برکت سے وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے۔

پس ہمیں چاہیئے کہ اس فیضان سے بھرپور استفادہ کریں۔ حضور نے احباب کے سامنے دعا کی درج ذیل تحریکات کیں۔

فلسطینی بھائیوں کے لئے عالم عرب و اسلام اور ساری دنیا کی ہدایت، امن اور دکھ درد دور ہونے کے لئے اہل سپین کے لئے۔ تسبیح تحمید استغفار حمد الٰہی کی تحریک گھانا کے قحط کی دوری۔ کارکنان جلسہ سکھر کے احمدیوں کی گرفتاری پر دعائے خاص، پاکستان، ہندوستان۔ قوم کی ہدایت کے لئے۔ حقیقت حال سے لاعلم لوگوں کے لئے قربانیاں دینے والوں کے لئے اسیران راہ مولیٰ کے لئے دعا کی پرزور تحریک۔ دعاؤں کی فہرست طویل ہے صرف انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ان بابرکت تحریکات کے نتیجہ میں جو برکات و فیوض نازل ہوئے یا ہو رہے ہیں ان کا سلسلہ دائمی ہے۔ بعض نمایاں برکات کی حامل ہیں کسی قدر تعارف کے لئے ایک دو کا ذکر کیا جاتا ہے

بیوت الحمد:۔

جماعت احمدیہ نے بفضلہ تعالیٰ ۷۰۰ سال بعد سپین میں از سر نو خدا کا گھر بنانے کی توفیق پائی مسجد بشارت کے افتتاح کے بعد ربوہ تشریف لا کر ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو مسجد اقصیٰ ربوہ میں اس پہلی مالی تحریک کا اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی عملی شکل یہ ہے کہ خدا کے غریب بندوں کے گھر بھی بنائے جائیں۔ اس تحریک میں احباب نے دل کھول کر حصہ لیا۔ ۱۹۸۳ء میں آسٹریلیا میں سڈنی کے قریب مسجد کا سنگ بنیاد رکھا تو پھر اس تحریک کو دہرایا اس کے نتیجے میں ۸۰ مکان پر مشتمل بیوت الحمد کالونی بنائی گئی ایک دار الاکرام ہوسٹل کا قیام

ہوا اور مستحقین لوگوں کی جزوی امداد کی گئی اور بعض تعمیرات کے کام ہو رہے ہیں۔

تحریک جدید کے دفتر اوّل دوم کا احیاء دفتر چہارم کا آغاز :۔

تحریک جدید کے نتیجہ میں بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کے مبلغین خدمت بجا لا رہے ہیں جس کے نتیجہ میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے دفتر اول و دوم کے وفات یافتہ مجاہدین کی قربانیوں کو مسلسل دینے کے لئے ورثاء کو ان کے کھاتے زندہ رکھنے کی تحریک فرمائی۔ دفتر سوم پر بیس سال گذرنے پر دفتر چہارم کا آغاز فرمایا تاکہ آنے والی نسلیں بھی اس ثواب میں برابر کی شریک ہو سکیں۔

وقف جدید:۔ اندرونی طور پر جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے وقف جدید کی خدمات نمایاں حیثیت کی حامل ہیں پہلے یہ تحریک صرف ہندوستان و پاکستان تک محدود تھی وقف جدید کے ۳۰ویں سال پر حضور نے اسکو پوری دنیا پر وسیع کرنے کا اعلان فرمایا۔

کمپیوٹر:۔ جماعت احمدیہ کو باوجود محدود وسائل کے عظیم اسلامی خدمات کی توفیق مل رہی ہے لٹریچر کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر ۱۲ جولائی ۱۹۸۰ء کو خطبہ جمعہ میں تحریک فرمائی کہ اشاعت لٹریچر کے پیش نظر سر دست میں ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ کی تحریک کرتا ہوں ۱۶ اپریل ۱۹۸۷ء کو لندن میں جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ کمپیوٹرائزڈ پرنٹنگ پریس کا افتتاح ہوا۔ جس کے نتیجہ میں کثیر تعداد میں اشاعت ہو رہی ہے۔

سیدنا بلال فنڈ:۔ ابتلاء میں جان کا نذرانہ دینے والوں کے پسماندگان کی کفالت کے لئے سیدنا بلال فنڈ تحریک کا آغاز فرمایا اس فنڈ سے ۱۰۰ زبانوں میں قرآن مجید کا تحفہ شہداء اور اسیران کی طرف سے پیش کیا جائے گا۔

توسیع مکان بھارت فنڈ:۔ مقامات مقدسہ کی برکتوں کے پیش نظر توسیع مکان بھارت فنڈ کی تحریک کا اعلان ۲۸ مارچ ۱۹۸۶ء کو فرمایا۔ اس آمد کے ذریعہ مقامات مقدسہ قادیان کی مرمت دہلی و کانپور مراکز کی تعمیر اور بعض دیگر ضرورتوں کو پورا کرنا مقصود ہے۔

مجلس شوریٰ:۔ جماعت کی مساعی کو تیز تر کرنے اور سابقہ کارگزاری کا محاسبہ کرکے اسے بہتر بنانے کے لئے آپسی صلاح و مشورہ کی ضرورت ہوتی ہے حضور نے ہر ملک میں مجلس شوریٰ کا قیام فرمایا تاکہ سب ملک غلبہ اسلام کی مہم میں اپنے قدم تیز تر کر سکیں۔

مساجد مشن ہاؤسز:۔ عبادت الٰہی کے لئے مساجد کی ضرورت ہوتی ہے آپ کے زیر قیادت جماعت احمدیہ کو ہر ملک میں مسجد تعمیر کرنے اور اس کی توسیع کی توفیق مل رہی ہے اسی طرح تبلیغی مراکز کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے جن کے ذریعہ بھٹکی ہوئی مخلوق کو خالق و مالک سے ملانے کا کام ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ حسب توفیق و استعداد اسکول اور ہسپتال قائم کرکے جسمانی اور علمی خدمات میں حصہ لیا جاتا ہے۔ ۱۹۸۴ تا ۱۹۹۰ء اللہ تعالیٰ نے ۵۱۱ بنی بنائی مساجد نمازیوں اور ان کے اماموں سمیت عطا کیں جبکہ ۸۴۷ نئی مساجد تعمیر کرنے کی جماعت کو توفیق و سعادت ملی۔

بادشاہوں کا قبول احمدیت:۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دور خلافت میں خدا تعالیٰ سعید روحوں کو اس طرف لا رہا ہے اور معزز ہستیوں پر بھی صداقت احمدیت آشکار ہو رہی ہے اور وہ حلقہ بگوش احمدیت ہو رہے ہیں چنانچہ مغربی افریقہ کے دو بادشاہ بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے حضور ایدہ اللہ نے ۱۹۸۷ء کے جلسہ سالانہ لندن کے موقعہ پر ان ہر دو کو سٹیج پر بلا کر حضرت مسیح موعود کے کپڑوں کا تبرک عطا فرمایا جس کو انہوں نے بصد مسرت و امتنان قبول کیا۔

دورہ جات:۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اشاعت اسلام کی دینی اغراض اور جماعتی تربیت کے لئے غیر ممالک کا دورہ بھی کرنا پڑتا ہے ان دورہ جات میں آپ کی بے پناہ مصروفیت ہوتی ہے کہیں سربراہان مملکت اور اہم شخصیات سے ملاقات ہے کہیں انٹرویو لئے جا رہے ہیں مجالس علم و عرفان اور سوالات الگ ہو رہی ہیں۔ احباب جماعت براہ راست اپنے امام سے مل کر ایمان تازہ کر رہے ہیں۔ مساجد مشن ہاؤسز کی بنیاد و افتتاح پریس کانفرنس سے خطاب اور تربیت کے دوسرے بے شمار امور ساتھ ساتھ چلتے ہیں آپ کے بعض دورہ جات غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں بعض جگہوں پر کسی خلیفہ وقت کی پہلی بار آمد ہے۔

مسند خلافت پر متمکن ہونے کے صرف ڈیڑھ ماہ بعد یورپ کے ۹ ممالک کا دورہ فرمایا اس دورہ میں سپین کی تاریخی مسجد کا افتتاح بھی فرمایا۔ ۲۲ اگست تا ۱۱ اکتوبر سات ہفتے مشرق بعید کے ممالک اور سری لنکا کا دورہ کیا۔ اور سیڈنی کے مقام پر مسجد بیت الہدیٰ اور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا اور یونیورسٹی آف کینبرا میں اسلام کی امتیازی خصوصیات پر معرکۃ الآراء لیکچر دیا۔ دسمبر ۱۹۸۴ء میں یورپین ممالک کا دورہ کیا۔ ستمبر ۱۹۸۵ء میں یورپ کے سات ممالک کا دورہ کیا اور نئے مشنوں کا افتتاح کیا فرینکفرٹ کے سنٹر ناصر باغ کا افتتاح فرمایا ۱۹۸۶ء کے اگست تا اکتوبر میں یورپین ممالک اور کینیڈا۔ فرینکفرٹ، بلجیئم اور ہالینڈ کا دورہ فرمایا۔ ۱۹۸۷ء میں بھی دو مرتبہ یورپین ممالک نیز کینیڈا اور امریکہ کا تاریخ ساز دورہ کیا اور متعدد مشن ہاؤسز قائم ہوئے جنوری ۱۹۸۸ء میں پہلی مرتبہ ۵ ہفتوں میں مغربی افریقہ کے چھ ممالک کا دورہ کیا ان ممالک کی خدمت کے لئے نصرت جہاں تعلیم و طب کا شعبہ قائم کیا اور دنیا بھر کے احمدی ڈاکٹروں اساتذہ ہر علم و فن کے ماہرین کو افریقہ میں خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔ مارچ اپریل ۱۹۸۸ء میں گلاسکو اور مغربی جرمنی اگست ستمبر میں مشرقی افریقہ اور ماریشس کا تاریخی دورہ فرمایا۔ (ان ممالک کی طرف خلیفہ وقت کا پہلا دورہ ہے) ۲۹ مارچ سے یکم اپریل ۱۹۸۹ء تک حضور نے عیسائیت کے فرقہ رومن کیتھولک کے گڑھ آئرلینڈ کا دورہ فرمایا یہ دورہ احمدیت کی دوسری صدی کا پہلا دورہ ہے اس دورہ میں حضور نے ریپبلک آف آئرلینڈ میں احمدیت کے پہلے مشن کا باقاعدہ افتتاح فرمایا دوسری صدی کا یہ پہلا دورہ لازماً کسی بیرونی ملک میں احمدیت کے پہلے مشن کے افتتاح کا موجب بنا ان دوروں میں جس خدا تعالیٰ کی تائیدات و نصرت نہ صرف شامل حال رہتی ہے بلکہ عظیم الشان اعجاز دکھاتی ہے جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور حمد الٰہی سے دل بھر جاتے ہیں۔ سربراہان ممالک حضور کا استقبال بڑی خوشی و جوش سے کرتے ہیں اور اپنے ہاں سرکاری مہمان کے طور پر ٹھہراتے ہیں اور اپنی محبت و جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ نائیجیریا کے ایک دورہ میں وہاں کے صدر مملکت نے نہایت محبت کے ساتھ حضور سے ملاقات کی اور روایتی لباس کا خوبصورت گاؤن بطور تحفہ پیش کیا جب حضور مع اراکین وفد کیلگری پہنچے تو ۶ پولیس کاریں اور بہت سے موٹر سائیکل سوار آپ کے ساتھ کر دیئے گئے۔ ۱۰ کاروں کے قافلہ کے گذرنے کے لئے ساری ٹریفک بند کر دی جاتی تھی۔

• ٹاؤن آف وان میں جب حضور وارد ہوئے تو قونصل اور شہر کے میئر نے اس دن کو احمدیہ مسلم ڈے اور ہفتے کو احمدیہ مسلم ویک قرار دیا اور شہر کی چابی شہر کا جھنڈا آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

• اونٹاریو کے وزیر منسٹر آف لیبر نے ایک استقبالیہ تقریب میں حضور کے ساتھ کچھ دیر بیٹھنے کا موقعہ ملنے کو اپنی عزت افزائی قرار دیا۔ گوئٹے مالا میں جب حضور تشریف لے گئے تو صدر مملکت نے حضور کی حفاظت کے لئے اپنے خصوصی چیف سیکورٹی گارڈ کو ۱۸ افراد پر مشتمل پوری ٹیم کے ساتھ مقرر کر دیا۔ صدر مملکت نے خود حضور سے ملاقات کی اور آئندہ تشریف لانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ وزیر صحت نے دوبارہ ۱½ گھنٹہ ملاقات کی اور دعاؤں میں یاد رکھنے کا وعدہ لیا۔ وزیر خارجہ نے بھی درخواست کی کہ مجھے اپنی دعاؤں میں جگہ دیں۔

مباہلہ:۔ مکفرین اور مکذبین جو الزام تراشی اور ناپاک پروپیگنڈہ سے کسی طرح باز نہیں آ رہے تھے ان پر ہر ممکن طریق سے اتمام حجت پوری کر دی گئی۔ بار بار سمجھایا گیا مگر اس کا خاطر خواہ کوئی فائدہ نہ ہوا تو حضور ایدہ اللہ نے ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو مباہلہ کا چیلنج دے کر خدا تعالیٰ کی عدالت میں فیصلہ کے لئے دعوت دی۔ اس مباہلہ کے نتیجہ میں عظیم الشان نشانات کا ظہور ہوا اور آئندہ ہوتا رہے گا جن میں سے اسلم قریشی کا زندہ ثابت ہونا اور ضیاء الحق کا آسمان کی بلندیوں میں پارہ پارہ ہونا ایسا روشن نشان ہے کہ بصیرت رکھنے والوں کے لئے روشنی کا کام دیتا رہے گا۔ الغرض مباہلہ کا سال خدا تعالیٰ کے روشن نشانوں کا سال بن گیا جو آئندہ سو سالہ تاریخ کو بھی روشن رکھے گا۔ مباہلہ کے نتیجہ میں ایک [illegible] بغیر رقم خرچ کئے دنیا بھر میں جماعت کی اس قدر تبلیغ و اشاعت ہوئی کہ گذشتہ سو سال میں بھی نہ ہوئی تھی۔ ریڈیو ٹی وی کے ذریعہ حضرت مسیح موعود کا پیغام اکناف دنیا میں مشتہر ہوا۔ اور غیر بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔

جشن تشکر:۔ ۱۹۸۹ء کا سال جماعت کے لئے ہر لحاظ سے پچھلے تمام سالوں سے بڑھ کر افضال و برکات کا موجب بنا۔ ساری دنیا کی احمدی جماعتوں نے شاندار تقاریب منعقد کیں اس سال جماعت کی جس قدر تشہیر ہوئی پہلے کسی سال نہ ہوئی تھی دنیا بھر کے اخبارات ریڈیو ٹی وی نے شاندار رنگ میں جماعت کی خدمات کو سراہا اور تعارف کرایا۔ اس کثیر تعداد میں یادگار مونوگرام اور [illegible] جاری ہوئے۔ بعض میں جماعت کی سو سالہ تاریخ کو دہرایا گیا۔ متحرک و غیر متحرک نمائشیں دکھائی گئیں جن کے ذریعہ اسلامی خدمات سے دنیا کو روشناس کرایا گیا۔ اس سال ۱۶۷ نمائشوں کا اہتمام ہوا۔ اور صد سالہ جوبلی کی تقریبات منعقد کی گئیں۔ اس سال ایک لاکھ ۲۲ ہزار سے زائد بیعتیں ہوئیں جو گذشتہ تمام سالوں میں ایک سال میں ہونے والی سب سے زیادہ بیعتیں ریکارڈ ہوئیں۔ ۱۹۸۹ کا جلسہ سالانہ بھی ایک منفرد دنیا کی حیثیت رکھتا ہے جس میں مختلف ممالک کے وزراء و ممبران پارلیمنٹ نے بھی شرکت کی۔

اور اپنی حکومت کی نمائندگی میں تقاریر کرتے ہوئے جماعتی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا جلسہ کی کاروائی کا ساتھ ساتھ چھ مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوتا رہا سیرالیون کی حکومت نے جماعت کی ۷۵ سالہ خدمات کے صدمیں ایک سرکاری تقریب منعقد کرکے یادگاری ٹکٹ جاری کیا جسے اپنی سعادت و فخر کا باعث گردانا۔

حرف آخر :- ۲۷ر جولائی ۱۹۹۱ء کے جلسہ سالانہ کے دوسرے روز حضور ایدہ اللہ نے دنیا بھر میں دوران سال ہونے والے افضال الٰہیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ امسال دنیا بھر میں ۲۸۲ نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں اور ۲۹۷ نئے مقامات پر پہلی مرتبہ احمدیت کا نفوذ ہوا۔ چھیاسی مساجد تعمیر ہوئیں۔ ۲۵ زیر تعمیر ہیں۔ ۷۶ بنی بنائی مساجد اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں افریقہ میں تیرہ نئے مراکز کا اضافہ ہؤا۔ ۲۲ قطعات زمین خریدی گئے۔ صرف گیمبیا میں تیرہ عمارات تعمیر ہوئیں۔ پولینڈ اور ترکی میں ایک ایک عمارت بطور مشن ہاؤس حاصل کی گئی۔ اونٹاریو میں ۱۰۰ ایکڑ رقبہ خریدا گیا جس میں بلڈنگ بنی ہوئی ہے۔ دہنی بیگ میں ایک عمارت خریدی گئی۔ امسال ایشین ممالک میں چھ مراکز کا اضافہ ہوا۔ ریڈیو میں ۱۳ ممالک میں ۴۱۹ پروگرام نشر ہوئے ۲۰۷ ٹی وی پر ۳۵۹ پروگرام نشر ہوئے ۳۹۶ اخبارات نے جماعت کی خبریں سارا سال شائع کیں

نصرت جہاں سکیم کے تحت اس وقت ۱۱ ممالک میں ۳۱ ہسپتال کام کر رہے ہیں گزشتہ سال یہ تعداد ۲۷ تھی۔ افریقہ میں ۳۷ ہائر سیکنڈری سکول اور ۴۴ جونیئر سیکنڈری سکول ۲۱۹ پرائمری اور ۵۰ نرسری سکول کام کر رہے ہیں۔ پریس اینڈ پبلی کیشن شعبہ کے تحت امسال ۴۷۰۳ خطوط اور مضامین دنیا بھر کے اخبارات کو لکھے گئے اور ۱۱۲ پریس ریلیز جاری کئے گئے۔ اس وقت دنیا کے ۵۳ ممالک میں بچاسی اخبارات ورسائل ۱۷ زبانوں میں شائع ہو رہے ہیں۔ امسال رقیم پریس اسلام آباد سے منتخب آیات احادیث و اقتباسات مسیح موعود کے علاوہ دس زبانوں میں پچاس کتب دو لاکھ پچیس ہزار کی تعداد میں شائع ہوئیں بچوں کی چودہ کتب شائع ہوچکی ہیں۔ افریقہ کے ۵ ممالک میں اپنے پریس لگائے جا چکے ہیں وقف نو کے تحت اب تک آٹھ ہزار دو سو اکسٹھ بچے شامل ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں شعبہ سمعی بصری خدمت خلق وقار عمل کے کاموں کا بھی جائزہ پیش فرمایا آخر پر حضور نے فرمایا کہ امسال دنیا کے ۱۲۶ ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔ اور امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۵۰ ہزار کے قریب بیعتیں ہوئی ہیں۔ ع

شمار فضل اور رحمت نہیں ہے
نہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے

صد سالہ جلسہ سالانہ :- یہ تاریخی جلسہ بھی خلافت رابعہ کے دور میں آیا اور اپنے ساتھ ان گنت برکات لایا ہے مرکز احمدیت قادیان میں دنیا بھر کے ممالک سے ہزارہا کی تعداد میں طیور ابراہیمی قادیان میں حاضر ہوں گے خدا کرے کہ اس موقعہ پر پیارے آقا بھی بنفس نفیس تشریف لائیں اور برسوں سے بھڑکتی ہوئی دید کی پیاس بجھے اور پیارے آقا کا دیدار کرکے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اس گھڑی کا تصور کرکے ہماری دیدہ و دل فرش راہ بنے ہوئے ہیں۔

حضور افضال الٰہیہ کے نزول کے بارہ میں ایک موقعہ پر فرماتے ہیں۔

"آسمان سے جب خدا کی رحمتوں کی بارش ہو تو چھتریاں تو اس کو روک نہیں سکتیں سائبان تان کر بھی کبھی آسمانی بارشوں کی راہ میں کوئی حائل ہوا ہے ان کی چھتریاں بھی بے کار گئیں احمدیت کے اوپر فضلوں کے نازل ہونے کی راہ میں ان کے سائبان جو انہوں نے تانے وہ بھی سارے بے کار ثابت ہوئے اگر کنکریٹ کی چھتیں یہ تعمیر کر سکتے ہیں تو ساری دنیا میں تعمیر کریں مگر خدا کی قسم آسمان سے نازل ہونے والا فضل چھتیں پھاڑ کر بھی آپ پر نازل ہوتا رہے گا اور ہمیشہ نازل ہوتا رہے گا اور ہر کوشش کے بعد بڑھے گا اور ہر ظلم کے بعد زیادہ ہو گا اور ہر ایک آپ کی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرتی چلی جائیگی آپ خدا کے فضل کے وارث بنانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں خدا کے فضلوں سے محروم کرنے والا کوئی پیدا نہیں ہوا۔ آخر میں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ حقیقی غلبہ اسلام کے دن قریب سے قریب تر آجائیں۔ آمین

اسلام کی نشاۃ ثانیہ بقیہ صـ ۲۲ :- یہ مقدس کام خدا تعالیٰ نے ہمارے ہی سپرد فرمایا ہے۔ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہم دنیا کی سب سے بہترین امت محمدیہ میں سے ہیں جن کے ذمہ یہ کام لگایا گیا ہے کہ عملی نمونہ سے مخلوق خدا کو راہ راست پر لائیں۔ قل جاء الحق و ذھق الباطل ان الباطل کان ذھوقا

درخواست دُعا :- مکرم مرزا عبدالباسط صاحب لندن (ہونسلو) کی والدہ محترمہ، اہلیہ مکرم مرزا عبدالحمید صاحب فنا مرحوم تقریباً دو ماہ سے بیمار ہیں۔ کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

درخواستِ دُعا

مکرم عبدالمالک صاحب نمائندہ الفضل لاہور۔ دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

اعلانِ نکاح

میری بہن عزیزہ امۃ الرفیق ملیحہ بنت ڈاکٹر محمد حفیظ خاں صاحب (وقف نصرت جہاں سکیم گیمبیا کا نکاح ہمراہ عزیزم سہیل احمد سیٹھی ابن چوہدری بشیر احمد صاحب آف لاہور سے مبلغ چالیس ہزار روپے حق مہر پر ۱۸ اکتوبر کو بمقام ربوہ ہوا۔ تمام احباب سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دُعا ہے نیز میرے والدین مستقل رہائش کے لئے کینیڈا تشریف لے گئے ہیں ان کی اور میرے شوہر، میرے بہن بھائیوں کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لئے درخواست دُعا ہے۔ اس خوشی پر یکصد روپے اعانت بدر میں خاکسار نے ادا کئے ہیں۔

خاکسار: امۃ النصیر مدیحہ اہلیہ مرزا مظفر احمد صاحب قادیان

ولادتیں

(۱) — مورخہ ۱۴/۱۱/۹۱ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے برادرم اُسامہ احمدی ایڈووکیٹ یادگیر کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے ازراہِ شفقت بچی کا نام "حفصہ" تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم فیض احمد صاحب شحنہ مرحوم یادگیر کی پوتی اور مکرم غلام محمود صاحب رائچوری امیر جماعت احمدیہ بمبئی کی پہلی نواسی ہے۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ زچہ بچی کو صحت وسلامتی والی لمبی عمر عطا کرے بچی کو نیک صالحہ خادم دین بنائے، والدین کے لئے قرۃ العین ہو۔ (خاکسار: بشارت احمد حیدر کارکن شعبہ رشتہ ناطہ قادیان)

(۲) — محترم برادرم چوہدری نورالدین صاحب و عزیزہ امۃ الحفیظ فائزہ آف جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے دو بیٹوں کے بعد مورخہ ۲۴/۱۱/۹۱ کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ کا نام شاذیہ نور تجویز کیا گیا ہے۔ عزیزہ محترم چوہدری عبدالحق صاحب مرحوم درویش قادیان کی پوتی اور مکرم خواجہ عبدالقدیر صاحب گنائی آف بھدرواہ کی نواسی ہے۔ محترم برادرم نورالدین صاحب چوہدری اعانت بدر میں مبلغ پچاس روپے جمع کرواتے ہوئے قارئین کرام سے نومودہ کے نیک صالحہ خادم دین ہونے کے لئے نیز صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(خاکسار: عنایت اللہ مبلغ دہلی)

بقیہ قادیان میں جدید تعمیرات

(۹)- مکرم روشن علی خان صاحب آف کیرنگ اڑیسہ (آپ بھی رضاکارانہ طور پر شروع دسمبر سے تعمیرات کے کاموں میں حصہ لے رہے ہیں)

ان کے علاوہ مختلف اوقات میں کچھ وقت کے لئے۔ مکرم سمیع صاحب آف لاہور، مکرم راجہ صاحب مکرم منیر طارق صاحب مکرم محمد دین صاحب آف ربوہ، مکرم محمد صدیق صاحب ماریشس مکرم وسیم احمد جمیل صاحب لاہور مکرم منور احمد صاحب و مکرم اسلم صاحب ربوہ نے بھی تعمیری کاموں میں حصہ لیا فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

درخواستِ دُعا :- میرے بڑے بھائی مکرم محمد حلیم ساہی صاحب ابن مولانا محمد سلیم صاحب مرحوم پچھلے چند دنوں سے شدید بیمار ہیں ڈاکٹروں نے انہیں دق کا شکار بتایا ہے ان دنوں ان کا علاج جاری ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد شفاء دے آمین۔ اعانت بدر میں دس روپے ارسال ہیں

(خاکسار: محمد کلیم ساہی)

•— خاکسار کے والدین کی جملہ پریشانیوں کے ازالہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے نیز خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیز سید فہیم احمد محب بشیر کے ہاں تاحال کوئی اولاد نہیں ہوئی ہے اولاد نرینہ عطا ہونے کے لئے اور نوکری میں ترقی کے لئے۔ نیز مکرم سید محمود احمد صاحب محب بشیر نائب صدر جماعت احمدیہ تیماپور کی والدہ صاحبہ کافی عرصہ سے بیمار ہیں انکی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار۔ سید وسیم احمد محب بشیر تیماپوری قادیان)

قادیان دارالامان میں جدید تعمیرات

از قلم محمد نسیم خان نائب ایڈیٹر بدر

ایک صدی قبل قادیان ایک ایسی گمنام بستی تھی جس کی شہرت اس قدر بھی نہ تھی کہ گردونواح کے افراد بھی اِسے جانتے ہوں۔ آمدورفت کے ذرائع بھی نہ تھے ضروریات زندگی کی معمولی اشیاء بھی دستیاب نہیں ہوتی تھیں۔ اُس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا ؎

یا تیك من كلّ فج عميق
ویاتون من كلّ فج عميق

(یعنی تیرے پاس اس قدر دور دراز سے لوگ آئیں گے جن کی کثرت سے راستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ اسی طرح دور دراز سے تحائف بھی آئیں گے)

قادیان دارالامان میں جدید تعمیرات کے سلسلہ میں حضور انور محترم چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ کے ہمراہ قادیان کا نقشہ ملاحظہ فرماتے ہوئے۔

ایک بار آپ نے کشفی حالت میں بھی دیکھا کہ قادیان عظیم الشان ایک شہر بن گیا ہے اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے اُونچی اونچی دو منزل یا چو منزل یا اس سے بھی زیادہ او نچے اور او نچے چبوتروں والی دکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے بیٹھے ہیں۔ اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں روپیوں اور

زیر تعمیر گیسٹ ہاؤسز کا ایک منظر

اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور قسما قسم کی دکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکے۔ بگھیاں، ٹمٹم، فٹن۔ پالکیاں۔ گھوڑے۔ شہر میں پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔ (الحکم ۳۰ر اپریل ۱۹۰۲ء)

بیوت الحمد کالونی کا ایک منظر

نیز حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں :۔

" کہ مجھے حضورؑ نے ایک رویا سنایا تھا کہ قادیان بیاس تک پھیلا ہوا ہے اور مشرق کی طرف بھی بہت دور تک اسکی آبادی چلی گئی ہے" (الفضل ۹ر فروری ۱۹۳۲ء)

خلافت رابعہ کے عہد سعادت میں احمدیت کی دوسری صدی کا سورج افق قادیان سے اس شان سے طلوع ہوا ہے جس کی شعاؤں میں غلبۂ اسلام کا پیغام مضمر ہے۔ جہاں اکناف عالم میں جماعت احمدیہ کے تحت مساجد مشن ہاؤسز، ہسپتال، اسکولز کی تعمیرات ہو رہی ہیں وہاں دوسری طرف حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی توجہ و رہنمائی میں احمدیت کے دائمی مرکز قادیان میں پیشگوئیوں کے مطابق گوناگوں ترقی، بڑھتی ہوئی ضروریات مہمانوں کی کثرت سے آمد کے پیش نظر تعمیرات کا سلسلہ ایک عظیم منصوبہ کے تحت چلایا گیا ہے۔ حضور انور کی ہدایت پر محترم چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ صدر "احمدیہ انٹرنیشنل آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز ایسوسیئیشن" کی نگرانی و پلاننگ کے تحت قادیان میں وسیع تعمیراتی کام گذشتہ سال سے شروع کئے گئے جس کی عمومی انتظامی نگرانی محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان فرما رہے ہیں۔ اس منصوبہ کے تحت سب سے پہلے ۲۸ر دسمبر ۱۹۹۰ء کو ۲۲ مکانات پر مشتمل بیوت الحمد کالونی کی بنیاد رکھی گئی بفضلہ تعالیٰ اب کالونی کا کام تکمیل کے آخری مراحل پر ہے۔ اسی طرح چار یورپین طرز رہائش کے گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر جاری ہے۔ ہر گیسٹ ہاؤس کی عمارت دو منزلہ ہے جس میں ۱۵۰ افراد کے لئے جملہ رہائشی سہولتیں میسر ہیں۔ اس وقت جو گیسٹ ہاؤسز زیر تعمیر ہیں وہ جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا، انگلستان، جرمنی اور امریکہ کے ہیں جو انہوں نے اپنے اخراجات پر تعمیرات کروائے ہیں۔ اسی طرح تعلیم الاسلام ہائی اسکول کی پوری عمارت پر دوسری منزل کی تعمیر جاری ہے اس کا کام بھی آخری مراحل میں ہے۔ دارالمسیح کے پرانی تعمیر شدہ عمارتوں کی بھی ضروری مرمت کا کام ہو رہا ہے۔ مستقبل قریب میں انشاء اللہ تعالیٰ مزید وسیع پیمانہ پر تعمیراتی کام کا منصوبہ مدنظر ہے جس میں سڑکوں کی وسعت، مزید گیسٹ ہاؤسز اسکولز، ہسپتال۔ رہائشی مکان اور توسیع مساجد وغیرہ شامل ہیں۔ اس تعمیراتی کام میں درج ذیل مخلص واقفین عارضی نے انتہائی محنت کیساتھ خدمات سرانجام دیں۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

(۱)۔ مکرم ظہورالدین صاحب آف حیدرآباد (آپ شروع سے آخر تک کالونی کی تعمیر میں بطور نگران انجینئر حصہ لے رہے ہیں اس کے علاوہ دارالمسیح۔ مسجد نور کی مرمت و توسیع میں بھی حصہ لیا ہے) (۲)۔ مکرم فیروزالدین صاحب آف سونگھڑا اڑیسہ (آپ رضاکارانہ وقف کے طور پر سرکاری ملازمت سے چھٹی لیکر تقریباً ۵½ ماہ سے گیسٹ ہاؤسز، ہائی اسکول، مسجد دارالانوار کی تعمیرات میں بطور نگران انجنیئر کے کام کر رہے ہیں اس کے علاوہ کالونی کے کاموں میں بھی حصہ لیا ہے انہوں نے اپنے آخری چار مہینے کے قیام میں چار گیسٹ ہاؤسز کی پہلی منزل کو مکمل کرتے ہوئے دوسری منزل کو بھی قابل رہائش بنایا جو کہ صد سالہ جلسہ سالانہ کے لئے انتہائی اہم ہے۔) (۳)۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب آف ربوہ (آپ نے تقریباً ۳½ ماہ تک گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر میں حصہ لیا۔ (۴)۔ مکرم رفیق احمد صاحب آف ربوہ (آپ نے اپنی بنائی ہوئی ڈیزائن کے ماڈل پر روٹی پکانے کے دو پلانٹس تقریباً چار ماہ وقف کر کے تیار کروائے۔(۵)۔ مکرم محمد عمر قمر صاحب آف ربوہ۔ (آپ نے تقریباً ۴ ماہ وقف کر کے کالونی اور گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر میں حصہ لیا) (۶)۔ مکرم خالد حسین صاحب آف سورو اڑیسہ؛ (انہوں نے مرکز کے بلاوے پر اپنی ملازمت سے استعفیٰ دے کر تقریباً سات ماہ سے ہائی اسکول گیسٹ ہاؤسز، مسجد دارالانوار کی تعمیرات میں حصہ لے رہے ہیں) (۷)۔ مکرم مبشر احمد صاحب کیندرا پاڑا (اڑیسہ) :۔(آپ نے اپنی سرکاری ملازمت سے رخصت لے کر رضاکارانہ وقف کے طور پر تقریباً ۳ ماہ سے ہائی اسکول و دارالمسیح کی تعمیرات میں حصہ لے رہے ہیں) (۸)۔ مکرم ملک اکرم صاحب آف راولپنڈی۔ (آپ رضاکارانہ طور پر تین ماہ سے تعمیراتی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں)

باقی صفحہ ۳۶ پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ جلسہ سالانہ کے لئے تشریف لاتے ہوئے پولینڈ کے ایک مخلص احمدی نوجوان کو ہاتھ کے اشارے سے خوش آمدید فرما رہے ہیں ٭
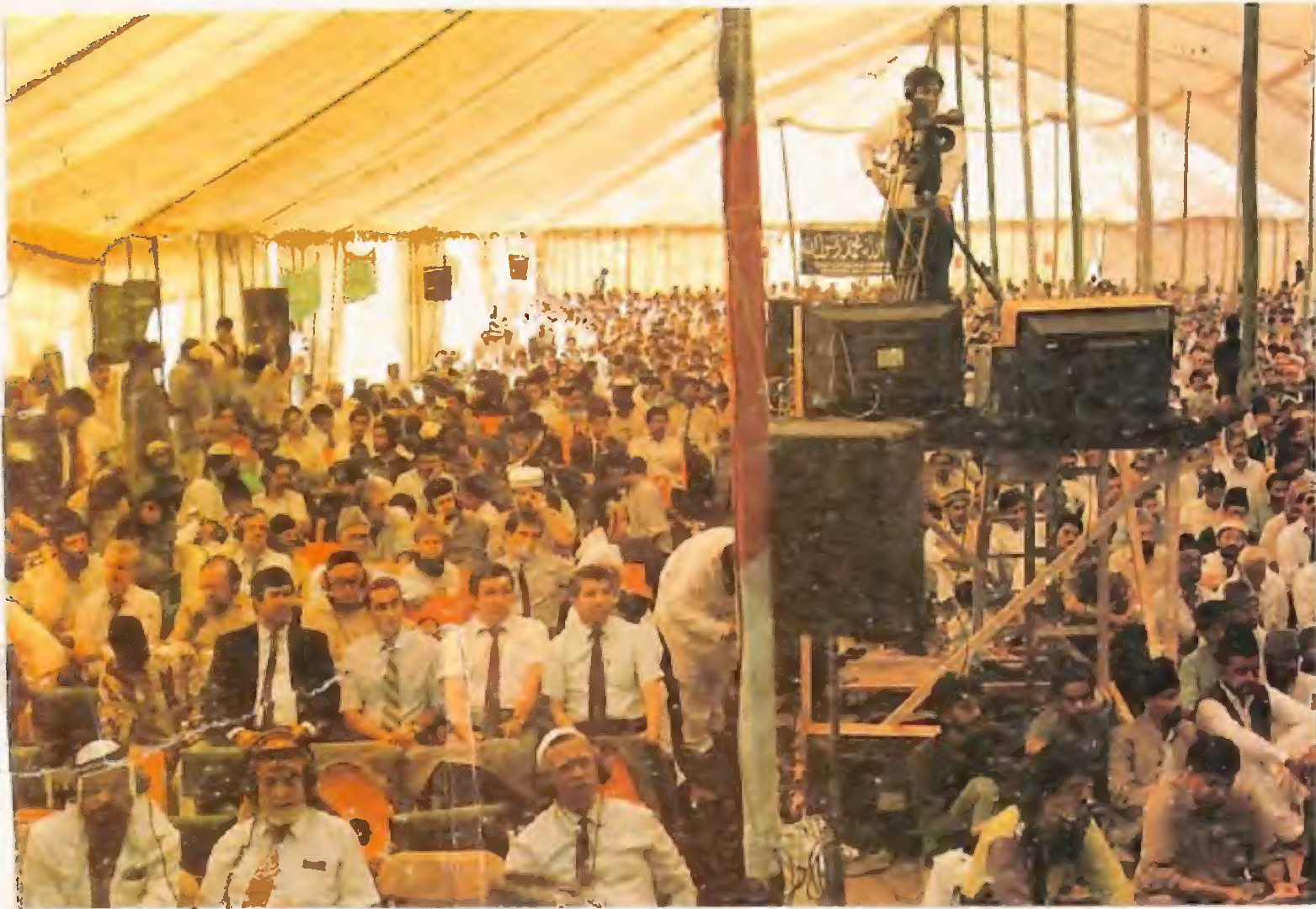
سالانہ برطانیہ ۹۱ء کے وسیع و عریض پنڈال کا ایک منظر۔ تاحدِ نظر سامعینِ کرام۔ سامنے کرسیوں پر رُوسی وفد کے ممبران نمایاں طور پر نظر آرہے ہیں ٭

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۰؁ء کا ایک منظ
امیر جماعتِ احمدیہ قادیان سید ناص
پیغام پڑھ کر سنا رہے ہیں جس میں حض
"ہم آئندہ
سامعینِ کرام ہمہ تن

REGISTERED WITH THE REGISTRA.
FOR INDIA AT NO. R. N.
۱۹-۲۶ر فتح ۱۳۷۰ہش مطابق ۱۹-۲۶ر دسمبر ۱۹۹۱ء

جلسہ سالانہ برطانیہ ۹۱ءمیں قادیان سے مکرم مولوی جلال الدین
صاحب نیّر ناظر بیت المال آمد نمائندہ صدر انجمن احمدیہ قادیان
اور مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور ناظمِ وقفِ جدید
نے شرکت کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
ایک ملاقات میں دونوں نمائندگان ۞

عالمگیر جماعتِ احمدیہ بفضلہٖ تعالےٰ دُنیا کے ۱۲۶ ممالک میں قائم ہوچکی
ہے۔ اُن ممالک کے قومی جھنڈوں کا ایک دلکش منظر۔
پیش منظر میں قادیان کے نمائندگان کے ساتھ برطانیہ اور جرمنی میں مقیم
قادیان کے بعض نوجوان ۞